ہفتے کے دن
اور انکا
تعارف
جمعہ
سنیچ
اتوار
پیر
منگل
بدھ
جمعرات
محمد ارشد کمال
دار العلم ممبئی

ہفتے کے دن
اور انکا
تعارف
محمد ارشد کمال
دار العلم ممبئی

سلسلہ مطبوعات دارالعلم نمبر 236

نام کتاب	:	ہفتے کے دن اوران کا تعارف
تالیف	:	محمد ارشد کمال
ناشر	:	دارالعلم، ممبئی
طابع	:	محمد اکرم مختار
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	۲۰۱۵ء
مطبع	:	بھاوے پرائیویٹ لمیٹڈ، ممبئی

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست

جمعہ

یوم جمعہ کی غیر ثابت فضیلتیں

اعمال جمعہ اور ان کی فضیلتیں

شب جمعہ کی فضیلت

جمعہ تاریخ کے آئینے میں

ہفتہ

اتوار

پیر

جمعرات

جمعرات کے احکام و مسائل

جمعرات تاریخ کے آئینے میں

عرضِ ناشر

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الأمین،

أما بعد:

تمام ایام اللہ رب العزت کے ہیں اور ہر دن کی اہمیت مسلّم ہے، البتہ ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے میں بعض لوگ بالخصوص برصغیر پاک و ہند کے باسی افراط و تفریط کا شکار ہو گئے، کسی نے جمعرات کو پیروں فقیروں کا دن کہا تو کسی نے بدھ کو منحوس سمجھا، اس طرح کی بہت سی باتیں ہمارے معاشرے میں گردش کرتی رہتی ہیں، لہٰذا ایسی صورت حال میں لازم تھا کہ لوگوں کو حقائق سے روشناس کرایا جائے اور بدعات، اختراعات و افواہوں سے بھی آگاہ کیا جائے۔ وقت کی اس ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے مولانا محمد ارشد کمال حفظہ اللہ نے ''ہفتے کے دن اور ان کا تعارف'' نامی کتاب لکھ کر ایک اہم کام سرانجام دیا ہے۔ جزاہ اللّٰہ خیرًا

قارئین کرام! اس مکتبہ کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ موقع کی مناسبت سے اور حالات کے پیش نظر بہترین کتب کو منظر عام پر لایا جائے جو اصلاح معاشرہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ آپ کی طرف سے ہماری علمی، تحقیقی و اصلاحی مطبوعات کو ہمیشہ سراہا گیا ہے اور ہمیں یقین ہے زیر نظر کتاب کو بھی ظاہری و باطنی حسن کی بنا پر ضرور قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

راقم اللہ کے حضور دعا گو ہوں کہ ہماری ان محنتوں کو شرف قبولیت بخشے اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔ آمین

ناشر

عرضِ مؤلف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم: اما بعد!

شب و روز کا تغیر و تبدل خالق کائنات کی عظیم نشانیوں میں سے ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی اندھیرا ہوتا اور کبھی اجالا، کبھی رات ہے تو کبھی دن، شب و روز کے اس تغیر و تبدل پر غور کریں کہ کبھی راتیں بڑی دن چھوٹے اور کبھی دن بڑے اور راتیں چھوٹی ہیں۔ رات آ رہی ہے دن جا رہا ہے اور کبھی دن آ رہا ہے تو رات جا رہی ہے۔ یوں قدرت کا یہ نظام جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ﴾ ''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کے لیے یقیناً کئی نشانیاں ہیں۔''[1] یہ اور اس طرح کی دوسری آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کا اکٹھا ذکر فرمایا ہے جب ہم ان آیات پر غور کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ رات کا ذکر پہلے ہے دن کا بعد میں اس سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک پورا دن (یوم یا ۲۴ گھنٹے) کا شمار ایک دن کے غروب آفتاب سے لے کر اگلے دن کے غروب آفتاب تک ہے اور یہی قمری اور اسلامی تقویم ہے کہ ایک رات اور دن مل کر (لیل + نہار = یوم) ایک پورا دن بنتے ہیں جسے عربی میں یوم کہا جاتا ہے۔ گویا قمری تقویم میں یوم کا آغاز غروب آفتاب سے ہوتا ہے۔ دیگر تقاویم کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ہندی یا بکرمی تقویم میں ایک مکمل دن (یوم یا ۲۴ گھنٹے) کا شمار ایک دن کے طلوع آفتاب سے لے کر دوسرے دن کے طلوع آفتاب تک ہے گویا ہندی تقویم میں دن کی تکمیل طلوع آفتاب کے وقت ہوتی ہے۔ عیسوی تقویم میں کسی دن کی مقدار آدھی رات سے دوسرے دن کی آدھی رات تک ہے گویا یوم یا ۲۴ گھنٹے کی تکمیل آدھی رات کے وقت ہوتی ہے۔ یہ صرف قمری اور اسلامی تقویم ہی ہے جو منشاء الٰہی کے مطابق شام غروب آفتاب کے وقت بدلتی ہے۔

---

[1] آل عمران: ۱۹۰۔

جب قدرت کے اس نظام کے یوں سات دن پورے ہو جاتے ہیں تو ایک ہفتہ بن جاتا ہے۔ ہفتہ کے ان سات دنوں کی پہچان کی خاطر لوگوں نے اپنی اپنی زبانوں میں ان کے مختلف نام بھی رکھے ہوئے ہیں۔ سب سے اچھے نام وہ ہیں جو عربی میں ہیں:

یوم الجمعه جمعہ کا دن

یوم السبت آرام کا دن

یوم الاحد پہلا دن

یوم الاثنین دوسرا دن

یوم الثلاثاء تیسرا دن

یوم الاربعاء چوتھا دن

یوم الخمیس پانچواں دن

ہم نے ان ناموں کو اس لیے اچھا کہا ہے کہ اسلام نے ان ناموں کو برقرار رکھا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں یہی نام بیان فرمائے گئے ہیں۔ فارسی میں جو نام ہیں وہ بھی عربی ناموں سے ہی ملتے جلتے ہیں: جمعہ، شنبہ، یک شنبہ، دوشنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ، پنج شنبہ۔

ہمارے ہاں ہفتے کے دنوں کے جو نام رائج ہیں وہ یہ ہیں: جمعہ، ہفتہ، اتوار، پیر، منگل، بدھ اور جمعرات۔ ان میں جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کو چھوڑ کر باقی سارے نام ہندی اور سنسکرت سے لیے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان ناموں سے شرک کی بُو آتی ہے۔

اتوار: سورج کا دن

سوموار: چاند کا دن

منگل: مریخ کا دن

بدھ: عطارد کا دن

مشرکین نے اپنے جاہلانہ اور شرکیہ تصورات کے تحت ان دنوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف منسوب کر رکھا ہے۔ انگریزی ناموں پر غور کریں تو وہاں بھی اسی طرح ہے۔ Fri-day محققین کہتے ہیں کہ قدیم برطانیہ میں بادلوں کی دیوی کا نام Frija یا Fri22 جو

بقول ان کے بادلوں میں چرخہ کاتتی تھی اسی دیوی کے نام پر اس دن کا نام Fri.Day رکھا گیا یعنی دیوی Frija یا Frigg کا دن۔

ہندی زبان میں جمعہ کو ''شکروار'' کہتے ہیں۔ شکرا زہرہ (Venus) کو کہتے ہیں۔ زہرہ واحد سیارہ ہے جو ایک دیوی کے نام پر ہے۔ یہ دیوی رومیوں کی حسن اور محبت کی دیوی کہلاتی تھی۔ ہندو اس دیوی کی یاد میں جمعہ کے دن کو شکروار (زہرہ کا دن) کہتے ہیں۔

Satur-Day زحل کا دن، رومیوں نے اپنے زراعت و انصاف کے دیوتا Saturn کے نام پر اس دن کا نام Saturn-Day رکھ دیا۔ اسی دیوتا کے نام پر زحل (Saturn) سیارے کا نام ہے۔

Sun-Day سورج کا دن۔ سورج کی پوجا کرنے والوں نے اپنے دیوتا سورج (Sun) کے نام پر اس دن کا نام بھی Sun-Day رکھ دیا۔ ہندی میں اسے اتوار کہتے ہیں۔ اس کا معنی بھی ''سورج کا دن'' ہی ہے۔

Mon-Day چاند کا دن۔ چاند پرستوں نے اپنے دیوتا چاند (Moon) کے نام پر اس دن کا نام Mon-Day رکھ دیا۔ ہندی میں اسے سوموار کہتے ہیں۔ اس کا معنی بھی ''چاند کا دن'' ہی ہے۔

Tues-Day مریخ کا دن۔

ڈاکٹر محمد سلیم رقمطراز ہیں:

''یہ مشتری کا بیٹا اور عطارد کا بھائی تھا۔ مریخ رومیوں کے ہاں جنگ کا دیوتا تھا۔ رومیوں کے نزدیک یہ اپنے باپ مشتری کے بعد دوسرا اہم ترین دیوتا تھا۔ رومی فوج کے بڑے بڑے افسران یا عہدے دار اس کی باقاعدہ پوجا کرتے تھے۔ جنگ کے ساتھ ساتھ رومی اس کو زراعت کا دیوتا بھی مانتے تھے۔ رومی زراعت کے شعبے اور جنگی مہارت کے لیے مارچ سے اکتوبر تک سرگرم رہتے تھے اور رومیوں کا سال جنوری کی بجائے مارچ میں شروع ہوتا تھا۔ اس زمانے میں

---

[1] برج اور ستارے، ص ۹۸۔

سال دس مہینے کا ہوتا تھا اور مارچ سال کا آغاز یا پہلا مہینہ گنا جاتا تھا۔ لاطینی زبان میں آٹھ کو آکٹو Octo کہتے ہیں، اس لیے ان کا آٹھواں مہینہ اکتوبر تھا اور دسمبر دسواں مہینہ تھا کیونکہ لاطینی میں Decm کا مطلب ہوتا ہے دس۔ ایسے ہی Novem سے نومبر اور Novem کا معنی نو ہے اور Septm کا معنی سات جس سے ستمبر کا مہینہ بنتا ہے۔ الغرض مارچ پہلا مہینہ ہوا کرتا تھا اور یہ بت Mars کے جشن کا بھی مہینہ ہوتا تھا یعنی رومی اپنے دیوتا کے لیے مارچ کے مہینے میں جشن اور خوشیاں مناتے تھے اور یہ ان کی بہار اور زراعت کا آغاز بھی ہوتا تھا۔ جشنِ بہاراں یہ جشن بہاراں رومیوں کی یادگار ہے جو وہ اپنے دیوتا کو خوش کرنے کے لیے مانتے تھے۔

رومیوں کے اس بُت یا دیوتا کے مقابل یونانیوں کا دیوتا Ares تھا اور یونانی بھی سال کا آغاز مارچ یا Ares سے ہی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بارہ برجوں میں سب سے پہلے برج کا نام Aries یا حمل ہے اور یہ مارچ کی اکیس تاریخ سے شروع ہوتا ہے اور یہ یونانیوں کی یادگار ہے۔

سنسکرت میں مریخ سیارے کا نام منگل ہے اور منگل مریخ کے دیوتا کا نام ہے۔ اس لیے اسی دیوتا کے نام پر منگل وار (Tues-Day) ہے۔ پاکستان میں بھی اس دن کو منگل وار ہی بولا اور لکھا جاتا ہے جو کہ حقیقت میں ہندوؤں کے ہاں جنگ کا دیوتا ہے۔ چھٹی صدی عیسوی تک روم کا برطانیہ پر قبضہ تھا۔ روم کے جنگ کے دیوتا کو وہاں Martius کہا جاتا تھا۔ اس وقت یورپ میں بھی بُت پرستی کا رواج تھا اور یورپی جنگ کے دیوتا کا نام Tiw یا Tyr تھا۔ جب جرمن، انگلش وغیرہ فوجوں نے مل کر رومیوں کو برطانیہ میں شکست دی اور برطانیہ کو آزاد کروا لیا تو انھوں نے کہا ان کے دیوتا (Tyr یا Tiw) نے رومن دیوتا Martius کو شکست دی ہے۔ اسی فاتح دیوتا کے نام پر منگل کے دن کو Tues-Day کہتے ہیں۔ یعنی دیوتا Tue کا دن۔ لیکن فرانس، اٹلی اور سپین

میں اب بھی منگل کو روم کے جنگی دیوتا Martius کے نام پر بالترتیب Martes, Mardi اور Martes کہا جاتا ہے جب کہ دنیا کے زیادہ حصوں میں منگل کو برطانیہ کے جنگی دیوتا Tiw کے نام پر Tues-day ہی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ ہم پاکستان میں اگر منگل بولتے ہیں تو یہ ہندوؤں کے دیوتا کے نام پر ہے اور اگر Tuesday بولتے ہیں تو قدیم گوروں کے دیوتا کے نام پر ہے۔" [1]

Wednes-Day عطارد کا دن۔

ڈاکٹر محمد سلیم لکھتے ہیں:

"مرکری مشتری کا بیٹا اور رومیوں کے نزدیک تیزی، ذہانت کا دیوتا تھا۔ برطانیہ میں مرکری سے وابستہ جو دیوتا تھا، اس کا نام Woden تھا اور اس کی تیسری سے ساتویں صدی عیسوی تک پوجا کی گئی۔ اسی Woden کے نام پر 'Wedns-day' ہے۔ یعنی Woden دیوتا کا دن۔ سنسکرت میں مرکری کو بدھا کہتے ہیں (یاد رہے یہ وہ بدھا نہیں جو مہاتما بدھ کے نام سے معروف ہے) ۔ ہندوؤں میں بدھا تجارت کا دیوتا ہے اور اس کی پوجا کی جاتی ہے اور اسی کے نام پر بدھ وار ہے۔ پاکستان میں ان دونوں بتوں یا دیوتاؤں کے نام لیے جاتے ہیں جب کہ دنیا کے کئی ممالک میں اس دن کو Wednes-Day نہیں کہا جاتا۔ عربی میں یوم الاربعا، فارسی میں چہار شنبہ، پرتگال میں Quarta-feira یعنی چوتھا دن۔ حتی کہ یونان والے بھی اس کو Tetari یعنی چوتھا دن کہتے ہیں۔" [2]

Thurs-Day مشتری کا دن۔ ڈاکٹر محمد سلیم رقم طراز ہیں:

یہ زحل کا بیٹا تھا۔ اس کے دو بھائیوں کے نام پلوٹو اور نیپچون تھے۔ اور بہن کا نام جونو (Juno) تھا۔ اسی بہن کے نام پر جون (June) کا مہینہ ہے۔ جونو خود

[1] برج اور ستارے، ص ۹۶، ۹۷۔ [2] برج اور ستارے، ص ۹۷۔

رومیوں کی شادی بیاہ کی دیوی تھی اور اس کی الگ پوجا کی جاتی تھی۔ مشتری کو بادلوں اور گرج کا دیوتا مانا جاتا تھا اور اس کو سارے دیوتاؤں کے سربراہ کا درجہ حاصل تھا، اس لیے اس کو Chief-God یا King of God بھی کہا جاتا ہے۔ اس نے قانون اور معاشرتی نظم پر زور دیا۔ اس لیے اس کا کلیدی لفظ تحفظ ہے اور چونکہ مشتری تمام سیاروں میں سب سے بڑا سیارہ ہے اس لیے اس کا دوسرا کلیدی لفظ وسعت ہے۔ مشتری تو رومیوں کا گرج کا دیوتا تھا لیکن یونانیوں کے گرج کے دیوتا کا نام تھور (Thor) تھا اور یہ مشتری کے مقابلے کا یا ہم پلہ گنا جاتا تھا۔ اسی Thor دیوتا کے نام پر جمعرات کو Thurs-day کہتے تھے، جو اب بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ [1]

غور کریں کہ مشرکوں نے ہفتے کے ان دنوں کو کس طرح اپنے دیوتاؤں کی طرف منسوب کر رکھا ہے۔ افسوس کہ آج ہم مسلمان بھی ان دنوں کو مشرکوں ہی کے رکھے ہوئے ناموں سے بولتے اور پکارتے ہیں۔ کاش! ہم اپنے ہاں عربی نام رائج کر لیں۔ بات صرف اتوار، منگل اور بدھ کی ہے۔ کیونکہ جمعرات، جمعہ، ہفتہ تو ہمارے ہاں پہلے ہی عام ہیں۔ سوموار کو سوموار کہنے کی بجائے ''پیر'' کہہ لیا کریں۔ باقی جس طرح کہ ہمارے ملک کے بعض علاقوں میں (جنوبی پنجاب وغیرہ) جمعرات کو خمیس بولا جاتا ہے جو کہ عربی نام ہے۔ اگر اسی طرح باقی دنوں مثلاً اتوار کو ''احد'' یا یوم الاحد کہہ لیں منگل کو ثلاثاء اور بدھ کو اربعاء کہہ لیں تو کیا ہی اچھا ہو۔

ایام ہفتہ کے اس مختصر تعارف کے بعد اب آتے ہیں ''ہفتے کے دن اور ان کا تعارف'' کی طرف۔ جو اس وقت آپ کے زیر مطالعہ ہے۔ راقم کی شروع ہی سے یہ کوشش رہی ہے کہ انھیں موضوعات پر قلم اٹھایا جائے جن کی ضرورت ہو۔ کچھ عرصہ قبل قمری مہینوں کے احکام و مسائل، ان میں رائج بدعات و خرافات اور ان میں پیش آنے والے اہم واقعات کے متعلق ''اسلامی مہینے اور ان کا تعارف'' کے نام سے کتاب لکھی اور الحمد للہ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ ملک کے طول و عرض سے بہت سارے احباب کے فون آئے جنھوں نے

---

[1] برج اور ستارے، ص ۹۵۔

حوصلہ افزائی کی۔ جزاھم اللہ خیرا۔

''اسلامی مہینے اور ان کا تعارف'' کی اشاعت کے بعد راقم کی خواہش تھی کہ ہفتہ کے دنوں کے متعلق بھی لکھا جائے کہ ان کے متعلق اسلام ہماری کیا راہنمائی کرتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کیا کچھ کرنے کا کہا ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ ابتدا میں تو اس خواہش کی تکمیل میں ناکامی محسوس ہو رہی تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آغاز کیا تو میرے مولیٰ نے میرا سینہ کھول دیا۔ مصروفیات بہر حال آڑے آتی رہیں مگر جب لکھنے بیٹھا تو قلم چلتا گیا۔ الحمد اللہ ڈیڑھ دو سال کے عرصے میں یہ کام مکمل ہو گیا جس پر میں اپنے خالق و مالک کا بے حد شکر گزار ہوں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

اس کتاب میں آپ کو ہفتہ کے ہر دن کے بارے میں معلومات ملیں گی۔ پہلے ان کا تعارف، ان کے ناموں کا معنی و مفہوم اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں ان کے کیا نام ہیں، ان کی صحیح ثابت شدہ فضیلتیں، اسی طرح ان کی فضیلتوں میں جو ضعیف اور موضوع روایات بیان کی جاتی ہیں ''غیر ثابت روایات'' کے عنوان سے ان کا بھی ذکر کر دیا ہے اور وجہ ضعف بھی بتا دی ہے۔ نیز ان دنوں کے احکام و مسائل، ان میں رائج بدعات و رسومات کا تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ان دنوں میں پیش آمدہ اسلامی تاریخ کے بعض چیدہ چیدہ واقعات جن میں زیادہ تر مشاہیر اسلام کی وفیات ہی ہیں انھیں بھی بیان کر دیا ہے۔ مثلاً جمعہ کے روز پیش آنے والے واقعات کو ''جمعہ تاریخ کے آئینے میں'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اسی طرح ہفتہ اور باقی دنوں کے واقعات ذکر کیے ہیں اور اس سلسلے میں اگر تو کسی واقعہ کے متعلق صحیح روایت ملی تو اسی کے حوالے پر اکتفا کیا لیکن جہاں صحیح روایت نہ مل سکی وہاں جمہور علما کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ میری تحقیق میں ہفتہ کا پہلا دن جمعہ ہے اس لیے کہ انسانی زندگی کا آغاز اسی روز ہوا ہے۔ لہٰذا میرے نزدیک ہفتہ کا پہلا دن جمعہ ہے۔ اسی لیے جمعہ سے آغاز کیا اور جمعرات پر اختتام۔

باقی اس کتاب میں جو بھی حسن و خوبصورتی اور صحیح و درست بات ہے وہ محض میرے مالک کی توفیق سے ہے اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔ ہاں جو نقوص و عیوب یا لغزشیں ہیں تو یہ

میری کم ہمتی اور کم علمی کا نتیجہ ہیں۔اللہ تعالیٰ معاف کرے۔

قاری کو چاہیے کہ وہ جو بات کتاب وسنت کے موافق پائے اسے کھلے دل سے تسلیم کرے اور اگر اللہ نخواستہ کوئی ایسی بات جو اللہ یا اس کے رسول ﷺ کے کسی فرمان کے خلاف ہو اسے دیوار پر دے مارے اور ہمیں اس سے ضرور مطلع کرے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمالے، اسے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنادے اور اس کے وسیلے سے میری دنیاوی واخروی پریشانیاں دور فرمادے۔ مجھے، میرے والدین، میرے عزیز واقارب اساتذہ اور جملہ مسلمانوں کو قیامت کے دن سرخرو فرمادے۔آمین۔

اللهم اغفرلي ولوالدي ولاساتذتي ولجميع المؤمنين والمؤمنات و المسلمين والمسلمات. آمين يا رب العالمين۔

والسلام

محمد ارشد کمال بن شیر محمد عفی اللہ عنھما

۲۱شوال ۱۴۳۵ھ ۱۸ اگست ۲۰۱۴ء بروز پیر

جمعہ

راجح قول کے مطابق جمعہ ہفتے کا پہلا دن ہے۔اس کے تلفظ میں تین لغات معروف ہیں:

① اَلْجُمُعَةُ: جیم اور میم کی پیش کے ساتھ (جُمُ-عَه) یہ لغت معروف اور کثیر الاستعمال ہے۔جمہور کی قرات بھی یہی ہے۔ [1]

② اَلْجُمْعَةُ: میم کے سکون یعنی جزم کے ساتھ (جُمْ-عَه) یہ امام اعمش کی قرات ہے اور بقول ابن جوزی کہ ابوعبدالرحمن السلمی، ابورجاء، عکرمہ، زہری، ابن ابی لیلیٰ اور ابن ابی عبلہ نے بھی اسی طرح پڑھا ہے۔ [2]

لفظ جمعہ ان دونوں لغات کی صورت میں "المجموع" کے معنی میں ہوگا یعنی یوم الفوج المجموع (فوج کے اکٹھے کیے جانے کا دن) کیونکہ فُعْلَة مفعول کا معنی دیتا ہے۔لیکن ابوالبقاء کہتے ہیں کہ ان دونوں صورتوں میں یہ مصدر ہے جس کے معنی الاجتماع (اکٹھ) کے ہیں۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی مکان یا جگہ پر اکٹھے ہونا۔ [3]

③ اَلْجُمَعَةُ: میم کے فتح یعنی زبر کے ساتھ (جُمَ-عَة) ابومجلز، ابوالعالیہ اور نخعی وغیرہ کی یہی قرات بتائی جاتی ہے۔ [4] اس صورت میں یہ فاعل یعنی الجامع کا معنی دے گا یعنی یوم الوقت الجامع (اہم معاملے کے لیے اکٹھا کرنے والا دن)۔

یاد رہے کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۲/۳۵۵) میں ایک چوتھی لغت بھی نقل کی ہے اور وہ ہے اَلْجُمِعَةُ میم کے کسرہ یعنی زیر کے ساتھ (جُمِ-عَة) تاہم یہ لغت غیر معروف ہے۔

لفظ جمعہ مذکر بھی ہوسکتا ہے اور مونث بھی۔مذکر ہونے کی صورت میں اس کے آخر کی "ۃ" تانیث کے بجائے مبالغہ کی کہلائے گی۔جیسے رَجُلٌ عَلَّامَةٌ میں ہے اور اگر یہ لفظ مونث ہوتو اس صورت میں "ۃ" تانیث کی ہوگی۔

عربی زبان میں جمعہ کی جمع: جُمَع اور جُمُعات آتی ہے، جیسے غُرفَةٌ کی جمع غُرَفٌ اور غُرَفَات ہے۔اردو میں اس کی جمع: جمعوں اور جمعے ہے۔

---

[1] زاد المیسر ٤/ ٢٨٢۔ [2] ایضًا۔ [3] روح المعانی:٥/ ٢١۔
[4] زادالمیسر ٤/٢٨٢۔

وجہ تسمیہ

جمعہ کی وجہ تسمیہ میں اہل علم کے اقوال مختلف ہیں:

① اس دن تمام مخلوقات کو ان کی کامل صفات سے نوازا گیا۔ یہ قول ابو حذیفہ نجاری نے ''المبتدا'' میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ [1]

② اس روز سیدنا آدم علیہ السلام کا مادہ تخلیق اکٹھا کیا گیا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ بات سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے جسے امام احمد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے بیان کیا ہے اور اس کا ایک شاہد بھی سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے امام ابن ابی حاتم نے بسند قوی موقوفاً اور امام احمد نے بسند ضعیف مرفوعاً ذکر کیا ہے۔ یہ تمام اقوال میں سے صحیح ترین قول ہے۔ [2]

جہاں تک سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کا تعلق ہے تو یہ بلاشبہ جمعہ کے روز ہوئی ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے تاہم اسے وجہ تسمیہ قرار دینے کے متعلق جو روایات ہیں ان میں سے کوئی بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی، مثلاً:

- سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس روز تمہارے باپ یا تم سب کے باپ (آدم کی تخلیق) کو جمع کیا گیا۔'' [3]
  یہ روایت پایا ثبوت کو نہیں پہنچتی کیونکہ اس میں ابراہیم النخعی مدلس راوی عنعن سے بیان کر رہا ہے۔

- سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اس میں تمہارے باپ آدم کا خمیر تیار کیا گیا اور اسی میں نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ ہوگا اور اسی روز قیامت آئے گی اور اس کی آخری تین گھڑیوں میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو کوئی اس میں دعا کرے وہ دعا قبول کی جاتی ہے۔'' [4] یہ روایت بھی ضعیف ہے اس میں فرج بن فضالہ

---

[1] فتح الباری ۲/ ٤٥٥۔ [2] ایضاً۔

[3] احمد۳۹/ ۱۲۳؛ ابن خزیمة، رقم: ۱۷۳۲۔ [4] احمد ۱۳/ ٤٦٦۔

ضعیف جبکہ علی بن ابی طلحہ اور سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔

❁ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی موقوف شاہد جس کی طرف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے وہ تلاشِ بسیار کے باوجود ابن ابی حاتم کی تفسیر اور کتاب الجرح والتعدیل میں ہمیں نہیں ملا اور نہ ہی کسی دوسری کتاب میں۔ واللہ اعلم۔

③ اس روز انصار سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع ہوئے انھوں نے نماز پڑھائی اور کچھ وعظ کیا تو اس جمع ہونے کی وجہ سے اسے جمعہ کا نام دیا گیا۔ بقول ابن حجر رحمہ اللہ اسے عبد بن حمید نے ابن سیرین سے بسند صحیح نقل کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی اسے موقوفاً ذکر کیا ہے۔ یہ قول بھی صحت کے لحاظ سے دوسرے قول کے قریب قریب ہے۔ ❶

امام ابن سیرین کا یہ قول مرسل ہے۔ مسند عبد بن حمید کا ''المنتخب'' کے نام سے جو نسخہ مطبوع ہے ہمیں اس میں یہ روایت نہیں ملی تاہم مصنف عبدالرزاق ❷ میں یہ موجود ہے لیکن امام عبدالرزاق کی تدلیس کی بنا پر یہ بھی ضعیف ہے۔

④ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس دن کعب بن لوی لوگوں کو جمع کر کے وعظ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ لوگوں کو حرم کی تعظیم کی تلقین کرتا اور انھیں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے متعلق بتلاتا تھا۔ اس وجہ سے یہ نام پڑا۔ اسے زبیر نے ''کتاب النسب'' میں ابوسلمہ بن عبدالرحمن کے حوالے سے مقطوعاً ذکر کیا ہے۔ امام فراء وغیرہ اسے ہی حتمی قرار دیتے ہیں۔ تاہم بعض نے کعب کی جگہ قصی کا نام بیان کیا ہے۔ جسے ثعلب نے اپنی ''امالی'' میں ذکر کیا ہے۔ ❸

⑤ ایک قول یہ بھی ہے کہ چونکہ اس روز لوگ نماز (جمعہ) کے لیے جمع ہوتے ہیں اس لیے اسے جمعہ کہا جاتا ہے۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے اسے ہی حتمی قرار دیا اور کہا کہ یہ خالص اسلامی نام ہے جو دور جاہلیت میں نہ تھا۔ وہ تو اسے عروبہ کہتے تھے۔ ❹

علامہ نووی رحمہ اللہ بھی کہتے ہیں کہ اس روز لوگوں کا اکٹھ ہوتا ہے اس لیے اسے جمعہ کہا جاتا ہے جبکہ جاہلیت میں تو اسے عروبہ کہا جاتا تھا۔ ❺

---

❶ فتح الباری: ۲/ ۴۵۵۔ ❷ ۳/ ۱۵۹۔ ❸ فتح الباری ۲/ ۴۵۵۔
❹ ایضاً۔ ❺ صحیح مسلم مع شرح النووی: ۳/ ۱۶۹۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جمعہ جمع مشتق ہے۔ مسلمان ہفتہ میں ایک بار اس دن بڑی بڑی مساجد میں جمع ہوتے ہیں نیز اسی روز تمام مخلوق کی تکمیل بھی فرمائی گئی۔ اس لیے اسے جمعہ کا نام دیا گیا۔ [1]

علامہ ابن منظور کہتے ہیں کہ اس دن کو جمعہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن عبادت کے لیے بہت زیادہ لوگ جمع ہوتے ہیں جس طرح بہت زیادہ لعنت کرنے والے شخص کو ''**لُعَنَه**'' کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اسے بھی جمعہ کہا جاتا ہے۔ [2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ قول محل نظر ہے۔ اہل لغت نے کہا کہ عروبہ اس کا قدیمی نام ہے اور وہ لوگ جمعہ کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یہ یوم عروبہ ہی ہے، لہٰذا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت ہی میں جمعہ کا نام رائج ہو چکا تھا۔ جیسا کہ ہفتے کے باقی دنوں کے لیے قدیمی نام اول، اھون، جبار، دبار، مونس، عروبہ، شبار وغیرہ تبدیل ہوئے اور ان کی جگہ موجودہ ناموں نے لی۔ جوہری کہتے ہیں کہ عرب لوگ دور قدیم میں یوم الاثنین (پیر) کو ''اھون'' کہتے تھے۔ جوہری کے اس قول سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہفتے کے دنوں کے ناموں میں تبدیلی دور جاہلیت ہی میں آ چکی تھی جو آج تک چلی آ رہی ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ پہلا پہل ''عروبہ'' کا نام ''جمعہ'' کعب بن لوی نے رکھا، جسے فراء وغیرہ نے حتمی قرار دیا ہے۔ تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ زمانہ جاہلیت ہی میں عروبہ کا نام جمعہ رائج ہو چکا تھا۔ لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ دورِ جاہلیت میں سوائے جمعہ کے، ہفتے کے باقی دنوں کے نام تبدیل ہوئے تھے تو اس کی یہ بات خاص دلیل کی محتاج ہے۔ [3]

راجح: جمعہ کی وجہ تسمیہ کے متعلق کوئی صحیح مرفوع یا موقوف روایت تو ثابت نہیں البتہ اہل علم کے ان مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ نام دورِ جاہلیت ہی میں رکھا گیا ہو۔ یعنی نام کی تبدیلی دورِ جاہلیت ہی میں ہوئی ہو۔ تاہم اس نے شہرت زمانہ اسلام میں پکڑی ہو۔

---

[1] تفسیر القرآن العظیم: ٦/ ٢١٤۔ [2] لسان العرب: ٨/ ٥٣۔
[3] فتح الباری: ٢/ ٤٥٥، ٤٥٦۔

پھر دورِ جاہلیت میں بھی اس نام کی تبدیلی کی وجہ ممکن ہے کہ وہی ہو جو کعب بن لوی کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے یا اس قسم کا کوئی دوسرا واقعہ ہوا ہو کہ وہ لوگ اپنے کسی خاص مقصد کے لیے اس روز جمع ہوتے ہوں اس لیے انھوں نے اسے یوم جمعہ قرار دیا ہو۔ کیونکہ اس کی فضیلت اور اس میں اہم امور کے وقوع سے تو یقیناً وہ لوگ نا آشنا تھے۔ جب کہ اسلام میں اس نام کی شہرت کی وجہ ایک تو اس کی فضیلت اور اس میں اہم امور کا جمع ہونا ہے اور دوسرا اس روز مسلمانوں کا مساجد میں نماز جمعہ کے لیے اکٹھا ہونا ہے۔ واللہ اعلم۔

☐ جمعہ کے دوسرے نام

جمعہ کو ہمارے ہاں اُردو میں ''جمعہ'' اور ''جمعۃ المبارک'' کہا جاتا ہے۔ فارسی میں اسے ''جمعہ'' اور ''آدینہ'' جبکہ انگریزی میں فرائی ڈے (Friday) کہتے ہیں۔ ہندوؤں میں اسے ''شُکروار'' کہا جاتا ہے۔

- دورِ جاہلیت میں اسے ''یوم العروبہ'' اور ''عریب شبات'' بھی کہا جاتا تھا۔ [1]
- قرآن مجید میں اسے ''شاہد'' کہا گیا ہے۔ [2]
- ایک حدیث میں اسے ''سید الایام'' بھی کہا گیا ہے۔ [3]
- ایک دوسری حدیث میں ''یوم المزید'' بھی کہا گیا ہے۔ [4]
- ایک مرسل روایت میں ''یوم عید'' کہا گیا ہے۔ [5]
- ایک ضعیف روایت میں اسے ''یوم الازھر'' کہا گیا ہے۔ [6]
- ایک موضوع روایت میں اسے ''افضل الایام'' کہا گیا ہے۔ [7]
- ایک منقطع روایت میں اس کا نام ''یوم مشہود'' بھی بتایا گیا ہے۔ [8]

---

[1] المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام: ۸/ ۳۵۹۔ [2] البروج: ۳۔
[3] حاکم: ۱/ ۲۷۷، دوسرا نسخہ: ۱/ ۵۶۷، وقال: ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم۔
[4] طبرانی الاوسط: ۱/ ۵٦٦، واسنادہ جید۔
[5] ابن ابی شیبۃ: ٤/ ۳٦، مرسل صحیح۔
[6] عمل الیوم و اللیلۃ لابن السنی، رقم: ٦٥۹، ضعیف جدا۔
[7] السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ، رقم: ٤٤٦۔ [8] ابن ماجہ، رقم: ۱٦۳۷۔

✪ بعض کتب میں اس کا قدیمی نام ''حربہ'' بھی بتایا گیا ہے۔ [1]

☐ یوم جمعہ کے فضائل

① یوم جمعہ کا قرآن میں ذکر

اسلام میں جمعہ کے دن کو باقی ایام کے مقابلے میں جو فضیلت اور برتری حاصل ہے وہ کسی دوسرے دن کو حاصل نہیں۔قرآن مجید میں ایک پوری سورت کا نام اس عظیم دن کے نام پر رکھا گیا ہے۔سورۃ الجمعۃ۔اس سورہ مبارکہ کا آخری رکوع جمعہ اور اس کے احکام و مسائل پر مشتمل ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴾ [2]

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ پھر جب نماز پوری کر لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پا سکو۔ اور جب وہ کوئی تجارت یا تماشا دیکھتے ہیں تو اٹھ کر اس کی طرف چل پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ فرما دیں کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ اس تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب رزق دینے والوں سے بہتر ہے۔''

سورۃ الجمعہ کا یہ پورا رکوع جمعہ اور اس کے مسائل کے بارے میں ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس میں جمعہ کے دن اذان، خطبہ اور نماز کا ذکر فرما کر اس کی فضیلت کی طرف اشارہ فرما دیا ہے۔ پورے قرآن میں کوئی ایسا رکوع نہیں جو پورے کا پورا ہفتے کے دنوں میں سے کسی کی

---

[1] طرح التثریب: ٤/ ٣١۔ [2] الجمعة: ٩ تا ١١۔

اہمیت اور فضیلت کے بارے میں ہو سوائے اس رکوع کے جو جمعہ کے بارے میں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی سورت ہے جس کا نام ہفتہ کے کسی دن کے نام پر ہو سوائے اس سورت کے جو جمعہ کے نام پر ہے۔

② اللہ تعالیٰ کا جمعہ کی قسم اٹھانا

جمعہ کا دن بڑا اہم ہے اور اس کے فضائل بھی بہت زیادہ ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم اٹھائی ہے جس سے اس کی اہمیت و فضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ وَ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ ؕ﴾ [1] ''برجوں والے آسمان کی قسم! وعدہ دیے ہوئے دن کی قسم، شاھد اور مشہود کی قسم۔''

- سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (شَاهِدٍ) سے مراد جمعہ کا دن اور (مَشْهُوْدٍ) سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ [2]
- امام قتادہ رحمہ اللہ (شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایام دنیا میں سے یہ دو عظیم دن ہیں۔ ہم بیان کیا کرتے تھے کہ بے شک (شَاهِدٍ) یوم جمعہ اور (مَشْهُوْدٍ) یوم عرفہ ہے۔ [3]
- امام قتادہ رحمہ اللہ ہی سے مروی ہے کہ (شَاهِدٍ) یوم جمعہ اور (مَشْهُوْدٍ) یوم عرفہ ہے۔ [4]
- امام زجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (شَاهِدٍ) جمعہ کا دن اور (مَشْهُوْدٍ) عرفہ کا دن ہے۔ [5]
- امام ابو الحسن الواحدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (شَاهِدٍ) جمعہ کا دن اور (مَشْهُوْدٍ) عرفہ کا دن ہے۔ [6]
- امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکثریت کے نزدیک (شَاهِدٍ) سے مراد جمعہ کا دن اور

---

[1] البروج: ۱ تا ۳۔ [2] تفسیر جامع البیان: ۱۱/ ۴۸۱، وسندہ صحیح۔
[3] ایضاً و سندہ حسن۔ [4] ایضاً و سندہ صحیح۔
[5] معانی القرآن: ۵/ ۲۳۷۔ [6] الوجیز: ۱/ ۱۱۰۳۔

(مَشْهُوْدٍ) سے عرفہ کا دن مراد ہے۔ [1]

بہر حال اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں **شاهد** یعنی یوم جمعہ کی قسم اٹھانا اس کی عظمت اور فضیلت کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کسی عظمت والی چیز ہی کی قسم اٹھاتا ہے۔

غیر ثابت روایات

جمعہ کی اس فضیلت کے متعلق درج ذیل روایات بھی ہیں جو کہ ثابت نہیں:

- سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''**یوم موعود** قیامت کا دن ہے، **یوم مشهود** عرفہ کا دن ہے اور **شاهد** جمعہ کا دن ہے۔ نہ سورج کسی ایسے دن میں طلوع ہوا اور نہ ہی غروب ہوا جو اس (جمعہ) سے افضل ہو۔ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ مومن اس میں جو بھی دعائے خیر کرے اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور جس چیز سے پناہ مانگے اللہ اسے اس سے پناہ دیتا ہے۔'' [2]

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں موسیٰ بن عبید ضعیف الحفظ ہے۔

- جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک سید الایام جمعہ کا دن ہے اور وہ **شاهد** بھی ہے جبکہ **مشهود** عرفہ کا دن ہے۔ [3]

یہ روایت مرسل ہے، اسے امام سعید بن مسیب رحمہ اللہ تابعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

- سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک **شاهد** جمعہ کا دن ہے اور بے شک **مشهود** عرفہ کا دن ہے۔ پس جمعہ کا دن ہمارے لیے اللہ کا پسند کردہ ہے۔'' [4]

یہ روایت مرسل ہے۔ اسے شریح بن عبید الحضرمی نے سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شریح بن عبید کی سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہوتی ہے۔ [5]

---

[1] مختصر تفسیر البغوی، ص۱۰۱۱۔
[2] ترمذی، رقم:۳۳۳۹۔
[3] تفسیر جامع البیان:۱۱/ ۴۸۲۔
[4] ایضاً: ۱۱/ ۴۸۳۔
[5] المراسیل:ص۹۰۔

③ ہفتہ وار عید اور تکمیل دین کا دن

جمعہ کا دن وہ عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی تکمیل فرمائی اور اہلِ اسلام پر اپنی نعمت کو پورا کرتے ہوئے آیت (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ ـ ـ ـ) [1] نازل فرمائی۔ یوں یہ تکمیل دین کا دن بھی ہے اور اہلِ اسلام کے لیے ہفتہ وار عید کا دن بھی ہے۔ چنانچہ طارق بن شہاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے کہا: اے امیر المؤمنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو، اگر وہ ہم یہود پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو عید بنا لیتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً ہم اس دن کو اور اس جگہ کو اچھی طرح جانتے ہیں جب یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفات میں کھڑے تھے اور جمعہ کا دن تھا۔ [2]

✪ جناب عمار بن ابی عمار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ کی تلاوت کی ۔ وہاں ان کے پاس ایک یہودی بھی تھا، وہ کہنے لگا: اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (تو ایک عید کی بات کرتا ہے) یہ تو دو عیدوں یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن نازل ہوئی ہے۔ [3]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ اور عرفہ کا دن ہمارے ہاں عید ہی شمار ہوتے ہے اس لیے ہمیں بھی اس آیت کے نزول پر دلی خوشی ہے۔

---

[1] المائدة:٣۔

[2] بخاری، کتاب الایمان، باب زیادة الایمان و نقصانه، رقم:٤٥۔

[3] ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة المائدة، رقم:٣٠٤٤، و قال الالبانی: صحیح الاسناد۔

✪ جناب ابوعبید رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضر تھا اور اس دن جمعہ بھی تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو: آج تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہو گئیں ہیں (عید اور جمعہ) لہٰذا اطراف کے رہنے والوں میں سے جو شخص جمعہ کا انتظار کرنا پسند کرتا ہے وہ کرے اور اگر کوئی (صرف نماز عید پڑھ کر) واپس جانا چاہے تو وہ واپس جا سکتا ہے۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ [1]

ابن رجب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: **و اصل هذا أنه لايُشرعُ ان يتخذ المسلمون عيدا الا ماجاءت الشريعة باتخاذه عيدا وهو يوم الفطر و يوم الاضحىٰ و ايام التشريق وهى اعياد العام و يوم الجمعة وهو عيد الاسبوع و ماعدا ذٰلك فاتخاذه عيدا و موسما بدعة لا اصل له فى الشريعة۔** [2]

دراصل مسلمانوں کے لیے سوائے اس دن کے جسے شریعت نے عید بنانے کا حکم دیا ہو کسی اور دن کو عید بنانا جائز نہیں۔ اور وہ دن یوم الفطر، یوم الاضحیٰ اور ایام تشریق ہیں۔ یہ سالانہ عیدیں ہیں جب کہ جمعہ کا دن ہفتہ وار عید ہے، ان کے علاوہ کسی اور دن کو عید یا کوئی جشن کا موسم بنانا بدعت ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

غیر ثابت روایات

جمعہ کی اس فضیلت کے متعلق درج ذیل روایات بھی ہیں جو ثابت نہیں:

✪ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک یہ (جمعہ) عید کا دن ہے اسے اللہ نے مسلمانوں کے لیے مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جو شخص جمعہ پڑھنے آئے وہ غسل کر کے آئے اور اگر خوشبو موجود ہو تو وہ بھی لگا لے اور مسواک ضرور کرے۔'' [3]

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں صالح بن ابی الاخضر ضعیف جبکہ علی بن غراب مدلس راوی ہے۔

✪ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

---

[1] بخاری، کتاب الاضاحی، باب ما یوکل من لحوم الاضاحی، رقم: ۵۵۷۲۔
[2] لطائف المعارف: ص ۲۲۸۔ [3] ابن ماجه، رقم: ۱۰۹۸۔

آئے، آپ کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا جسے آپ تناول فرما رہے تھے پس آپ نے فرمایا: ''قریب ہو جاؤ اور یہ کھانا کھاؤ۔'' میں نے کہا۔ یا ہم میں سے کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تو روزے سے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے گذشتہ کل روزہ رکھا تھا؟'' ہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آئندہ کل رکھنے کا ارادہ ہے؟'' ہم نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر قریب ہو جاؤ اور یہ کھانا کھاؤ، بلاشبہ اکیلے جمعہ کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا اسے عید بناؤ۔ [1]

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں عبداللہ بن سعید بن ابی سعید المقبری راوی ہے جو کہ متروک ہے۔ [2]

✪ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''میری امت کی عیدوں میں سے کوئی عید جمعہ کے دن سے افضل نہیں اور جمعہ کے دن کی دو رکعات جمعہ کے علاوہ دنوں میں ہزار رکعات پڑھنے سے افضل ہے اور جمعہ کے دن ایک تسبیح کرنا دوسرے دنوں میں ہزار تسبیح سے افضل ہے۔'' [3]

اس روایت کی ہمیں کوئی سند نہیں ملی، ظن غالب یہی ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

④ دنوں کا سردار اور افضل دن

جمعہ کے دن کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ سید الایام اور تمام دنوں سے بہتر دن ہے۔

✪ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَ فِيْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ)) [4]

''بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی میں ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی روز وہ جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔''

✪ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((سَيِّدُ الْأَيَّامِ

[1] طبرانی الاوسط: ۳/ ۲٤٤۔ [2] مجمع الزوائد: ۳/ ۳٤٥۔

[3] مسند الفردوس الدیلمی، رقم: ٥١٦٦، عن انس۔

[4] مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل یوم الجمعة، رقم: ٥٨٤۔

يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَ فِيْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَ فِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ)) [1]

"دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی میں ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی روز وہ جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔"

⑥ اہم امور کی رونمائی کا دن

جمعہ کے دن کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے بڑے اہم واقعات رونما ہوئے اور کچھ ہونے والے ہیں جیسا کہ سطور بالا میں بیان کی جانے والی احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ جمعہ کے دن:

- سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔
- اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا۔
- اسی دن وہ انہیں جنت میں داخلہ ملا۔
- قیامت بھی جمعہ ہی کے دن آئے گی۔

اور ایک دوسری حدیث میں یہ ہے کہ:

- آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن زمین پر اتارا گیا۔
- اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔
- اور اسی دن وہ اللہ کو پیارے ہوئے۔ [2]

غیر ثابت روایات

جمعہ کی مذکورہ بالا فضیلت کے سلسلے میں یہ روایات بھی ہیں لیکن یہ سنداً ثابت نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

- سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جمعہ کا دن تمام دنوں

---

[1] حاکم: ١/٢٧٧، دوسرا نسخہ: ١/٥٦٧، وقال: هذا حديث صحيح على شرط مسلم

[2] ابوداؤد، كتاب الصلاة، باب تفريع ابواب الجمعة، رقم: ١٠٤٦ وسنده صحيح۔

کا سردار ہے، اللہ کے ہاں اس کی عظمت بھی سب سے زیادہ ہے اور یہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ باتیں ہیں (جو اس کی فضیلت کا باعث ہیں)۔ اس دن اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور اسی دن اللہ نے آدم کو زمین پر اتارا اور اسی دن اللہ نے آدم کو فوت کیا اور اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں بندہ اللہ سے جو کچھ بھی مانگے اللہ اسے وہی کچھ عطا کرتا ہے جب تک کہ بندہ کسی حرام چیز کا سوال نہ کرے اور قیامت بھی اسی روز آئے گی۔ ہر مقرب فرشتہ، آسمان و زمین، ہوائیں، پہاڑ اور سمندر جمعہ کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔'' [1]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں عبداللہ بن محمد بن عقیل ضعیف عند الجمہور ہے۔

● سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں افضل فرشتہ بتاؤں؟ وہ جبریل علیہ السلام ہیں اور نبیوں میں افضل آدم علیہ السلام، دنوں میں افضل جمعہ، مہینوں میں افضل رمضان، راتوں میں افضل شب قدر اور عورتوں میں افضل مریم بنتِ عمران ہیں۔'' [2]

محققین نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے، اس میں نافع ابوھرمز سخت ضعیف راوی ہے۔

⑤ قبولیت کی گھڑی

جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات اور لطف و کرم کا دن ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی گھڑی بھی رکھی ہے کہ جس میں بندہ اپنے خالق و مالک سے جو بھی جائز دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے اور اپنے بندے کی مراد پوری کرتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ)) [3]

''جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو بندہ مسلم اس وقت کھڑا نماز پڑھ رہا ہو، وہ اللہ سے کوئی خیر مانگے تو وہ اسے ضرور دے گا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت کرتے ہوئے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کیا اور

---

[1] ابن ماجه، رقم: ١٠٨٤۔ [2] المعجم الكبير: ٦/ ١١٣، رقم: ١١٣٦١۔

[3] بخاري، كتاب الطلاق، باب الاشارة في الطلاق والامور، رقم: ٥٢٩٤۔

اپنی انگلیوں کو درمیانی انگلی اور چھوٹی انگلی کے بیچ میں رکھا جس سے ہم (صحابہ) نے سمجھا کہ آپ اس ساعت کا بہت مختصر ہونا بتا رہے ہیں۔"

اس حدیث میں (قائم یصلی) کے الفاظ ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وہ بندہ حقیقت میں نماز پڑھ رہا ہو اور یا پھر وہ ذکر واذکار اور اگلی نماز کا انتظار کر رہا ہو کیونکہ منتظر نماز مصلی ہی کے حکم میں ہوتا ہے۔

✿ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا غُفِرَ لَهٗ)) [1]

"جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو بندہ اس میں اللہ عزوجل سے بخشش طلب کرے تو اسے وہ بخش دیتا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک کے اشارہ سے بتایا ہے کہ وہ بہت مختصر گھڑی ہے۔"

✿ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً مَا دَعَا اللّٰهَ فِيْهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ بِشَيْءٍ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهٗ)) [2]

"بے شک جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس میں بندہ مسلم اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا کرے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔"

✿ جناب ابو بردہ بن ابوموسی الاشعری کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تو نے اپنے والد (ابوموسی) سے ساعت جمعہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنی ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: جی ہاں! میں نے اپنے والد سے سنا، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ((هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ)) [3]

"وہ گھڑی امام کے (خطبے کے لیے) بیٹھنے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک ہے۔"

---

[1] سنن الکبریٰ للنسائی، رقم: ١٠٢٣٢، و سندہ حسن۔

[2] مصنف ابن ابی شیبۃ: ٤/ ١٥٣، حسن۔

[3] مسلم، کتاب الجمعۃ، باب فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ، رقم: ٨٥٣۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ أُهْبِطَ وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ وَفِيْهِ مَاتَ وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُسِيْخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَفِيْهَا سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَاجَةً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا)) [1]

''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، جمعے کا دن ہے، اس میں آدم پیدا کیے گئے، اسی میں ان کو زمین پر اتارا گیا، اسی میں ان کی توبہ قبول کی گئی، اسی دن ان کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن صبح ہوتے ہی تمام جاندار قیامت کے ڈر سے کان لگائے ہوئے ہوتے ہیں حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے، سوائے جنوں اور انسانوں کے۔ اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے جسے کوئی مسلمان بندہ پالے جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ عزوجل سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ چیز عنایت فرما دیتا ہے۔''

جناب کعب رحمہ اللہ نے کہا: ایسا سال میں ایک دن ہوتا ہے؟ تو میں نے کہا: نہیں بلکہ ہر جمعہ کو ہوتا ہے۔ تب کعب نے تورات پڑھی اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بعد میں سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو جناب کعب سے اپنی مجلس کا بتایا تو سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ یہ گھڑی کس وقت ہے۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا: مجھے (بھی) یہ بتا دیجیے۔ تو سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہوتی ہے۔ میں نے کہا: یہ آخری گھڑی کیسے ہو سکتی ہے؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے: ((لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ)) ''مسلمان بندہ اسے پائے جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔'' اس وقت میں نماز تو نہیں پڑھی جاتی۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تفریع ابواب الجمعۃ، رقم: ١٠٤٦، وسندہ صحیح۔

یہ نہیں فرمایا: ((وَمَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِيْ صَلَاةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ)) "جو شخص کسی جگہ بیٹھا نماز کا انتظار کر رہا ہو تو وہ نماز میں ہوتا ہے حتیٰ کہ نماز پڑھ لے۔" میں نے کہا: ہاں، کہنے لگے کہ بس یہی ہے۔

✪ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے تو میں نے عرض کیا: بے شک ہم اللہ کی کتاب (تورات) میں پاتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس وقت جو کوئی مومن بندہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے کچھ مانگ رہا ہو تو اللہ اس کی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یا گھڑی کا کچھ حصہ" میں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے کہ یا گھڑی کا بھی کچھ حصہ۔ میں نے پوچھا کہ وہ کونسی گھڑی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((هِيَ آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ)) "یہ دن کی آخری گھڑیوں میں سے ہے۔" میں نے عرض کیا کہ وہ تو نماز کا وقت نہیں ہوتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((بَلٰى إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلّٰى ثُمَّ جَلَسَ لَا يَحْبِسُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ)) [1]

"کیوں نہیں، مومن بندہ جب نماز پڑھ کر وہاں بیٹھا رہے اور اسے نماز کے علاوہ دوسری کوئی چیز روکنے والی نہ ہو تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔"

✪ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَوْمُ الْجُمُعَةِ اِثْنَتَا عَشْرَةَ سَاعَةً، فِيْهَا سَاعَةٌ لَا يُوْجَدُ عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ، فَالْتَمِسُوْهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ)) [2]

"جمعہ کے دن بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں، ان میں سے ایک گھڑی ایسی ہے کہ بندہ مسلم (اس میں) اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگ لے وہ اسے وہی چیز عطا فرما دیتا ہے، لہٰذا اسے عصر کے بعد آخری گھڑی میں تلاش کرو۔"

جمعہ کی اس مبارک گھڑی کی تعیین کے سلسلے میں اہل علم کے اقوال مختلف ہیں۔

---

[1] ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء في الساعة التي......، رقم: ١١٣٩، وقال شيخنا على زئي: اسناده حسن۔

[2] سنن الكبرى للنسائي، كتاب الجمعة، باب وقت الجمعة، رقم: ١٧٠٩ وسنده صحيح۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری [1] میں بڑی تفصیل کے ساتھ ان پر روشنی ڈالی ہے اور اس بابت اہل علم و بصیرت کے بیالیس سے زائد اقوال ذکر کیے ہیں۔ تاہم ان میں سے صرف دو قول ہی ایسے ہیں جو قابلِ التفات ہیں:

پہلا قول

پہلا قول یہ ہے کہ وہ مبارک گھڑی امام کے خطبہ جمعہ کے لیے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ ختم ہونے کے درمیان میں ہے۔ یہ قول سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ محب طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں ابوموسی رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ترین ہے۔ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اختلافی مقام کے فیصلے کے لیے یہ حدیث نص ہے اور دوسری کسی بھی بات کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی صحیح قرار دیا ہے۔ امام شعبی رحمہ اللہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ اور ابن العربی رحمہ اللہ وغیرہ بھی اسے ہی راجح قرار دیتے ہیں۔ [2]

دوسرا قول

دوسرا قول یہ ہے کہ وہ مبارک گھڑی جمعہ کے روز عصر سے مغرب کے درمیان میں ہے۔ یہ قول سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ محب طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں مشہور ترین قول یہی ہے۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اسے اثبت کہا ہے۔ [3]

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض کی رائے یہی ہے کہ یہ گھڑی عصر کے بعد سے سورج غروب ہونے کے درمیان ہے۔ امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ [4]

امام مجاہد رحمہ اللہ بھی یہی رائے رکھتے ہیں۔ [5]

---

[1] ۲/ ۵۳۶ تا ۵۴۳۔

[2] دیکھیے: فتح الباری ۲/ ۲۴۵؛ مصنف ابن ابی شیبۃ ٤/ ١٤٠۔

[3] فتح الباری: ۲/ ۵٤۲۔

[4] ترمذی، ابواب الجمعۃ، باب فی الساعہ التی تر ......

[5] مصنف ابن ابی شیبۃ: ٤/١٤١، وسندہ صحیح.

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی راجح قرار دیا ہے۔ [1]

ان مذکورہ دو اقوال کے علاوہ باقی جتنے بھی قول ہیں وہ یا تو ان دونوں کے موافق ہیں یا دونوں میں سے کسی ایک کے موافق ہیں اور جو ان میں سے کسی کے موافق نہیں وہ یا تو بلحاظ سند ضعیف ہیں یا پھر موقوف ہیں، کہنے والے نے اپنے اجتہاد سے کہا ہے دلیل سے نہیں۔ تاہم ان مذکورہ بالا دونوں اقوال کی روشنی میں کم از کم یہ بات تو حتمی ہے کہ اس مبارک گھڑی کا وقت خطبہ جمعہ کے لیے امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر شام غروب آفتاب تک ہے۔ اس دوران کسی بھی وقت میں یہ مبارک گھڑی آسکتی ہے۔ جس میں بندہ مسلم اپنی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے جو کچھ مانگنا چاہے مانگ سکتا ہے اور حاصل کر سکتا ہے۔

ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم اگر میرا کبھی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ملنا ہوا تو میں ان سے اس گھڑی کے متعلق ضرور پوچھوں گا۔ شاید ان کو اس کے متعلق علم ہو۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور کہا: اے ابو سعید! بے شک ابوھریرہ نے ہمیں اس گھڑی کے متعلق حدیث بیان کی ہے جو جمعہ کے دن کے بارے میں ہے۔ کیا آپ کے پاس اس سلسلے میں کوئی معلومات ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنِّی کُنْتُ اَعْلَمُهَا ثُمَّ اُنْسِیْتُهَا کَمَا اُنْسِیْتُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ)) ''بے شک میں اس (گھڑی) کو جانتا تھا لیکن پھر مجھے یہ بھلا دی گئی جس طرح کہ لیلۃ القدر مجھے بھلا دی گئی ہے۔'' ابوسلمہ کہتے ہیں کہ پھر میں ان کے پاس سے نکلا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ پھر اس کے بعد انھوں نے پوری حدیث بیان کی۔ [2]

معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن کی اس قبولیت کی گھڑی کو اسی طرح اور اسی مصلحت سے مبہم و پوشیدہ رکھا گیا ہے جس طرح اور جس مصلحت سے شب قدر کو مبہم رکھا گیا ہے۔ اور پھر جس طرح رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں کی طرف شب قدر کے بارے حدیثوں میں وضاحت ملتی ہے، اسی طرح جمعہ کے دن کی اس قبولیت کی گھڑی کو نماز اور خطبے کے درمیان

---

[1] زاد المعاد: ١/ ١٥٦۔

[2] حاکم: ١/ ٢٧٩، دوسرا نسخہ: ١/ ٥٧١؛ ابن خزیمة، رقم: ١٧٤١ ، قال الحاکم: هذا شاهد صحیح علی شرط الشیخین۔

اور عصر سے مغرب تک کے درمیان میں اس کے ہونے کی احادیث میں وضاحت ملتی ہے۔ تاکہ لوگ کم از کم اس دوران توجہ سے دعا کریں۔

غیر ثابت روایات

جمعہ کی مذکورہ بالا فضیلت کے متعلق درج ذیل روایات بھی ہیں لیکن یہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں:

- سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے اسے وہ اس کی مطلوبہ چیز عطا فرما دیتا ہے۔" عرض کیا گیا: وہ کونسی گھڑی ہے؟ فرمایا: "جب نماز کھڑی ہو جائے اس وقت سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک۔" [1]

اس کی سند سخت ضعیف ہے، اس میں کثیر بن عبداللہ المزنی ضعیف عند الجمہور ہے۔

- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جمعہ کے دن جس گھڑی کی امید رکھی جاتی ہے اسے عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک تلاش کرو۔" [2]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں محمد بن ابی حمید سخت ضعیف راوی ہے۔

- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک جمعہ کا دن اور رات چوبیس گھڑیوں کے ہیں۔ ہر گھڑی میں اللہ کی طرف سے چھ لاکھ افراد جہنم سے آزاد کیے جاتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ ہم انس کے پاس سے نکلے اور حسن کے پاس گئے انھیں یہ حدیث سنائی تو وہ کہنے لگے کہ میں نے سنا ہے کہ یہ سب لوگ ایسے ہوتے ہیں جن پر آگ واجب ہو چکی ہوتی ہے۔" [3]

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اسے ابو یعلی نے عبدالصمد بن ابی خداش عن ام عوام البصری کی سند سے بیان کیا ہے اور مجھے ان دونوں کے حالات نہیں ملے۔ [4]

- سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جمعہ کے دن وہ گھڑی

---

[1] ابن ماجه، رقم: ۱۱۳۸۔ [2] ترمذی، رقم: ٤٨٩۔
[3] مسند ابی یعلی، رقم: ٤٢٨٤۔ [4] مجمع الزوائد: ۲/ ۳۱۲۔

جس میں دعا قبول کی جاتی ہے وہ جمعہ کے دن سورج غروب ہونے سے پہلے کی آخری گھڑی ہے۔ جب لوگ غفلت میں ہوتے ہیں۔'' [1]

محققین ترغیب نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ دعا پیش کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر جمعہ کے دن مبارک گھڑی میں اس دعا کے ساتھ مشرق ومغرب کے درمیان کسی بھی چیز پر دعا کی جائے تو وہ کرنے والے کے لیے قبول ہوگی: ((لا الہ الا انت یا حنان یا منان یا بدیع السمٰوت والارض یا ذالجلال والاکرام)) [2]

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ یحییٰ اور ابو حاتم الرازی نے کہا کہ (اس میں) خالد بن یزید کذاب راوی ہے۔ [3]

⑦ امت محمدیہ کا خصوصی دن

امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے جو انعام واکرام ہیں ان میں سے ایک جمعہ کا دن بھی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس امت کی راہنمائی فرمائی، سابقہ امتوں (یہود ونصاریٰ) کو بھی اختیار دیا گیا تھا لیکن انھوں نے اس کے بجائے ہفتہ اور اتوار کا دن پسند کیا۔ یہ سعادت صرف اسی امت کے حصے میں آئی کہ انھوں نے اللہ کی توفیق سے اسی دن کا انتخاب کیا جو اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ اور افضل دن تھا۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ، وَ نَحْنُ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَ اُوْتِیْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ مِنَ الْحَقِ فَهٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ هَدَانَا اللّٰهُ لَهُ) قَالَ:یَوْمُ الْجُمُعَةِ ((فَالْیَوْمُ لَنَا وَ غَدًا لِلْیَهُوْدِ وَ بَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰی)) [4]

---

[1] الترغیب و الترھیب، رقم:١٠٤٢۔ [2] تاریخ مدینة السلام: ٥/ ١٨٦۔
[3] العلل المتناھیة، رقم: ١٤١٤۔
[4] مسلم، کتاب الجمعة ، باب ھدایة ھذہ الامة لیوم الجمعه، رقم:٨٥٥۔

''ہم (دنیا میں) آخری ہیں قیامت کے دن اول ہوں گے اور ہم جنت میں بھی سب سے پہلے داخل ہوں گے، البتہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں وہ ان کے بعد دی گئی۔ پس انھوں نے آپس میں اختلاف کیا اور ان کے اختلاف میں اللہ نے ہمیں حق کی ہدایت عطا فرمائی۔ سو یہ ہے وہ دن جس میں انھوں نے اختلاف کیا، ہمیں اللہ نے اس کی ہدایت سے نوازا۔'' راوی نے کہا کہ وہ جمعہ کا دن ہے۔ پس یہ دن ہمارے لیے ہے اور یہود کے لیے کل (ہفتہ) جبکہ نصاریٰ کے لیے اس کے بعد کا دن (اتوار) ہے۔''

❁ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ دونوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((اَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا، فَكَانَ لِلْيَهُوْدِ يَوْمُ السَّبْتِ، وَ كَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْاَحَدِ فَجَاءَ اللّٰهُ بِنَا، فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْاَحَدَ، وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ)) [1]

''ہم سے پہلے لوگوں کو اللہ نے جمعہ سے بھٹکا دیا، پس یہود کے لیے ہفتہ کا دن اور نصاریٰ کے لیے اتوار کا دن (مقرر) ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لایا اور ہمیں جمعہ کے دن کی ہدایت بخشی تو اس نے ترتیب یوں بنا دی: جمعہ، ہفتہ، اتوار۔ اور اسی طرح وہ قیامت کے روز بھی ہمارے پیچھے ہوں گے، ہم دنیا والوں میں سے آخری ہیں جب کہ قیامت کے دن اول ہوں گے، جن کا فیصلہ بھی ساری مخلوق سے پہلے ہو جائے گا۔''

❁ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَ اُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، وَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ، فَهَدَانَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ يَعْنِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ اَلْيَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ)) [2]

---

[1] مسلم، كتاب الجمعة، باب هداية هذه الامة......، رقم: ٨٥٦۔

[2] نسائی، كتاب الجمعة، باب ايجاب الجمعة، رقم: ١٣٦٧، قال الالبانی: صحيح۔

''ہم آخری ہیں اول ہوں گے، باوجود یہ کہ انھیں کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی اور یہ وہ دن ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیا لیکن انھوں نے اس میں اختلاف کیا پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس یعنی جمعہ کے دن کی ہدایت بخشی، اب وہ لوگ (عبادت والے دن کے لحاظ سے) ہم سے پیچھے ہیں۔ یہود اگلے دن ہیں جب کہ عیسائی اس سے اگلے دن (عبادت کرتے ہیں۔)''

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن امت محمدیہ کے لیے ایک قسم کا خصوصی دن ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس امت کی راہنمائی فرمائی اور اس کا انتخاب کرنے کی انہیں ہدایت بخشی۔ حالانکہ اس عظیم دن کو سابقہ امتوں پر بھی پیش کیا گیا تھا لیکن انھوں نے اختلاف کیا اور اس سے بھٹک گئے۔ چنانچہ یہود نے ہفتہ کو جبکہ نصاریٰ نے اتوار کو افضل جانا اور عبادت کے لیے اس کا انتخاب کیا۔ امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص مہربانی فرمائی اور یہ توفیق بخشی کہ انھوں نے جو دن منتخب کیا وہ عظیم الشان دن اور اللہ تعالیٰ کی پسند کے مطابق تھا۔ گو دنیا میں آنے کے لحاظ سے یہ امت آخر میں ہے لیکن عبادت کے لحاظ سے سب سے آگے ہے۔ وہ اس طرح کہ جمعہ کا دن چونکہ انسانی زندگی کا سب سے پہلا دن ہے اس لیے اس دن عبادت کرنے والے عبادت کے اعتبار سے متبوع اور اس کے بعد کے دو دن یعنی ہفتہ اور اتوار کو عبادت کرنے والے تابع ہوئے اور وہ لوگ آخرت میں بھی اس امت کے تابع یعنی پیچھے ہوں گے ان کو آخرت میں وہ شرف اور مقام حاصل نہیں ہوگا جو اس امت کو حاصل ہے۔

غیر ثابت روایات

✪ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی کہ ایک یہودی نے اجازت چاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تو اس نے آپ کو **السام علیك** (تجھے موت آئے) کہا۔ آپ نے **وعلیك** (اور تجھ پر بھی) کہہ کر بات ٹال دی۔ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اس سے بات کروں اتنے میں دوسرا اور پھر تیسرا آدمی آیا انھوں نے بھی **السام علیك** کہا۔ آپ نے **وعلیك** کہہ کر بات ٹال دی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی

ہیں کہ تب میں نے آنے والے یہودیوں کو مخاطب کر کے کہا: تم پر موت آئے، اللہ کا غضب اترے، تم تو بندروں اور خنزیروں کے بھائی ہو، تم رسول اللہ ﷺ کو ان الفاظ سے سلام کرتے ہو جن کی تعلیم اللہ نے نہیں دی۔ آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''بس کرو، اللہ تعالیٰ بدزبانی اور بری باتوں کو پسند نہیں کرتا، انھوں نے ہمیں جو بات کہی ہم نے وہی بات ان پر لوٹا دی۔ ہمیں تو ان کی بات سے کوئی نقصان نہیں ہوا، البتہ قیامت کے دن تک یہ بدزبانی ان کی تاریخ کا حصہ بن گئی ہے۔ یہ لوگ ہم سے کسی اور چیز پر اس قدر حسد نہیں کرتے جس قدر انھیں جمعہ کے دن سے حسد ہوتا ہے جس کی اللہ نے ہمیں توفیق بخشی اور یہ اسے نہ پا سکے اور انھیں ہمارے قبلے پر بھی حسد ہے جو اللہ کی توفیق سے ہمیں مل گیا اور یہ محروم رہے اور امام کے پیچھے آمین کہنے پر بھی انھیں بہت جلن ہوتی ہے۔'' [1]

یہ روایت ضعیف ہے اس میں علی بن عاصم حافظے کی وجہ سے ضعیف عندا لجمہور ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو پہلے پہل جو الواح عطا فرمائی تھیں ان میں سے پہلی میں دس ابواب تھے جس میں تھا کہ اے موسیٰ! میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، اس لیے کہ میری طرف سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مشرکین کے چہروں کو آگ میں جھلسا دیا جائے گا۔ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو میں تمھیں ہلاکت سے بچاؤں گا، تیری عمر میں برکت کروں گا اور تجھے حیاتِ طیبہ سے نواز دوں گا نیز تجھے اس سے بہتر کی طرف لے جاؤں گا۔ اور کسی ایسی جان کو قتل نہ کرنا جسے حرام کر دیا گیا ہو ماسوائے حق کے، ورنہ زمین اپنی کشادگی کے باوجود تجھ پر تنگ کر دی جائے گی، آسمان اپنی وسعتوں کے باوجود تجھ پر تنگ ہو جائے گا اور تم میری ناراضی لے کر آگ میں جاؤ گے۔ اور میرے نام کی جھوٹی قسم نہ اٹھانا کیونکہ میں نہ تو اسے پاک کرتا ہوں اور نہ ہی تزکیہ کرتا ہوں جو میری تنزیہہ نہ کرے اور میرے ناموں کی تعظیم نہ کرے۔ اور جو کچھ میں نے لوگوں کو اپنے فضل سے دیا ہے اس پر ان سے حسد نہ کرنا اور نہ ہی میری نعمت اور رزق کو تنگ کرنا کیونکہ حاسد شخص میری نعمت کا دشمن ہے، میری قضا کو رد کرنے والا

---

[1] احمد: ٤١/ ٤٨١۔

اور میری تقسیم سے ناراض ہونے والا ہے جس نے یہ کام کیا نہ وہ میرا اور نہ میں اس کا۔ اور ایسی بات کی گواہی مت دینا جسے تمہارے کانوں نے اچھی طرح سنا نہ ہو اور تمہاری عقل نے سمجھا نہ ہو اور نہ ہی تمہارا دل اس پر پختہ ہو کیونکہ میں گواہی دینے والے کی گواہی پر قیامت کے دن کھڑا ہوں گا اور پھر اس سے سخت سوال پوچھوں گا۔ اور نہ زنا کرنا، نہ چوری کرنا اور نہ ہی پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنا ورنہ میں تجھ سے اپنا چہرہ چھپالوں گا اور تجھ پر آسمان کے دروازے بند کر دوں گا۔ اور لوگوں کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے کرتے ہو اور میرے غیر کے لیے ذبح نہ کرنا کیونکہ میں وہی قربانی قبول کرتا ہوں جس پر میرا نام لیا گیا ہو اور جو صرف میری رضا کے لیے ہو۔ اور تو اور تیرے سب گھر والے ہفتہ کے دن اپنے آپ کو میری عبادت کے لیے فارغ کر لو اور اپنے برتنوں کو فارغ کر دو۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ نے ان کے لیے ہفتہ کا دن عید بنایا اور ہمارے لیے جمعہ کے دن کا انتخاب فرمایا اور اسے ہمارے لیے عید مقرر کیا۔'' [1]

اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ اس میں یحییٰ بن سابق المدنی سخت ضعیف راوی ہے۔

⑧ جمعہ کی امتیازی شان

جمعہ کے دن کی اہمیت وفضیلت اتنی ہمہ گیر اور وسیع ہے کہ اس کا ظہور عالم آخرت میں بھی ہوگا، جیسا کہ سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ الْأَيَّامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى هَيْئَاتِهَا، وَيَبْعَثُ الْجُمُعَةَ زَهْرَاءَ مُنِيْرَةً أَهْلُهَا يُحِفُّوْنَ بِهَا كَالْعُرُوْسِ، تُهْدٰى إِلٰى كَرِيْمِهَا تُضِيْءُ لَهُمْ، يَمْشُوْنَ فِيْ ضَوْئِهَا أَلْوَانُهَا كَالثَّلْجِ بَيَاضًا، وَرِيْحُهُمْ يَسْطَعُ كَالْمِسْكِ يَخُوْضُوْنَ فِيْ جِبَالِ الْكَافُوْرِ يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ الثَّقَلَانِ، لَا يَطْرِفُوْنَ تَعَجُّبًا حَتّٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ لَا يُخَالِطُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْمُؤَذِّنُوْنَ الْمُحْتَسِبُوْنَ)) [2]

---

[1] حلية الاولياء: ٣/ ٣٨۔

[2] حاکم: ١/ ١٧٦، دوسرا نسخہ: ١/ ٥٦٨؛ ابن خزيمة، رقم: ١٧٣٠۔ قال الحاکم: هذا حديث شاذ، صحيح الاسناد، وقال المنذری فی الترغيب (١/ ٥٥٠): اسناده حسن وفی متنه غرابة، وقال الالبانی فی سلسلة الاحاديث الصحيحة (رقم: ٧٠٦): وهذا اسناد جيد رجاله ثقات۔

"بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دنوں کو ان کی اصلی حالت پر اٹھائے گا اور جمعہ کے دن کو جگمگاتا ہوا روشن بنا کر اٹھائے گا۔ جمعہ ادا کرنے والے اسے اس طرح گھیرے ہوں گے جیسے دلہن (عزیز و اقارب کے جھرمٹ میں) دولہا کے سپرد کی جاتی ہے، جمعہ ان کے لیے روشنی کرے گا وہ اس کی روشنی میں چل رہے ہوں گے۔ ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے اور ان کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی، وہ کافور کے پہاڑوں میں داخل ہو رہے ہوں گے۔ انہیں (ان کے بلند مرتبے پر) تعجب و حیرت کی وجہ سے جن و انس دیکھ رہے ہوں گے وہ اپنی نظریں نہیں جھکا پائیں گے، یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے، ان کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہوگا سوائے ثواب کی نیت سے اذان کہنے والوں کے۔"

⑨ گناہوں کا کفارہ

یوم جمعہ کو جو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضیلتیں بخشی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ ہفتہ بھر کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے بشرطیکہ انسان کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسِ وَ الْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَ رَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتُ مَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ)) [1]

"پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان (آئندہ) رمضان تک درمیانی گناہوں کے لیے کفارہ ہے جب (انسان) کبیرہ گناہوں سے بچے۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۝۳۱﴾ [2]

"اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے (چھوٹے) گناہ مٹا دیں گے اور تمہیں عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔"

---

[1] مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعۃ الی....، رقم: ۲۳۳۔

[2] النساء: ۳۱۔

کبیرہ گناہ تو سچی توبہ ہی سے معاف ہوتے ہیں۔ البتہ صغیرہ گناہوں کو مٹانے والے بہت سارے اعمال ہیں جن میں سے ایک جمعہ کا دن بھی ہے اگر انسان اس میں اللہ کی رضا کے لیے احکام جمعہ کی بجا آوری کرے۔

غیر ثابت روایات

✪ سیدنا ابو مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ ان گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جو اس جمعہ سے لے کر دوسری جمعہ تک ہوتے ہیں اور مزید تین دن کے گناہوں کا بھی۔ یہ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ''جو کوئی ایک نیکی لے کر آیا تو اس کے لیے اس جیسی دس نیکیاں ہیں۔'' [1]

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند محمد بن اسماعیل بن عیاش، عن ابیہ کے واسطے سے ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ اس (محمد بن اسماعیل) نے اپنے والد سے کچھ بھی نہیں سنا۔ [2]

⑩ دیدارِ الٰہی کا دن

جمعہ کا دن اہلِ جنت کے لیے عزت و افتخار اور خوشی و شادمانی کا دن ہوگا، اس روز وہ دیدار الٰہی سے محظوظ ہوں گے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا، يَأْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، فَتَهُبُّ رِيْحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ، وَثِيَابِهِمْ، فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا، فَيَرْجِعُوْنَ إِلٰى أَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَّجَمَالًا، فَيَقُوْلُ لَهُمْ أَهْلُوْهُمْ: وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُوْلُوْنَ وَأَنْتُمْ، وَاللّٰهِ الْقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجِمَالًا)) [3]

''بے شک جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کے دن جنتی لوگ آیا کریں گے، پھر شمال کی طرف سے ایک ہوا چلے گی جس کا گرد و غبار ان کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گا تو ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا جب وہ پلٹ کر اپنے گھر والوں کی طرف آئیں گے تو ان کی بیویوں کا حسن و جمال بھی پہلے

---

[1] المعجم الكبير: رقم: ٣٤٥٩۔
[2] مجمع الزوائد: ٢/ ٣٢٤۔
[3] مسلم، كتاب الجنة و نعيمها، باب في سوق الجنة، رقم: ٢٨٣٣۔

سے زیادہ ہو چکا ہوگا۔ بیویاں اپنے مردوں سے کہیں گی: واللہ! تمہارا حسن و جمال تو ہمارے بعد بہت بڑھ گیا ہے؟ تو وہ جواب دیں گے: واللہ! ہمارے بعد تمہارا حسن و جمال بھی پہلے سے بہت بڑھ گیا ہے۔'' [1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جمعہ پیش کیا گیا، جبریل علیہ السلام اس کو سفید آئینہ کی شکل میں جس کے بیچ میں ایک سیاہ نقطہ تھا، لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا: ((مَا هٰذِهِ يَا جِبْرِيْلُ ؟)) ''اے جبریل! یہ کیا ہے؟'' جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: ((هٰذِهِ الْجُمُعَةُ يَعْرِضُهَا عَلَيْكَ رَبُّكَ لِتَكُوْنَ لَكَ عِيْدًا، وَلِقَوْمِكَ مِنْ بَعْدِكَ ، وَلَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ، تَكُوْنُ أَنْتَ الْأَوَّلَ، وَ يَكُوْنُ الْيَهُوْدُ وَ النَّصَارٰى مِنْ بَعْدِكَ، وَ فِيْهَا سَاعَةٌ لَا يَدْعُوْ أَحَدٌ رَبَّهُ بِخَيْرٍ هُوَ لَهُ قُسِمَ إِلَّا أَعْطَاهُ ، أَوْ يَتَعَوَّذُ مِنْ شَرٍ إِلَّا دَفَعَ عَنْهُ مَا هُوَ أَعْظَمُ مِنْهُ، وَ نَحْنُ نَدْعُوْهُ فِي الْاٰخِرَةِ يَوْمَ الْمَزِيْدِ، وَ ذٰلِكَ أَنَّ رَبَّكَ اتَّخَذَ فِي الْجَنَّةِ وَادِيًا أَفْيَحَ مِنْ مِسْكٍ أَبْيَضَ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ نَزَلَ مِنْ عِلِّيِّيْنَ ،فَجَلَسَ عَلٰى كُرْسِيِّهِ، وَ حَفَّ الْكُرْسِيَّ بِمَنَابِرَ مِنْ ذَهَبٍ مُكَلَّلَةٍ بِالْجَوَاهِرِ، وَجَاءَ الصِّدِّيْقُوْنَ وَ الشُّهَدَاءُ فَجَلَسُوْا عَلَيْهَا، وَجَاءَ أَهْلُ الْغُرَفِ مِنْ غُرَفِهِمْ حَتّٰى يَجْلِسُوْا عَلَى الْكَثِيْبِ وَهُوَ كَثِيْبٌ أَبْيَضُ مِنْ مِسْكٍ أَذْفَرَ، ثُمَّ يَتَجَلّٰى لَهُمْ فَيَقُوْلُ: أَنَا الَّذِيْ صَدَقْتُكُمْ وَعْدِيْ، وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ، وَهٰذَا مَحَلُّ كَرَامَتِيْ، فَسَلُوْنِيْ، فَيَسْأَلُوْنَهُ الرِّضَا، فَيَقُوْلُ: رِضَايَ أَحَلَّكُمْ دَارِيْ، وَأَنَالَكُمْ كَرَامَتِيْ، فَسَلُوْنِيْ، فَيَسْأَلُوْنَهُ الرِّضَا، (فَيُشْهِدُ عَلَيْهِمْ عَلَى الرِّضَا) ثُمَّ يَفْتَحُ لَهُمْ مَا لَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ إِلٰى مِقْدَارِ مُنْصَرَفِهِمْ مِنَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ زَبَرْجَدَةٌ خَضْرَاءُ أَوْ يَاقُوْتَةٌ حَمْرَاءُ، مُطَّرِدَةٌ فِيْهَا أَنْهَارُهَا مُتَدَلِّيَةٌ، فِيْهَا ثِمَارُهَا، فِيْهَا أَزْوَاجُهَا وَخَدَمُهَا، فَلَيْسَ هُمْ فِي الْجَنَّةِ بِأَشْوَقَ مِنْهُمْ إِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ لِيَزْدَادُوْا نَظَرًا إِلٰى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ وَكَرَامَتِهِ وَلِذٰلِكَ دُعِيَ يَوْمُ الْمَزِيْدِ))

---

[1] مسلم، کتاب الجنة، باب في سوق الجنة، رقم: ٢٨٣٣۔

’’یہ جمعہ ہے آپ کے رب نے آپ پر پیش کیا ہے تا کہ یہ آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لیے عید ہو۔ اور آپ کے لیے اس میں خیر ہی خیر ہے۔ آپ پہلے ہیں اور یہود و نصاریٰ آپ کے بعد ہیں اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں بندہ کسی اچھائی کی اپنے رب سے دعا مانگے جو اس کی قسمت میں ہو تو اللہ اسے عطا فرما دیتا ہے یا کسی شر سے پناہ مانگے تو وہ اس سے بھی بڑے شر کو اس سے دور فرما دیتا ہے اور ہم اسے آخرت میں **یوم المزید** (زیادہ اجر دیے جانے کا دن) کے نام سے پکاریں گے۔ اور یہ اس لیے کہ بے شک آپ کے رب نے جنت میں ایک ایسی وادی بنا رکھی ہے جو سفید کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہے پس جب جمعہ کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ علیین سے نزول فرما کر اپنی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے اور کرسی کو اردگرد سے جواہرات جڑے سونے کے منبر گھیر لیں گے اور صدیقین اور شھداء آ کر ان پر بیٹھیں گے اور بالا خانوں والے جنتی آ کر تیز مہکنے والی کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ٹیلوں پر بیٹھ جائیں گے۔ پھر ان کے لیے اللہ تجلی فرمائے گا اور کہے گا، میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ سچ کر دکھایا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور یہ میری بزرگی کا مقام ہے لہٰذا تم مجھ سے (کچھ اور) مانگو۔ چنانچہ وہ اللہ سے اس کی رضا طلب کریں گے۔ اللہ فرمائے گا: میری رضا نے تمہیں میرے گھر پہنچایا اور میں نے اپنی بزرگی سے تم کو نوازا لہٰذا مجھ سے (کچھ اور) مانگو۔ پھر یہ حضرات اس سے رضا کے طلب گار رہوں گے تو وہ ان کو رضا پر گواہ بنا لے گا (کہ میں راضی ہوں) پھر وہ ان کے لیے آئندہ جمعہ تک ان (محلات) کو کھول دے گا جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال گزرا (پھر یہ نشست برخاست ہو جائے گی) وہ محلات سبز زبرجد کے ہوں گے یا سرخ موتی کے، ان میں نہریں اور آبشاریں چلتی ہوں گی، ان میں پھل ہوں گے، اس جنت میں بیویاں اور خادم ہوں گے لیکن (ان تمام نعمتوں کے باوجود) وہ سب

سے زیادہ جمعہ کے دن کے آنے کی خواہش کریں گے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے رب کا دیدار کریں اور اس کی بزرگی کو ملاحظہ کریں۔ اسی لیے اسے یوم المزید کے نام سے پکارا جائے گا۔'' [1]

ان احادیث سے جہاں جمعہ کے دن کی فضیلت واضح ہو رہی ہے وہیں اس بات کا بھی پتا چل رہا ہے کہ قیامت کے دن مومنوں کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا، وہ ذات کہ جس سے خوف کھاتے ہوئے اور جس سے امید رکھتے ہوئے دنیا میں نیک اعمال بجا لائے جاتے ہیں وہ کل قیامت کے دن اپنے مومن بندوں کو ضرور بالضرور اپنا دیدار کرائے گی۔ اللھم اجعلنا منھم۔

غیر ثابت روایات

جمعہ کی اس فضیلت کے متعلق ہمیں درج ذیل روایات بھی ملی ہیں لیکن یہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔

✪ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو مومن اپنے رب کی زیارت کریں گے پھر اللہ تعالیٰ لوگوں سے وعدے کے مطابق ہر جمعہ کے دن اپنی زیارت کرایا کریں گے اور مومن عورتیں عید الفطر اور یوم نحر کے دن اللہ کی زیارت کریں گی۔'' [2]

اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس میں نافع ابو الحسن راوی کے حالات ہمیں نہیں ملے جب کہ مروان بن جعفر السمری لین الحدیث ہے۔

✪ جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان کی ملاقات سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے

---

[1] طبرانی فی الاوسط:١/ ٥٦٦، رقم:٢٠٨٤۔ وقال الھیثمی فی المجمع(٢/ ٣١٠): رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ ثقات، وقال المنذری فی الترغیب (١/ ٥٤٧): رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد جید، وقال الالبانی فی الصحیحۃ(١٩٣٣): وبالجملۃ فالحدیث بمجموع الطریقین حسن علی الاقل، وقال الحافظ ابن القیم فی حادی الارواح (١/ ٣١٣): ھذا حدیث کبیر عظیم الشان رواہ أئمۃ السنۃ وتلقوہ بالقبول۔ [2] الرؤیۃ للدارقطنی، رقم:٥٦۔

ہوئی تو سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور آپ کو جنت کے بازار میں جمع کرے۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیا جنت میں بھی بازار ہوگا؟ فرمایا: ہاں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ جنتی جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اپنے اعمال کے مطابق (اپنے اپنے درجے میں) ٹھہریں گے۔ انھیں دنیا کے دنوں کے اندازے کے مطابق جمعہ کے دن اجازت دی جائے گی تو وہ اللہ عزوجل کی زیارت کریں گے۔ وہ ان کے لیے اپنا عرش ظاہر کرے گا اور خود بھی جنت کے باغات میں سے ایک باغ میں ظہور فرمائے گا۔ ان کے لیے نور کے منبر رکھے جائیں گے اور موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زمرد کے منبر، سونے کے منبر اور چاندی کے منبر (رکھے جائیں گے۔) ان میں سے کم درجے کے مومن، حالانکہ ان میں سے کوئی حقیر نہیں ہوگا، کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔ انھیں یوں محسوس ہوگا کہ کرسیوں والے ان سے اعلیٰ نشستوں پر نہیں۔''

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کی زیارت کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، کیا تمھیں سورج کو یا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں شک ہوتا ہے؟۔'' ہم نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اسی طرح تمھیں اپنے رب کے دیدار میں بھی کوئی شک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجلس کے ہر شخص سے مخاطب ہوکر بات چیت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایک آدمی سے فرمائے گا: اے فلاں! کیا تجھے یاد نہیں جس دن تو نے فلاں فلاں کام کیا تھا؟ یعنی اللہ تعالیٰ بندے کی بعض دنیاوی غلطیاں یاد کرائے گا۔ بندہ کہے گا: میرے رب! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں؟ میری بخشش کی وسعت ہی کی وجہ سے تو اس مقام پر پہنچا ہے۔ اسی اثنا میں ان کے اوپر ایک بادل چھا جائے گا۔ اس سے ان پر ایسی خوشبو برسے گی کہ اس جیسی مہک انھوں نے کبھی نہیں سونگھی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اٹھو، میں نے تمھاری عزت افزائی کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے اس میں سے جو چاہو لے لو۔'' نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تب ہم ایک بازار میں جائیں گے جسے فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا۔ اس میں ایسی چیزیں ہوں گی جیسی آنکھوں نے کبھی دیکھی نہیں، نہ کانوں نے سنی اور نہ دلوں میں ان کا خیال آیا۔'' فرمایا: ''ہم جو چاہیں گے

،(خادم) ہمارے لیے اٹھائیں گے۔ اس بازار میں نہ کوئی چیز بیچی جائے گی نہ خریدی جائے گی۔ اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ ایک بلند درجے والا آدمی اپنے سے کم درجے والے کو ملے گا اور ان میں سے کوئی حقیر نہیں ہوگا۔ وہ (کم درجے والا) اس (بلند درجے والے) کے لباس کو دیکھ کر متاثر ہو جائے گا لیکن ابھی اس کی بات ختم نہیں ہو گی کہ اسے اپنا پہنا ہوا لباس اس سے بھی بہتر نظر آئے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کوئی غمگین نہیں ہوگا۔'' فرمایا: ''پھر ہم اپنے گھروں کو واپس آئیں گے تو ہمیں ہماری بیویاں ملیں گی اور کہیں گی: خوش آمدید! آپ (گھر) آئے ہیں تو آپ کے حسن اور خوشبو میں روانگی کے وقت کی نسبت اضافہ ہو چکا ہے۔ ہم کہیں گے: آج ہم کو اپنے رب جبار عزوجل کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا ہے، لہٰذا ہمیں اسی انداز سے واپس آنا تھا جس شان سے آئے ہیں۔'' [1]

یہ روایت ضعیف ہے۔ ہمارے شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی سند ضعیف ہے۔ ھشام عمار اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ (انوار الصحیفة، ص ۲٦۲)

✪ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اہلِ جنت، جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے کہ وہ ہر جمعہ کو اللہ کی زیارت کریں گے تو اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: تم جو چاہو تمنا کرو، ان حالات میں جنتی لوگ علما کی طرف متوجہ ہوں گے اور پوچھیں گے: ہم اپنے رب کے سامنے کس چیز کی تمنا کریں؟ علماء بتائیں گے کہ تم یہ یہ تمنا کرو، الغرض جنتی جنت میں بھی علماء کی اس طرح ضرورت محسوس کریں گے جس طرح دنیا میں ان کے ضرورت مند تھے۔'' [2]

یہ روایت موضوع ہے، حافظ ذھبی رحمہ اللہ اور ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ [3]

✪ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل جنت ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتیوں کو ملنے والی نعمتوں کا بھی ذکر فرمایا پھر

---

[1] ابن ماجه، رقم:٤٣٣٦۔

[2] تاريخ دمشق ٥١/ ٥٠؛ مسند الفردوس، رقم: ٨٨٠۔

[3] ميزان الاعتدال، ٣/ ٤٣٧؛ لسان الميزان: ٥/ ٦٠٢۔

فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: پردے کھول دو، چنانچہ پردہ کھول دیا جائے گا پھر ایک پردہ کھولا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ جنتیوں کو اپنے چہرے کی زیارت کروائیں گے۔ تب ان کو معلوم ہوگا کہ انھوں نے اس سے پہلے تو کوئی نعمت دیکھی ہی نہیں۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ((وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ))''۔ [1]

اس روایت کو علامہ علاؤالدین المتقی الھندی نے کنزل العمال میں بیان کیا ہے ہمیں اس کی سند نہیں ملی۔

✪ شفی بن ماتع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی ہوگی کہ وہ سواریوں اور تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہو کر ایک دوسرے کی زیارت کو جایا کریں گے اور جمعہ کے دن انھیں نشان زدہ، لگام ڈالے گھوڑے بھی دیے جائیں گے جو نہ لید کریں گے اور نہ ہی پیشاب۔ چنانچہ وہ ان پر سوار ہو کر جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ پہنچ جایا کریں گے۔ پھر ان پر بادل جیسی ایک چیز چھا جائے گی جس میں وہ کچھ ہوگا جو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور کسی کان نے سنا نہیں۔ تو وہ کہیں گے کہ ہم پر برس جا۔ چنانچہ وہ ان پر برستی رہے گی حتی کہ ان کی خواہشات سے بھی زیادہ برسے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو تکلیف دہ نہیں ہوگی۔ یہ ہوا مشک کے ٹیلے اڑا کر ان کے دائیں بائیں لے آئے گی تو وہ لوگ یہ مشک لے لے کر گھوڑوں کی پیشانیوں، ان کی گردنوں کے بالوں اور سروں پر لگائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی کی جہاں تک اس کی خواہش ہوگی بالوں کی لٹ ہوگی۔ چنانچہ یہ مشک ان لٹوں، گھوڑوں اور ان کے علاوہ کپڑوں میں رچ بس جائے گی پھر وہ چلیں گے حتی کہ جہاں اللہ چاہے گا پہنچ جائیں گے تو اچانک ان میں سے کسی کو عورت آواز دے گی: اللہ کے بندے! کیا تجھے ہماری ضرورت نہیں؟ وہ پوچھے گا: تو کیا ہے اور کون ہے؟ وہ کہے گی: میں تیری بیوی اور محبوبہ ہوں۔ وہ کہے گا: میں تو تجھے جانتا بھی نہیں۔ اس پر وہ کہے گی: کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ فرماتا ہے: ''کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کیا آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے یہ ان کے نیک اعمال کی جزا ہے۔'' تو وہ جواب دے گا: کیوں نہیں (بالکل جانتا

---

[1] کنز العمال، رقم: ٤٦١٤۔

ہوں) میرے رب کی قسم! شاید اس سے چالیس سال وہاں کھڑے رہنے کی وجہ سے غفلت ہو گئی۔ اس نے توجہ نہ کی اور نہ لوٹا اور اسے وہاں کے انعام واکرام نے ہی اس کی بیوی سے غافل کر دیا ہوگا۔'' [1]

یہ روایت مرسل ضعیف ہے اسے شفی بن ماتع تابعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے نیز اس کی سند میں ثعلبہ بن مسلم مستور راوی بھی ہے۔

☐ یوم جمعہ کی غیر ثابت فضیلتیں

اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام اور فوت شدگان پر اعمال کی پیشی

● سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک میری امت کے اعمال ہر جمعہ کے دن میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور زنا کاروں پر اللہ کا شدید غضب ہوتا ہے۔'' [2]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں عباد بن کثیر البصری متروک الحدیث راوی ہے۔

● سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جمعرات اور جمعہ کے دن اعمال پیش کیے جاتے ہیں پھر ہر ایسے بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے۔ مگر دو آدمیوں کی مغفرت نہیں کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انھیں رہنے دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔'' [3]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں سلیمان بن الفضل بن جبریل، محمد بن سلیمان اور عثمان کے حالات نامعلوم ہیں جب کہ یونس بن عبید مدلس راوی ہے۔

● سیدنا سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پیر اور جمعرات کے دن اعمال اللہ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ جب کہ انبیا پر اور آباء وامہات پر (ان کی اولاد کے اعمال) جمعہ کے دن پیش کیے جاتے ہیں پس وہ نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور

---

[1] الزهد لابن المبارك، ص: ٤٨٥، ٤٨٦۔

[2] حلية الاولياء: ٥/ ٩٦۔

[3] تاريخ دمشق: ٢٢/ ٣٦٣۔

ان کے چہروں کی رونق اور چمک میں اضافہ ہوتا ہے۔لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو تکلیف مت پہنچاؤ۔'' [1]

شیخ الالبانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

② جہنم کا بھڑکایا نہ جانا

✪ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوال کے وقت نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے سوائے جمعہ کے دن کے۔اور آپ فرمایا کرتے تھے: ''بے شک جہنم بھڑکائی جاتی ہے سوائے جمعہ کے دن کے۔'' [2]

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے، مجاہد، ابو الخلیل سے بڑے ہیں اور ابو الخلیل نے سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔علاوہ ازیں اس میں لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی بھی ہے۔

✪ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جہنم کو ہر روز بھڑکایا جاتا ہے اور اس کے دروازوں کو کھولا جاتا ہے سوائے جمعہ کے دن کے۔پس بے شک جمعہ کے دن نہ تو جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے دروازوں کو کھولا جاتا ہے۔'' [3]

یہ روایت بھی ضعیف ہے، اس میں سوید بن عبدالعزیز بن نمیر السلمی ضعیف راوی ہے۔ علاوہ ازیں امام مکحول کا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سماع بھی محل نظر ہے۔

✪ سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ جمعہ کے دن کی کیا خصوصیت ہے کہ زوال کے وقت بھی اس میں نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے، حالانکہ دوسرے دنوں میں آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر روز زوال کے وقت جہنم کو بھڑکاتا ہے لیکن جمعہ کے دن اسے بجھا دیتا ہے۔'' [4]

---

[1] الجامع الصغیر، رقم: ٣٣١٦؛ السلسلة الاحادیث الضعیفة، رقم: ١٤٨٠۔
[2] ابو داؤد، رقم: ١٠٨٣۔ [3] حلیة الاولیاء: ٤/ ٢١٩۔
[4] المعجم الکبیر: ١٠/ ٤٢، رقم: ١٤٤۔

یہ روایت موضوع ہے، اس میں بشر بن عون راوی ہے، حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بشر بن عون نے بکار بن تمیم عن مکحول عن واثلۃ کی سند سے سو کے قریب ایسی احادیث بیان کی ہیں جو ساری کی ساری موضوع ہیں لہٰذا اس سے کسی بھی حال میں حجت پکڑنا جائز نہیں۔ [1]

③ نیک عمل کے ثواب میں برکت

✪ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔'' [2]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں حامد بن آدم متہم بالکذب راوی ہے۔

④ جمعہ کی سلامتی سے باقی دنوں کی سلامتی

✪ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''جب جمعہ سلامت رہے تو تمام ایام سلامت رہتے ہیں۔ میدان، پہاڑ اور دوسری کوئی چیز ایسی نہیں جو جمعہ کے دن سے اللہ کی پناہ کی طلب گار نہ ہو۔'' [3]

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ اس میں احمد بن جمہور قرقسانی متہم بالکذب راوی ہے۔

✪ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ماہ رمضان سلامت رہے تو پورا سال سلامت رہتا ہے اور جب جمعہ سلامت رہے تو باقی ایام بھی سلامت رہتے ہیں۔'' [4]

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان ثوری سے یہ حدیث باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، ابراھیم بن سعید نے اپنے استاد ابو خالد القرشی جو کہ عبدالعزیز بن ابان ہی ہے کا نام اس کے ضعف کی وجہ سے نہیں لیا، حالانکہ عبدالعزیز بن ابان نے سفیان ثوری سے اس کے علاوہ بھی کئی باطل روایات بیان کی ہیں جنہیں ہم نے بیان نہیں کیا۔'' [5]

---

[1] کتاب المجروحین: ۱/ ۲۱۶، بشر بن عون۔

[2] المعجم الاوسط، رقم: ۷۸۹۵۔

[3] حلیۃ الاولیاء، ۵/ ٤٦٤، سفیان الثوری۔

[4] ایضاً۔ [5] الکامل: ٦/ ٥٠٤۔

⑤ فقراء و مساکین کا حج

✺ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ مسکینوں کا حج ہے۔'' ❶

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں مقاتل کذاب اور عیسیٰ بن ابراھیم ہاشمی سخت ضعیف راوی ہے۔

✺ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مرغی میری امت کے فقراء کی بکری اور جمعہ ان کا حج ہے۔'' ❷

شیخ البانی نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ ❸

☐ اعمال جمعہ اور ان کی فضیلتیں

امت مسلمہ کو جمعہ کے دن بہت سارے احکامات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی بڑی فضیلتیں بھی بیان فرمائی گئی ہیں۔ ان فضیلتوں کو وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو اعمال جمعہ کی پاسداری کرے۔ لہٰذا اعمال جمعہ ملاحظہ فرمائیں:

① جمعہ کے دن نماز فجر کی فضیلت

جمعہ کے دن نماز فجر با جماعت ادا کرنا دوسرے دنوں کی بنسبت افضل ہے۔ چنانچہ ولید بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حمران سے کہا: کیا تجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوتِ عِنْدَ اللّٰهِ صَلَاةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ)) ❹

''بے شک اللہ کے نزدیک نمازوں میں سے افضل نماز جمعہ کے دن فجر کی نماز ہے جو با جماعت پڑھی جائے۔''

---

❶ مسندالشهاب، رقم: ۷۸۔

❷ المجروحين: ۲/ ۴۳۸، هشام بن عبيد الله ۔

❸ السلسلة الضعيفة، رقم: ۱۹۲۔

❹ شعب الايمان للبيهقي، رقم: ۲۷۸۳ وسنده صحيح۔

غیر ثابت روایات

● سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام نمازوں میں سے جمعہ کے دن باجماعت پڑھی جانے والی فجر کی نماز سے زیادہ کوئی نماز افضل نہیں اور جو بھی اس نماز میں حاضر ہوا مجھے امید ہے کہ اسے بخش دیا جائے گا۔'' [1]

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید دونوں سخت ضعیف ہیں۔

② جمعہ کے دن فوت ہونے کی فضیلت

جمعہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ جو مسلمان اس دن یا اس کی رات میں فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے محفوظ رکھے گا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ)) [2]

''جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔''

موت کا وقت اگرچہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں مگر جمعہ کے دن کو یہ فضیلت و عظمت حاصل ہے کہ اس دن فوت ہونے والا موحد و نیک مسلمان فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا۔ ظاہر ہے کہ فتنۂ قبر سے محفوظ رہنے والا عذابِ قبر سے بھی ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔ واللہ اعلم

غیر ثابت روایات

● سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی جمعہ کے دن فوت ہو گیا اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔'' [3]

---

[1] المعجم الكبير للطبراني: ١/ ١١٧، رقم: ٣٦٦۔

[2] ترمذی، كتاب الجنائز، باب ما جاء فيمن مات يوم الجمعة، رقم:-١٠٧٤؛ احمد: ١١/ ١٤٧، و سندهٗ حسن۔

[3] مسند ابی یعلی الموصلی، رقم:٤١١٣۔

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں یزید الرقاشی ضعیف ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو جائے وہ عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس پر شہداء کی مہر لگی ہو گی۔'' [1]

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ اس میں عمر بن موسیٰ بن الوجیہ متروک راوی ہے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوا وہ فتنۂ قبر سے محفوظ ہو گیا۔'' یا فرمایا: ''وہ فتنۂ قبر سے بچ گیا اور شہید لکھا گیا۔'' [2]

یہ روایت مرسل ضعیف ہے اس میں رجل مبہم راوی کے علاوہ امام زہری، ابن جریج اور عبد الرزاق تینوں مدلس ہیں، امام عبد الرزاق اور ابن جریج کی عنعن بھی ہے۔

③ جمعہ کے دن مختلف سورتوں کی فضیلت

○ سورۃ الکہف

جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے، سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ)) [3]

''جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھی تو اس کے لیے (اللہ تعالیٰ) دو جمعوں کے درمیان نور روشن فرما دے گا۔''

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ فِيْ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ)) [4]

''جس نے جمعہ کی رات سورہ کہف پڑھی (اللہ تعالیٰ) اس کے لیے اس کے اور

---

[1] حلية الاولياء :٢/ ٤٣٥ ، محمد بن المكتوم۔

[2] مصنف عبد الرزاق: ٣/ ٢٦٩۔

[3] سنن الكبرى للبيهقي، ٣/ ٦٥٥، رقم: ٥٩٩٦، وسنده حسن۔

[4] سنن دارمی، كتاب فضائل القرآن، باب فی فضل سورة الكهف، رقم: ٣٤٥٠، وسنده صحيح۔

بیت العتیق کے درمیان نور روشن فرمادے گا۔‘‘

پہلی روایت میں ’’یوم الجمعة‘‘ جب کہ دوسری میں ’’لیلة الجمعة‘‘ کے الفاظ ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ سورہ کہف جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن کو کسی بھی وقت پڑھ لی جائے درست ہے یا اگر کوئی رات کو بھی پڑھ لے اور دن میں بھی پڑھ لے تو بھی جائز ہے۔

غیر ثابت روایات

- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھی وہ آٹھ روز تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اگر دجال نکل آئے تو یہ اس کے فتنے سے بھی محفوظ رہے گا۔‘‘ [1]

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کیا میں تمہیں ایک ایسی سورت کی خبر نہ دوں کہ جس کی عظمت سے زمین و آسمان کا درمیانی حصہ پُر اور بھرا ہوا ہے اور اس سورت کے لکھنے والے کے لیے بھی اتنا ہی اجر ہے اور جو کوئی اس کو جمعہ کے دن پڑھے گا اسے اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک بلکہ مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جو شخص اس سورت کی آخری پانچ آیات کو سوتے وقت پڑھ لے تو اللہ اسے رات کے جس حصے میں وہ چاہے گا نیند سے بیدار فرمادے گا؟ اور وہ اصحاب کہف والی سورت ہے۔‘‘ [2]

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھی اس کے قدموں کے نیچے سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک نور ہو جائے گا جو قیامت کے دن اسے روشنی دے گا اور اسے دو جمعوں کے درمیانی گناہوں کی بھی معافی مل جائے گی۔‘‘ [3]

---

[1] السلسلة الضعيفة، رقم: ٢٠١٣۔

[2] الجامع الصغير،رقم: ٢٨٦٢؛ السلسلة الضعيفة، رقم: ٢٤٨٢۔

[3] الترغيب و الترهيب للمنذري، رقم: ١٠٨٧۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھی اسے وہاں سے لے کر یعنی جہاں اس نے پڑھی ہے مکہ تک نور عطا کیا جائے گا اور آئندہ جمعہ تک کے گناہ بلکہ مزید تین دن کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے اور وہ بیماریوں، بڑی بڑی آفتوں اور ذات الجنب، برص کوڑھ پن، جنون اور فتنہ دجال سے بھی محفوظ رہے گا۔" [1]

یہ روایت من گھڑت ہے، علامہ طاہر پٹنی کہتے ہیں کہ اس میں اسمٰعیل کذاب اور دیگر دو مجروح راوی ہیں۔

○ سورۃ السجدۃ اور سورۃ الدھر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ جمعہ کے روز فجر کی نماز میں سورۃ السجدۃ اور سورۃ الدھر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا ابوھریرہ سے مروی ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ﴿الٓمٓ تَنْزِيْلُ...﴾ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ)) [2]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز نماز فجر میں ﴿الٓمٓ تَنْزِيْلُ...﴾ (السجدۃ) اور ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ﴾ (الدھر) پڑھا کرتے تھے۔"

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ((اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ﴿الٓمٓ تَنْزِيْلُ...﴾ وَ ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ﴾)) [3]

"بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز نماز فجر میں ﴿الٓمٓ، تَنْزِيْلُ...﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔"

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي

---

[1] تذکرۃ الموضوعات، ص: ۷۸۔

[2] بخاری کتاب الجمعة، باب ما يقرأ فی صلاة الفجر يوم الجمعة، رقم: ۸۹۱۔

[3] مسلم، کتاب الجمعة، باب ما يقرأ فی يوم الجمعة، رقم: ۸۷۹؛ ابن ماجه: ۸۲۱۔

صَلاۃِ الصُّبْحِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ﴿الٓمّٓ تَنْزِیْلُ...﴾ وَ ﴿هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ﴾ [1]

''بے شک رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز صبح کی نماز میں ﴿الٓمّٓ تَنْزِیْلُ...﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔''

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقْرَأُ فِی الصُّبْحِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ﴿الٓمّٓ تَنْزِیْلُ﴾ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی، وَ فِی الثَّانِیَۃِ ﴿هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا﴾ [2]

''بے شک نبی ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں ﴿الٓمّٓ تَنْزِیْلُ...﴾ جبکہ دوسری رکعت میں ﴿هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ...﴾ پڑھا کرتے تھے۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورہ السجدہ اور دوسری میں سورہ الدھر پڑھنا نبی ﷺ کا عمل مبارک اور ہمارے لیے مسنون طریقہ ہے۔ ((کَانَ یَقْرَأُ)) کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے اس عمل مبارک پر مواظبت یعنی ہمیشگی فرمائی ہے۔ جیسا کہ اہل علم نے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔ علاوہ ازیں معجم الصغیر طبرانی میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ((یُدِیْمُ ذٰلِكَ)) کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ [3] تاہم ان کی اسنادی حیثیت مشکوک ہے۔

اہل علم نے جمعہ کے روز نماز فجر میں ان سورتوں کے پڑھنے کی جو حکمت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ ان میں تخلیق آدم، روز محشر بندوں کا میدان حشر میں جمع ہونا مذکور ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے جمعہ کے دن ان کے پڑھنے کا اہتمام فرمایا تاکہ یاددہانی ہوتی رہے۔

---

[1] ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات ،باب القرأة فی صلاة الفجر یوم الجمعة، رقم: ٨٢٤، و سنده حسن۔

[2] مسلم کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی یوم الجمعة، رقم: ٨٨٠۔

[3] المعجم الصغیر، رقم: ٩٨٦۔

سورۃ الفاتحہ، سورۃ الاخلاص اور معوذتین

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں: ((مَنْ قَرَأَ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾وَ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ حُفِظَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى)) [1]

''جس نے جمعہ کے بعد سورہ الفاتحہ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی تو اس کی اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک حفاظت کی جائے گی۔''

غیر ثابت روایات

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نماز جمعہ کے بعد سات مرتبہ سورہ اخلاص، سورہ الفلق اور سورہ الناس پڑھی تو اللہ تعالیٰ آئندہ جمعہ تک اسے برائی سے محفوظ رکھے گا۔'' [2]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں خلیل بن مرۃ ضعیف راوی ہے۔

④ جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت

احادیث میں جمعہ کے دن غسل کرنے کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔ سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ يَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنَ الطُّهْرِ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ، ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى)) [3]

''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ہو سکے خوب پاکی حاصل کرے اور تیل استعمال کرے یا گھر میں جو بھی خوشبو میسر ہو استعمال کرے، پھر نماز جمعہ

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الدعا، ماذکر عن قوم......، رقم: ٣٠٢١٨، وسندہ صحیح۔

[2] عمل الیوم و اللیلة لابن السنی، رقم: ٣٧٥۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الدهن للجمعة، رقم: ٨٨٣۔

کے لیے نکلے اور مسجد میں جا کر دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے، پھر جتنی ہو سکے (نفل) نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش سنتا رہے تو اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

حدیث کے الفاظ ((وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنَ الطُّهْرِ)) "اور حسب استطاعت خوب اچھی طرح پاکی حاصل کرے۔" مبالغہ کے طور پر ہیں یعنی جتنی ممکن ہو نظافت و صفائی حاصل کرے، جسم پر اچھی طرح پانی بہائے، صابن وغیرہ کا استعمال کرے، میل کچیل دور کرے نیز مونچھوں اور ناخنوں کا کاٹنا اور غیر ضروری بالوں کا صاف کرنا بھی اس میں شامل ہے جیسا کہ ابن رجب، حافظ ابن حجر اور علامہ عینی نے بھی لکھا ہے۔ [1]

امام نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر جمعہ کے دن اپنی مونچھیں اور ناخن کاٹا کرتے تھے۔" [2]

❂ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَ مَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ)) [3]

"جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت جیسا غسل کرے، پھر نماز پڑھنے کے لیے نکلے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی دی اور جو دوسری گھڑی میں نکلا تو گویا

---

[1] دیکھیے: فتح الباری لا بن حجر ٢/ ٤٧٨؛ فتح الباری لا بن رجب: ٦/ ١٦٣؛ عمدة القاری، ١٠/ ٢٤۔

[2] سنن الکبری للبیهقی، کتاب الجمعة، رقم: ٥٩٦٤، وصححه الالبانی، السلسلة الضعيفة، ٣/ ٢٤٠۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الجمعة، رقم: ٨٨١۔

اس نے گائے کی قربانی دی اور جو تیسری گھڑی میں نکلا تو گویا اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی اور جو کوئی چوتھی گھڑی میں نکلا تو گویا اس نے ایک مرغی کی قربانی دی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا اس نے گویا ایک انڈے کی قربانی دی پھر جب امام خطبہ کے لیے آجاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے میں مشغول ہوجاتے ہیں۔''

✪ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنِ اغْتَسَلَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ، ثُمَّ يُصَلِّيَ مَعَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، وَ فَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)) [1]

''جس نے غسل کیا پھر جمعہ کے لیے آیا اور جتنی مقدار میں تھی نماز پڑھی، پھر خطبہ سے فارغ ہونے تک خاموش رہا، پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے اس جمعہ سے لے کر آئندہ جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''

✪ سیدنا اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ((مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَ اغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَ ابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرِ صِيَامِهَا وَ قِيَامِهَا)) [2]

''جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور خوب اچھی طرح غسل کیا اور جلدی آیا اور (خطبہ میں) اول وقت پہنچا، پیدل چل کے آیا اور سوار نہ ہوا، امام سے قریب ہو کر بیٹھا اور غور سے سنا، لغو سے اجتناب کیا تو اس کے لیے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور قیام کے عمل کا ثواب ہے۔''

مولانا عمر فاروق سعیدی علیہ السلام رقمطراز ہیں: شروح حدیث میں وارد ہے کہ اس

---

[1] مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل من استمع و انصت فی الخطبة، رقم: ۸۵۷۔

[2] ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب فی الغسل للجمعة، رقم: ۳۴۵، سنده صحیح۔

حدیث کے الفاظ غسل و اغتسل (غَسل) کو حرف "س" کی تخفیف اور تشدید دونوں سے پڑھا گیا ہے اور اس کے کئی معانی ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہی تاکیدی معنی جو راقم نے اختیار کیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ آدمی نے پہلے خطمی، صابن یا شیمپو وغیرہ استعمال کیا ہو بعد ازاں پانی بہایا ہو، تیسرا یہ کہ جس نے اپنی زوجہ سے مباشرت کی اور اس پر بھی غسل لازم کر دیا ہو، اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح انسان نفسیاتی اور جذباتی طور پر بہت پرسکون ہو جاتا ہے اور ذہن پراگندہ نہیں ہوتا اور عبادت میں یکسو رہتا ہے۔ واللہ اعلم [1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ مَسَّ مِنْ طِيبِ امْرَأَتِهِ إِنْ كَانَ لَهَا، وَ لَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ، ثُمَّ لَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ، وَ لَمْ يَلْغُ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا وَ مَنْ لَغَا وَ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهُ ظُهْرًا)) [2]

"جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور اپنی اہلیہ کی خوشبو استعمال کی اگر اس کے پاس ہو اور عمدہ کپڑے پہنے پھر لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں اور خطبے میں کوئی لغو کام نہ کیا تو یہ عمل ان دونوں (جمعوں) کے درمیان کے لیے کفارہ ہو جائے گا، اور جس نے کوئی لغو کام کیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگیں تو اس کے لیے یہ ظہر ہی ہوگی (یعنی ظہر کی نماز کا ثواب ہوگا نہ کہ جمعہ کا)۔"

((مَسَّ مِنْ طِيبِ امْرَأَتِهِ)) "اپنی اہلیہ کی خوشبو استعمال کی۔" اور سابقہ روایت میں ((مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ)) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ مطلب یہ کہ اپنی ذاتی مردوں والی خوشبو استعمال کرے اور اگر وہ میسر نہ ہو تو اہلیہ ہی کی سہی۔ یعنی اپنی اہلیہ کی خوشبو استعمال کر لے لیکن بہر صورت خوشبو ضرور استعمال کرے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَ لَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ، وَ مَسَّ مِنْ

---

[1] سنن ابو داؤد، ۱/ ۲۱۱۔

[2] ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب فی الغسل للجمعة، رقم: ۳۴۷، وقال شیخنا حافظ زبیر علی زئی: اسناده حسن۔

طِیْبٍ اِنْ کَانَ عِنْدَہٗ، ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَۃَ فَلَمْ یَتَخَطَّ اَعْنَاقَ النَّاسِ، ثُمَّ صَلّٰی مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ، ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِہٖ، کَانَتْ لَہٗ کَفَّارَۃٌ لِمَا بَیْنَھَا وَ بَیْنَ جُمُعَتِہِ الَّتِی قَبْلَھَا)) [1]

''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور عمدہ کپڑے پہنے اور اگر ہو سکا تو خوشبو بھی لگائی پھر جمعہ کے لیے آیا اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں پھر (نفلی) نماز پڑھی جو اللہ نے اس کی قسمت میں لکھی تھی پھر خاموش رہا جب امام (خطبہ کے لیے) نکلا حتی کہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو یہ اس کے لیے اس جمعہ اور سابقہ جمعہ کے درمیان (صادر ہونے والے گناہوں) کا کفارہ ہے۔''

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَ مَسَّ مِنْ طِیْبٍ اِنْ کَانَ عِنْدَہٗ، وَ لَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِہٖ، ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی یَاْتِیَ الْمَسْجِدَ فَیَرْکَعُ اِنْ بَدَا لَہٗ، وَلَمْ یُؤْذِ اَحَدًا، ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُہٗ حَتّٰی یُصَلِّیَ، کَانَتْ کَفَّارَۃً لِمَا بَیْنَھَا وَ بَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی)) [2]

''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور اگر خوشبو میسر تھی تو وہ بھی لگائی، اور اپنا عمدہ لباس پہنا، پھر نکلا حتی کہ مسجد میں آ گیا پھر جتنا ہو سکا نماز پڑھی اور کسی کو تکلیف نہ دی، پھر امام کے آنے پر خاموش رہا حتی کہ نماز ادا کی۔ تو یہ چیز اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی۔''

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاَحْسَنَ غُسْلَہٗ، وَ تَطَھَّرَ فَاَحْسَنَ طُھُوْرَہٗ وَ لَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِہٖ وَ مَسَّ مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ طِیْبِ اَھْلِہٖ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَۃَ وَلَمْ یَلْغُ وَلَمْ یُفَرِّقْ بَیْنَ اثْنَیْنِ، غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی)) [3]

---

[1] ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب فی الغسل للجمعۃ، رقم: ۳۴۳، وقال الشیخنا اسنادہ حسن۔

[2] مسند احمد: ۳۸/ ۵۴۷۔ قال الھیثمی فی المجمع (۲/ ۲۱۹): رجالہ ثقات۔

[3] ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوات، باب ما جاء فی الزینۃ یوم الجمعۃ، رقم: ۱۰۹۷، و سندہ صحیح۔

''جو کوئی جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کرے اور خوب اچھی طرح سے پاکی حاصل کرے، اپنا عمدہ لباس پہنے اور اللہ نے اس کی قسمت میں گھر والوں کی جو خوشبو لکھی ہو وہ بھی لگا لے، پھر جمعہ پڑھنے آئے اور فضول حرکات نہ کرے اور نہ ہی دو آدمیوں کے درمیان جدائی کرے تو اس کے لیے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

❑ غسل جمعہ کے احکام و مسائل

ا۔ غسلِ جمعہ واجب ہے یا مستحب؟

غسل جمعہ کی مشروعیت پر تمام اہل علم متفق ہیں البتہ اختلاف اس مسئلے میں ہے کہ یہ واجب ہے یا مستحب؟ وجوب کے قائل حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ))[1]

''غسلِ جمعہ ہر بالغ پر واجب ہے۔''

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر گواہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْغُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَاَنْ يَسْتَنَّ وَاَنْ يَمَسَّ طِيْبًا اِنْ وَجَدَ))[2]

''غسل جمعہ ہر بالغ پر واجب ہے اور یہ کہ وہ مسواک استعمال کرے اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائے۔'' جناب عمرو بن سلیم انصاری (راوی حدیث) فرماتے ہیں کہ غسل کے متعلق تو میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ واجب ہے لیکن مسواک اور خوشبو کا علم اللہ تعالیٰ کو زیادہ ہے کہ وہ بھی واجب ہیں یا نہیں؟ تاہم حدیث میں اسی طرح ہے۔

ان مذکورہ بالا احادیث میں واضح طور پر غسل جمعہ کو واجب کہا گیا ہے۔

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب فضل الغسل یوم الجمعۃ، رقم: ۸۷۹۔

[2] ایضاً، باب الطیب للجمعۃ، رقم: ۸۸۰۔

الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)) ❶

''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کر لے۔''

اس حدیث میں باقاعدہ حکم دیا گیا کہ جمعہ کے لیے آنے والا شخص غسل کر کے آئے۔

✪ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((حَقٌّ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَ جَسَدَهٗ)) ❷

اللہ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ ہر سات دن میں ایک دن غسل کرے اپنا سر اور جسم دھوئے۔''

✪ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ الْجُمُعَةِ، وَ عَلٰى كُلِّ مَنْ رَاحَ الْجُمُعَةَ الْغُسْلُ)) ❸

.ہر بالغ پر جمعہ کے لیے جانا لازم ہے اور ہر وہ شخص جس پر جمعہ کے لیے جانا لازم ہے اس پر غسل بھی ہے۔''

یہ الفاظ بھی غسل جمعہ کی وجوبیت پر دلالت کرتے ہیں، علاوہ ازیں علامہ ابن حزم رحمہ اللہ اور ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ کا بھی یہی موقف ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے۔ ❹

نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں (کی وجہ) سے غسل کیا کرتے تھے: جنابت، جمعہ کے دن، سینگی لگوانے اور میت کو غسل دینے سے۔'' ❺

عدم وجوب کے قائلین کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص ضرورت کے تحت واجب قرار دیا گیا تھا کیونکہ اہل اسلام کے حالات ابتدائی دور میں بڑے پریشان کن تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت گرمی میں بھی اونی لباس زیب تن فرماتے، کام کاج سے فارغ ہو کر جمعہ کے لیے بھی اسی

---

❶ بخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الغسل یوم الجمعة......، رقم: ۸۷۷۔

❷ مسلم، کتاب الجمعة، باب الطیب و السواك یوم الجمعة، رقم: ۸٤۹۔

❸ ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب فی الغسل للجمعة، رقم: ۳٤۲، اسناده صحیح کما قال شیخنا۔

❹ دیکھیے: المحلی: ۱/ ٤۰۰؛ فتح الباری، ۲/ ٤٦۸۔

❺ ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب فی الغسل للجمعة، رقم: ۳٤۸، وسنده حسن۔

حالت میں مسجد آ جاتے مسجد بھی تنگ تھی گرمی میں مجمع زیادہ اور حبس ہو جانے کی وجہ سے پسینے اور میلے کچیلے موٹے اونی کپڑوں کی بو سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی اس لیے جمعہ کے دن غسل کو واجب قرار دیا گیا تھا لیکن بعد میں جب وسعت ہو گئی تو وجوبیت کا حکم ختم ہو گیا البتہ مستحب ہونے کا حکم برقرار رہا۔ لہٰذا غسل جمعہ مستحب ہے۔ چنانچہ عکرمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ عراق کی جانب سے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: اے ابن عباس! کیا آپ غسل جمعہ کو واجب کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، لیکن یہ زیادہ طہارت کا باعث ہے اور جو غسل کر لے تو اس کے لیے بہت بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر واجب نہیں۔ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ غسل کیسے شروع ہوا، لوگ محنت و مشقت کیا کرتے تھے، لباس اون کا ہوتا تھا۔ اپنی پیٹھوں پر سامان ڈھوتے اور ان کی مسجد بھی تنگ اور نیچی چھت والی تھی گویا چھپر سا تھا تو ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، دن گرم تھا اور لوگوں کو ان کے اونی لباسوں میں پسینہ آیا ہوا تھا حتی کہ ان سے نامناسب بوئیں نکلیں اور انھیں ایک دوسرے سے بہت اذیت ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بو محسوس کی تو فرمایا: **((اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا وَلْيَمَسَّ اَحَدُكُمْ اَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهٖ وَ طِيْبِهٖ))**

”اے لوگو! جب یہ دن ہوا کرے تو غسل کیا کرو اور جسے عمدہ تیل اور خوشبو میسر ہو، استعمال کرے۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ نے حالات میں بہتری پیدا فرما دی، لوگ اونی لباس چھوڑ کر دوسرے لباس پہننے لگے اور محنت و مشقت کے کاموں سے بھی کفایت ہو گئی۔ مسجد بھی کھلی ہو گئی اور وہ پسینہ جو ایک دوسرے کے لیے اذیت کا باعث تھا ختم ہو گیا۔ [1]

✪ اسی طرح ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے اپنے گھروں سے اور اطراف مدینہ گاؤں سے (مسجد نبوی میں) باری باری آیا کرتے تھے، لوگ گرد و غبار میں چلے آتے، گرد میں اٹے ہوئے اور پسینہ میں شرابور، اس قدر پسینہ ہوتا کہ تھمتا نہیں تھا،

---

[1] ابوداؤد، كتاب الطهارة، باب الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة، رقم: ۳۵۳، وسنده حسن۔

اسی حالت میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ اَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا)) [1] ''کاش تم لوگ اس دن (جمعہ میں) غسل کر لیا کرو۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان وضاحتوں سے معلوم ہوا کہ غسل جمعہ مخصوص حالات میں واجب قرار دیا گیا تھا نہ کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

- سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ اَفْضَلُ)) [2]

''جس نے وضو کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔''

یہ حدیث بھی غسل جمعہ کے عدم وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی جمعہ کے دن غسل کرنا واجب نہیں، اگر کوئی وضو پر اکتفا کر لے تو گناہ کی بات نہیں ہاں وضو کے مقابلے میں غسل کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے کہ اس دوران رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی آیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا: یہ کون سا آنے کا وقت ہے؟ اس نے کہا: آج میں مصروف تھا، گھر پہنچتے ہی میں نے اذان سنی اس کے بعد صرف اتنی تاخیر کی کہ وضو کیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صرف وضو ہی کیا ہے (غسل نہیں)؟ حالانکہ تجھے بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔'' [3]

تاخیر سے آنے والے آدمی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

- سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اسی اثنا میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا بنے گا جو اذان کے بعد تاخیر سے آتے ہیں؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! اذان کے

---

[1] مسلم، کتاب الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة......، رقم: ۸٤۷۔

[2] ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب الرخصة فی ترك الغسل یوم الجمعة، رقم: ۳۵٤ وسنده حسن کما قال شیخنا۔

[3] مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸٤۵

بعد میں نے بلا تاخیر وضو کیا اور پھر مسجد چلا آیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صرف وضو ہی؟ کیا تم نے سنا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ((اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ)) [1] "جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کر لے۔"

اگر چہ اس واقعہ کو وجوب کے قائلین بھی دلیل بناتے ہیں کہ اگر غسل جمعہ واجب نہ ہوتا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اس انداز میں ہرگز نہ ڈانٹے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ بھی عدم وجوب کے قائلین ہی کی دلیل بنتا ہے۔ کیونکہ اگر غسل جمعہ واجب ہوتا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھنے سے قبل غسل کرنے پر مجبور کرتے اور فرماتے کہ جاؤ غسل کر کے آؤ پھر ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہونا جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا حکم دیا ہے یہ حکم اختیار پر دلالت کرتا ہے وجوب پر نہیں، کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ صرف وضو ہی کیا ہے؟ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن غسل کا حکم فرمایا تھا؟ اگر ان دونوں (عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما) کو علم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان وجوب کے لیے ہے، اختیار کے لیے نہیں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو غسل کرنے کے لیے ضرور واپس بھیجتے اور فرماتے کہ لوٹ جاؤ اور غسل کر کے آؤ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی غسل کا واجب ہونا مخفی نہ ہوتا۔ البتہ اس حدیث سے جمعہ کے دن وجوب کے بغیر غسل کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ [2]

بہر حال ہمارے نزدیک راجح یہی ہے واللہ اعلم کہ غسل جمعہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے کیونکہ:

① اسے محض ایک خاص ضرورت کے تحت واجب قرار دیا گیا تھا جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے واضح ہے۔

② سیدنا سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی عدم وجوب پر ہی دلالت کرتی ہے۔

---

[1] ترمذی، کتاب الجمعة، باب ما جاء في الوضوء يوم الجمعة، تحت رقم: ٤٩٧۔

[2] ایضاً۔

③ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ الْغُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔ ❶ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت سے ہے۔

④ جمہور اہل علم کا بھی یہی موقف ہے کہ غسل جمعہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۲۔ غسل جمعہ کا تعلق کس سے ہے؟

غسل جمعہ کا تعلق نماز جمعہ سے ہے یا یوم جمعہ سے؟ اس میں بھی اختلاف ہے۔ ایک موقف یہ ہے کہ چونکہ حدیث میں ہے: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ)) ❷ ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا'' لہٰذا غسل جمعہ کا تعلق یوم جمعہ سے ہے، اس لیے اگر کوئی شخص غروب آفتاب سے ذرا قبل غسل کر لے تو وہ صحیح ہوگا۔ یہ مذہب داؤد ظاہری کا ہے۔

دوسرا موقف یہ ہے کہ اس کا تعلق نماز جمعہ سے ہے اور یہی موقف راجح ہے کیونکہ حدیث میں ہے: ((اِذَا جَآءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)) ❸ ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کر لے۔''

گزشتہ سطور میں غسل جمعہ کی فضیلت کے سلسلے میں ہم نے جو احادیث ذکر کی ہیں ان میں بھی غسل کے ساتھ خطبہ اور نماز کا ذکر ہے لہٰذا غسل جمعہ سے مراد نماز جمعہ کے لیے غسل کرنا ہے اسی لیے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اگر کسی نے نماز جمعہ کے بعد غسل کیا تو وہ شمار نہ ہوگا۔ ❹

۳۔ کیا غسل جمعہ عورتوں کے لیے بھی ہے؟

غسل جمعہ جس طرح مردوں کے لیے مستحب ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی مستحب ہے کہ وہ بھی جمعہ کے لیے آنا چاہیں تو غسل کریں۔ کیونکہ احادیث میں حکم عام ہے جو عورتوں کو بھی شامل ہے، حافظ ابن حبان رحمہ اللہ نے باقاعدہ اس مسئلہ پر باب باندھا ہے کہ عورتوں کے لیے جمعہ کے لیے غسل کرنا مستحب ہے جب وہ اس میں حاضر ہونا چاہیں۔

---

❶ مسند البزار، رقم: ۱۹۳۲۔ قال الهيثمی فی المجمع (۲/ ۳۲۳): رجاله ثقات۔
❷ ابو داؤد، رقم: ۳۴۳۔
❸ مسلم، رقم: ۸۴۵۔
❹ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، فتح الباری: ۲/ ۴۶۱، ۴۶۲۔

۴۔ غسل جمعہ کا وقت

غسل جمعہ کا وقت طلوع فجر سے لے کر نماز جمعہ کے لیے جانے تک ہے، اس دوران کسی بھی وقت غسل کر لیا جائے تو احادیث میں مذکور فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ لیکن بعض اہل علم کہتے ہیں کہ غسل کا مقصد چونکہ نمازیوں کو ناگوار بو سے محفوظ رکھنا اور تنظیف ہے لہٰذا اگر کسی کو خدشہ ہو کہ صبح سویرے غسل کر کے بعد میں پھر آلودہ ہو جائے گا تو اس کے لیے مستحب یہی ہے کہ آخری وقت میں غسل کرے۔ بہر حال اگر کوئی فجر کے وقت غسل کر لے یا نمازِ جمعہ کے لیے جانے سے قبل، جب بھی غسل کر لے گا، درست ہوگا۔

۵۔ غسل جمعہ کا طریقہ

✪ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت جیسا غسل کیا۔ لہٰذا بہتر اور افضل یہی ہے کہ غسل جمعہ بھی غسل جنابت ہی کی طرح کیا جائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ استنجاء وغیرہ کرنے کے بعد پہلے وضو کریں لیکن سر کا مسح نہ کریں اور نہ ہی پاؤں دھوئیں بلکہ انگلیاں پانی میں ڈال کر سر کے بالوں کی جڑوں تک کا اچھی طرح خلال کریں، پھر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ملا کر پانی کے تین چلو سر کے دائیں جانب پھر بائیں اور پھر درمیان میں ڈالیں، اس کے بعد سارے بدن پر اچھی طرح پانی بہائیں اور غسل کریں۔ لیکن یاد رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو اور دیگر تمام کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند تھا لہٰذا غسل میں بھی اس کا خیال رکھیں۔ بعد ازاں غسل والی جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھو لیں۔

غیر ثابت روایات

✪ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن غسل کیا کرو کیونکہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے تو اس کے لیے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' [1]

---

[1] المعجم الاوسط، رقم: ۷۰۸۷۔

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں سوید بن عبدالعزیز ضعیف راوی ہے۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے گناہ اور خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں، پھر جب وہ نماز کے لیے چلنے لگتا ہے تو اس کے لیے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جب وہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر لوٹتا ہے تو اسے دو سو سال کا ثواب دیا جاتا ہے۔'' [1]

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں ضحاک بن حمزہ ہے، جسے ابن معین اور نسائی نے ضعیف کہا ہے، جب کہ ابن حبان نے اسے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ [2]

❁ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جمعہ کے دن غسل کرنا بالوں کی جڑوں تک سے گناہوں کو نکال دیتا ہے۔'' [3]

اس کی سند ضعیف ہے۔ امام حسن بصری مدلس عنعن سے بیان کر رہا ہے جبکہ مسکین ابوفاطمہ ضعیف راوی ہے۔

❁ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز آ گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے ہر جمعہ کو صحبت کرے کیونکہ اس میں اس کو دو اجر ہیں، ایک خود غسل کرنے کا اور دوسرا اپنی بیوی کو غسل کرانے کا۔'' [4]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں ابوعتبہ احمد بن الفرج الحجازی مجرح راوی ہے۔ بالخصوص بقیہ بن ولید کی مرویات میں تو اکذب خلق اللہ ہے۔ [5]

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن غسل فرماتے اور بسا اوقات نہیں فرماتے تھے۔ [6]

یہ روایت منکر ہے، اس کی سند میں محمد بن معاویہ النیسابوری ابوالملیح سے بیان کر رہا ہے۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ابوالملیح الرقی وغیرہ سے اس کی روایات منکر ہیں۔ [7]

---

[1] المعجم الاوسط، رقم: ٤٤١٣۔
[2] مجمع الزوائد: ٢/ ٣٢٤۔
[3] المعجم الکبیر، رقم: ٧٩٩٦۔
[4] شعب الایمان للبیہقی، رقم: ٢٧٣١۔
[5] تاریخ مدینۃ السلام: ٥/ ٥٥٩۔
[6] المعجم الکبیر، رقم: ١٢٩٩٩۔
[7] تاریخ مدینۃ السلام، ٤/ ٤٣٩۔

● سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی جنہیں میں آخری دم تک نہیں چھوڑوں گا: ① سونے سے قبل وتر پڑھنا۔ ② ہر مہینے تین روزے رکھنا۔ ③ اور جمعہ کے دن غسل کرنا۔ [1]

امام بخاری اور دیگر محدثین نے ''جمعہ کے دن غسل کرنا'' والے الفاظ کو امام حسن بصری کا وہم قرار دیا ہے، جب کہ علامہ البانی ان الفاظ کو شاذ کہتے ہیں۔ [2]

● سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر حق ہے مسواک کرنا، جمعہ کے دن غسل کرنا اور خوشبو لگانا اگر اس کے گھر والوں کے پاس ہو۔'' [3]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں یزید بن ربیعہ الصنعانی سخت ضعیف راوی ہے۔

● سیدنا سھل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے حق میں سے ہے: مسواک کرنا، غسل کرنا اور خوشبو لگانا اگر ہو تو۔'' [4]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں یزید بن عیاض کذاب راوی ہے۔

⑤ جمعہ کے دن خوشبو لگانے اور عمدہ لباس پہننے کی فضیلت

جمعہ کے دن صاف ستھرا اور عمدہ لباس پہننا اور خوشبو لگانا بھی اجر و ثواب اور فضیلت والا عمل ہے۔ اس سلسلے میں احادیث گزشتہ سطور میں بیان ہو چکی ہیں۔ یہاں اعادے کی ضرورت نہیں، تاہم خوشبو کے حوالے سے چند باتیں توجہ طلب ہیں:

① خوشبو لگانے کا مقصد سنت رسول پر عمل اور حصول رضائے الٰہی ہونا چاہیے نہ کہ دکھلاوا۔

② جمعہ کے دن مردوں کے لیے خوشبو لگانا مستحب ہے۔

③ خواتین ایسی خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہ نکلیں جو ماحول کو معطر کرنے والی ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب عورت خوشبو لگا کر کسی قوم کے پاس سے گزرتی ہے تاکہ وہ اس کی خوشبو پالیں تو وہ ایسی ایسی ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سخت بات فرمائی۔ [5]

---

[1] احمد: ١٢ / ٤١۔

[2] دیکھیے: التاریخ الکبیر: ٤/ ١٦؛ ارواء الغلیل: ٤/ ١٠١۔

[3] مسند البزار، رقم: ٤١٧١۔ [4] المعجم الکبیر، رقم: ٥٥٩٦۔

[5] ابو داؤد، کتاب الترجل، باب في طیب المراۃ للخروج، رقم: ٤١٧٣، وسندہ حسن۔

❁ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک عورت ملی، آپ نے اس سے عطر کی خوشبو محسوس کی اور اس کی چادر کا پلو غبار بھی اڑاتا آ رہا تھا آپ نے اس سے کہا: اے جبار کی بندی! بھلا تو مسجد سے آئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں: آپ نے کہا: تو کیا اسی کے لیے تو نے خوشبو لگائی تھی؟ کہنے لگی: ہاں۔ کہا: میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو عورت اس مسجد کے لیے خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز قبول نہیں حتی کہ واپس جائے اور اہتمام سے غسل کرے جیسے کہ وہ جنابت سے کرتی ہے۔'' [1]

❁ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس عورت نے خوشبو کی دھونی لی وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء میں شریک نہ ہو۔'' [2]

ان احادیث سے پتا چلتا ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلے خواہ مسجد میں ہی جانا ہو۔

④ ایسے پرفیوم جن میں الکحل ہو ان سے بچنا چاہیے، ہمارے خیال میں ایسے پرفیوم کا شمار کم از کم مشتبہات میں ضرور ہوتا ہے یعنی یہ شبہ والے امور میں سے ضرور ہیں اور ہمیں شبہ والے امور سے بچنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ((اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَ الْحَرَامُ بَيِّنٌ وَ بَيْنَ ذٰلِكَ اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ، لَا يَدْرِيْ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَمِنَ الْحَلَالِ هِيَ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ فَمَنْ تَرَكَهَا اسْتِبْرَاءً لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ فَقَدْ سَلِمَ، وَ مَنْ وَاقَعَ شَيْئًا مِنْهَا، يُوْشِكُ اَنْ يُوَاقِعَ الْحَرَامَ كَمَا اَنَّهٗ مَنْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى، يُوْشِكُ اَنْ يُوَاقِعَهٗ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلَكٍ حِمًى اَلَا وَ اِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ)) [3]

''حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ چیزیں شبہ والی ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے کہ وہ حلال ہیں یا حرام؟ تو جس نے اپنے دین اور عزت کو بچانے کے لیے امور مشتبہ کو چھوڑ دیا تو یقیناً وہ سلامتی میں رہا اور

---

[1] ایضاً، رقم: ٤١٧٤، وسنده حسن۔ [2] ایضاً، رقم: ٤١٧٥، وسنده حسن۔

[3] بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبراء لدینه، رقم: ٥٢، ترمذی، رقم: ١٢٠٥، و اللفظ له۔

جوان مشتبہ امور میں پڑ گیا تو عین ممکن ہے کہ وہ حرام کا بھی مرتکب ہو جائے جیسا کہ وہ چرواہا جو چراگاہ کے اردگرد اپنے جانور چراتا ہے قریب ہے کہ وہ ان کو اس چراگاہ میں داخل کر دے، خبردار! ہر بادشاہ کے لیے ایک چراگاہ (ممنوعہ علاقہ) ہے، اور خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔"

حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی بھی سبب سے انسان کو شبہ ہو جائے کہ یہ چیزیں حلال ہیں یا حرام ہیں۔ دلائل کا باہمی اور ظاہری تعارض سبب ہو یا اہل علم کا اختلاف ہو، کچھ بھی سبب ہو جو بھی ان مشتبہات کو ترک کرے گا تو اس کا دین محفوظ ہوگا۔ [1]

⑤ جمعہ کے دن مساجد میں بھی خوشبو کا اہتمام کرنا چاہیے جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہر جمعہ مسجد کو خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔ [2]

☜ لباس کے سلسلے میں بھی چند باتیں لائق توجہ ہیں:

① جمعہ کے دن عمدہ اور صاف ستھرا لباس پہننے کا مقصد تحدیث نعمت، جمعہ کے ثواب کا حصول اور سنت رسول پر عمل ہونا چاہیے، تکبر اور دکھلاوا مقصود نہ ہو۔

② لباس پردہ پوش اور ساتر ہو ایسا پتلا یا شفاف نہ ہو کہ پہننے کے باوجود جسم کی سلوٹیں اور مقاماتِ ستر سب کچھ نظر آتا رہے۔

③ لباس فاخرانہ اور متکبرانہ نہ ہو اور نہ ہی اپنی حیثیت سے بڑھ کر ہو، کیونکہ یہ سب باتیں تقویٰ کے خلاف ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ [3]

"اور تقویٰ کا لباس یہ بہتر ہے۔"

④ مرد کا لباس عورت کے لباس سے اور عورت کا لباس مرد کے لباس سے مشابہت نہ رکھتا ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی ہے جو عورتوں کا سا لباس پہنے اور اس عورت

---

[1] مقالات نور پوری، ص ۵۹، ۶۰۔

[2] مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوۃ، باب فی تخلیق المساجد، رقم: ۷۵۲۳، وسندہ حسن۔

[3] الاعراف: ۲۶۔

پر جو مردوں کا سا لباس پہنے۔'' [1]

⑤ مرد ریشمی لباس نہ پہنیں کیونکہ یہ حرام ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے تاہم عورتوں کے لیے ریشمی لباس پہننے میں کوئی ممانعت نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی لباس دیکھا جو مسجد کے دروازے کے پاس بیچا جا رہا تھا تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول: اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن زیب تن فرمایا کریں یا جب آپ کے پاس وفود آتے ہیں تو ان کے استقبال کے لیے پہنا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی طرح کے مزید جوڑے آئے تو آپ نے ان میں سے ایک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی عنایت فرمایا تو وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے یہ دے رہے ہیں حالانکہ عطارد کے سوٹ کے متعلق آپ جو فرما چکے ہیں وہ فرما چکے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمھیں یہ اس لیے نہیں دے رہا کہ تم خود پہنو۔'' چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے وہ سوٹ اپنے بھائی کو دے دیا جو مشرک تھا اور مکہ میں رہتا تھا۔ [2]

⑥ مردوں کا لباس ٹخنوں سے نیچے نہ ہو کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اسی لیے اس کی ممانعت میں بکثرت احادیث مروی ہیں۔

⑦ روزمرہ کے لباس کے علاوہ حسب استطاعت خاص جمعہ کے لیے لباس بنا کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن منبر پر یہ فرماتے سنا: ((مَا عَلٰی اَحَدِکُمْ لَوِاشْتَرٰی ثَوْبَیْنِ لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰی ثَوْبِ مِهْنَتِهٖ)) [3]

''کیا حرج ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے بنا لے؟''۔

✪ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن لوگوں سے خطاب فرمایا تو

---

[1] ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، رقم: ٤٠٩٨، وسندہ صحیح۔

[2] ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب اللبس للجمعة، رقم: ١٠٧٦؛ بخاری، رقم: ٨٨٦۔

[3] ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی الزینة یوم الجمعة، رقم ١٠٩٥، حسن۔

آپ نے دیکھا کہ انھوں نے (روزمرہ استعمال کی) چادریں اوڑھ رکھی ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا عَلٰی اَحَدِکُمْ اِنْ وَجَدَ سَعَةً اَنْ یَتَّخِذَ ثَوْبَیْنِ لِجُمُعَةٍ سِوٰی ثَوْبَیْ مِهْنَتِهٖ)) [1]

''کیا حرج ہے کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے پاس گنجائش ہو تو وہ کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے کپڑے بنا لے۔''

⑧ جمعہ کے لیے ویسے تو جو بھی اچھا اور صاف ستھرا لباس میسر ہو پہنا جا سکتا ہے لیکن اگر یہ لباس سفید رنگ میں ہو تو زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ، وَکَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ، وَاِنَّ خَیْرَ اَکْحَالِکُمُ الْاِثْمِدُ، یَجْلُو الْبَصَرَ، وَیُنْبِتُ الشَّعْرَ)) [2]

''تم سفید کپڑے پہنا کرو یہ تمہارے سب لباسوں میں بہتر لباس ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو اور تمہارے سرموں میں سے بہتر سرمہ اثمد ہے جو بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال اگاتا ہے۔''

سفید لباس کو بہترین لباس کہنے کی ایک حکمت تو یہ ہو سکتی ہے کہ یہ خوبصورت اور باوقار ہوتا ہے اور دوسرا اس میں میل کچیل کا جلدی پتا چل جاتا ہے اس لیے اسے جلدی دھو بھی لیا جاتا ہے اور زیادہ توجہ سے دھویا جاتا ہے۔ جس کی بنا پر یہ زیادہ پاک صاف رہتا ہے۔ اسی لیے ایک دعا میں بھی یہی فرمایا گیا کہ یا اللہ! مجھے گناہوں سے یوں پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک صاف کیا جاتا ہے۔'' [3]

⑤ جمعہ کے خطبے کی فضیلت

جمعہ کا خطبہ سننا بھی بڑے اجر و ثواب اور فضیلت والا عمل ہے۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَةُ عَلٰی بَابِ

---

[1] ایضاً، رقم: ١٠٩٦، حسن۔

[2] ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الکحل، رقم: ٣٨٧٨، و سندہ حسن۔

[3] بخاری، رقم: ٧٤٤۔

الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً، ثُمَّ كَالَّذِيْ يُهْدِيْ بَقَرَةً، ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً، ثُمَّ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ)) [1]

''جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر جمعہ کے لیے آنے والوں کے ترتیب سے نام لکھتے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے آنے والا اونٹ کی قربانی دینے والے کی مانند لکھا جاتا ہے پھر گائے کی قربانی دینے والے کی مانند پھر مینڈھے، پھر مرغی اور پھر انڈے کی قربانی دینے کا ثواب ملتا ہے لیکن جب امام خطبہ دینے کے لیے باہر نکلتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور توجہ سے خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔''

اس حدیث سے خطبہ جمعہ کی اہمیت وفضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خطبہ سننے کے لیے آنے والے سامعین کا اجر وثواب لکھنے کے لیے خاص طور پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور پھر درجہ بدرجہ ہر کسی کا ثواب لکھتے جاتے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے آنے والے کے لیے اونٹ کی قربانی، اس کے بعد آنے والے کے لیے گائے، پھر مینڈھے پھر مرغی حتی کہ انڈہ تک صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اللہ کی راہ میں ایک اونٹ، گائے یا مینڈھا وغیرہ قربان کرنا کوئی معمولی کام نہیں، محض تھوڑی سی محنت کر کے انسان اتنے عظیم عمل کا ثواب حاصل کر سکتا ہے اور یہ ثواب صرف انھیں کے حصے میں آتا ہے جو خطبہ جمعہ سننے کے لیے خطبہ شروع ہونے سے پہلے پہلے مسجد میں آتے ہیں۔ لہٰذا خطبہ سننا بھی ایک عظیم نیکی ہے۔ کتنا خوش بخت ہے وہ انسان جو ہر جمعہ مذکورہ بالا چیزوں میں سے کسی نہ کسی کی قربانی کرے۔

✪ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ: رَجُلٌ حَضَرَهَا يَلْغُوْ وَهُوَ حَظُّهُ مِنْهَا، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا يَدْعُوْ، فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوْتٍ وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا، فَهِيَ كَفَّارَةٌ إِلَى

---

[1] بخاری، کتاب الجمعة، باب الاستماع الی الخطبة یوم الجمعة، رقم: ۹۲۹۔

الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا وَزِيَادَةِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾)) [1]

"جمعہ میں تین طرح کے لوگ آتے ہیں: ایک وہ شخص جو لغو کام کرتا ہے اس کا یہی حصہ ہے۔ دوسرا دعا کے لیے آتا ہے، یہ دعا کرتا ہے اللہ چاہے تو عطا فرمائے اور چاہے تو محروم رکھے۔ اور تیسرا وہ شخص جو خاموشی سے سنتا اور سکوت اختیار کرتا ہے۔ کسی مسلمان کی گردن پھلانگتا ہے نہ کسی کو ایذا دیتا ہے، اس آدمی کے لیے یہ جمعہ آئندہ جمعہ تک کے لیے اور مزید تین دن کے لیے کفارہ ہے۔ اور یہ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [2]

"جو ایک نیکی لایا اس کے لیے اس جیسی دس نیکیاں ہیں۔"

□ خطبہ جمعہ کے احکام و مسائل

خطبہ جمعہ کے مسائل کو ہم دو اقسام میں تقسیم کریں گے۔ ایک وہ جن کا تعلق امام و خطیب سے ہے اور دوسری قسم ان مسائل کی ہے جن کا تعلق سامعین سے ہے۔

پہلی قسم

وہ مسائل جن کا تعلق امام و خطیب سے ہے۔ درج ذیل ہیں:

ا۔ خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے

خطیب کو چاہیے کہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دے، بلا وجہ بیٹھ کر خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ رشاد فرما رہے تھے کہ ملک شام سے ایک تجارتی قافلہ آیا تو لوگ اس کی طرف چلے گئے حتی کہ صرف بارہ آدمی رہ گئے، اس پر اللہ نے سورۃ الجمعۃ میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ [3]

---

[1] ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب الکلام والامام یخطب، رقم: ۱۱۱۳، وسندہ حسن۔

[2] الانعام: ۱۶۰

[3] ۶۲/الجمعۃ: ۱۱۔

''اور جب انھوں نے تجارت یا کھیل تماشا دیکھا تو ادھر بھاگ اٹھے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔'' [1]

❁ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے دیکھا کہ عبدالرحمن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے تو انھوں نے فرمایا: اس خبیث کی طرف دیکھو کہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾

''اور جب انھوں نے تجارت یا کھیل تماشا دیکھا تو ادھر بھاگ اٹھے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔'' [2]

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو کر (دوسرا) خطبہ دیتے، جو تجھے کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے تو یقیناً اس نے جھوٹ بولا اور بے شک اللہ کی قسم ہے! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں ادا کی ہیں۔ [3]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دینا ہی سنت ہے۔ البتہ اگر کوئی عارضہ لاحق ہو مثلاً بیماری وغیرہ تو ایسی صورت میں بیٹھ کر دینے کا جواز ہے تاہم بلا وجہ بیٹھ کر خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔ ابو اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر خطبہ دیا تھا اور لوگوں کے سامنے اپنا یہ عذر بیان کیا کہ میرے پاؤں میں تکلیف ہے۔ [4]

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سب سے پہلے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایجاد کیا۔ [5]

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بڑھاپے یا کسی مرض کی بنا پر

---

[1] مسلم، کتاب الجمعة، باب فی قوله تعالیٰ (واذا رأوه تجارة......)، رقم: ٨٦٣۔
[2] ایضاً، رقم: ٨٦٤۔
[3] ایضاً، باب ذکر الخطبتین قبل الصلاة......، رقم: ٨٦٢۔
[4] مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الاوائل، رقم: ٣٧٠٤٢ و سنده صحیح۔
[5] السنن الکبری للبیهقی، کتاب الجمعة، رقم: ٥٧٠٧، و سنده صحیح۔

بیٹھے ہوں۔ بہر حال کسی عارضے کے سبب بیٹھ کر خطبہ دینا جائز ہے بصورت دیگر خلافِ سنت ہے۔

۲۔ خطبہ کے لیے منبر کیسا ہو؟

رسول اللہ ﷺ کا منبر لکڑی کا تھا جس کی تین سیڑھیاں تھیں، آپ ﷺ تیسری سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن خطبہ کے لیے ایک درخت کے پاس یا کھجور کے درخت کے پاس کھڑے ہوتے، پھر ایک انصاری عورت نے یا کسی صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہ ہم آپ کے لیے ایک منبر تیار کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ((اِنْ شِئْتُمْ)) "اگر تم چاہو (تو کر دو)"۔ چنانچہ انھوں نے آپ کے لیے ایک منبر تیار کر دیا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو آپ اس منبر پر تشریف لے گئے، اس پر اس کھجور کے تنے سے بچے کی طرح رونے کی آواز آنے لگی۔ آپ ﷺ منبر سے اترے اور اسے اپنے گلے سے لگایا جس طرح بچوں کو چپ کرانے کے لیے لوریاں دیتے ہیں، آپ نے بھی اسے اسی طرح چپ کرایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ((كَانَتْ تَبْكِيْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا)) [1]

"یہ اس لیے رو رہا تھا کہ وہ اللہ کے اس ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے پاس ہوتا تھا۔"

❁ سیدنا سھل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ آئے، ان کا آپس میں اس بات پر اختلاف تھا کہ منبر نبوی کی لکڑی کس درخت کی تھی۔ اس لیے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ منبر نبوی کس لکڑی کا تھا، پہلے دن جب وہ رکھا گیا اور سب سے پہلے جب اس پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ میں ان سب باتوں کو جانتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی فلاں عورت کے پاس جس کا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے نام بھی بتایا تھا، آدمی بھیجا کہ وہ اپنے بڑھئی غلام سے میرے لیے لکڑی جوڑ دینے کے لیے کہیں تاکہ جب مجھے لوگوں سے کچھ کہنا ہو تو اس پر بیٹھا کروں۔

---

[1] بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم: ٣٥٨٤۔

چنانچہ اس نے اپنے غلام سے کہا اور وہ اسے "طرفاء الغابہ" (جنگل کی ایک لکڑی، جھاو) سے بنا کر لے آیا۔ انصاری خاتون نے اسے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے اسے یہاں رکھوایا، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی پر (کھڑے ہو کر) نماز پڑھائی اور اسی پر تکبیر کہی، اسی پر رکوع کیا، پھر الٹے پاؤں لوٹے اور منبر کی جڑ میں نیچے سجدہ کیا اور پھر دوبارہ اسی طرح کیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے فرمایا: ((اَيُّهَا النَّاسُ ! اِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا بِيْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِيْ)) [1]

"اے لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا تا کہ تم میری پیروی کرو اور میری طرح نماز پڑھنا سیکھ لو۔"

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہوتے تو اپنی پشت مبارک کی ٹیک اس تنے پر لگاتے جو مسجد میں تھا۔ ایک دفعہ آپ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے کہ ایک رومی شخص آیا اس نے کہا: کیا میں آپ کے لیے کوئی ایسی چیز نہ بنا دوں جس پر آپ بیٹھیں تو ایسا لگے کہ جیسے آپ کھڑے ہیں؟ چنانچہ اس نے دو سیڑھیوں والا منبر بنایا جب کہ تیسری پر آپ بیٹھتے تھے، جب نبی ﷺ اس پر بیٹھے تو وہ تنا رسول اللہ ﷺ کے غم کی وجہ سے بیل کی طرح آواز نکالنے لگا حتی کہ مسجد گونج گئی، آپ ﷺ منبر سے اتر کر اس کی طرف گئے اور اسے اپنے سینے کے ساتھ چمٹا لیا اس سے بیل کی سی آواز آ رہی تھی جب رسول ﷺ نے اسے چمٹا لیا تو وہ خاموش ہو گیا جب وہ خاموش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ ! لَوْ لَمْ اَلْتَزِمْهُ لَمَا زَالَ هٰكَذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَزَنًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) "اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اگر میں اسے نہ چمٹاتا تو یہ قیامت تک رسول اللہ ﷺ کے غم میں یونہی (روتا) رہتا۔" پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے دفن کر دیا گیا۔ [2]

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب قدرے بھاری ہو گئے تو

---

[1] بخاری، کتاب الجمعة، باب الخطبه علی المنبر، رقم: ۹۱۷۔

[2] سنن دارمی، المقدمة، باب ما اکرم النبی ﷺ بحنین المنبر، رقم: ۴۲؛ ابن خزیمة، رقم: ۱۷۷۷، و سندہ حسن۔

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے لیے منبر نہ بنا لاؤں؟ جو آپ کے وجودِ اطہر کو اٹھایا کرے؟ (یعنی آپ اس پر تشریف فرما ہوا کریں) آپ نے فرمایا: ((نَعَمْ)) "ہاں"۔ چنانچہ وہ دو سیڑھیوں والا منبر بنا لائے۔ [1]

☆ اس روایت میں ہے کہ منبر رسول دو سیڑھیوں پر مشتمل تھا۔ پچھلی روایت میں تین سیڑھیوں کا ذکر ہے تو بات یہ ہے کہ دو سیڑھیوں کا ذکر کرنے والے راوی نے اس تیسری سیڑھی کا ذکر نہیں کیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے۔

☆ علاوہ ازیں منبر نبوی کس نے تیار کیا تھا؟ اس سلسلے میں بھی روایات مختلف ہیں، سیدنا سھل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ لکڑی کا یہ منبر ایک انصاری عورت کے غلام نے تیار کیا تھا، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایک رومی شخص جبکہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

تو ممکن ہے کہ یہ تمام حضرات ہی منبر کی تیاری میں کسی نہ کسی طریقے سے شریک ہوئے ہوں جیسا کہ فتح الباری میں ہے۔ [2] یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ منبر تیار کیے گئے ہوں یا پھر یہ کہ مختلف ادوار میں مختلف لوگوں نے بنائے ہوں۔ واللہ اعلم۔

☆ اسی طرح منبر تیار کرنے کے اسباب بھی مختلف ذکر کیے گئے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے درخت کے پاس جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے تھے اس پر ایک انصاری عورت نے آپ کے لیے منبر تیار کرنے کی خواہش کا اظہار کیا، آپ نے اجازت فرمائی تب یہ منبر تیار کیا گیا۔

سیدنا سھل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ خود آپ نے انصاری عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اپنے بڑھئی غلام سے میرے لیے منبر تیار کروائے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایک رومی شخص کا ذکر ہے کہ اس نے آپ کے لیے منبر تیار کرنے کی اجازت مانگی کہ جس پر اگر آپ بیٹھیں تو یوں لگے جیسے کھڑے ہیں۔

---

[1] ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب اتخاذ المنبر، رقم: ۱۰۸۱، و سندہ حسن۔

[2] دیکھیے: ۲/ ۵۱۳۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب آپ کا وجود اطہر قدرے بھاری ہو گیا تو سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے لے منبر بناتا ہوں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوں۔

تو عین ممکن ہے کہ منبر نبوی مختلف اسباب کی بنا پر تیار کیا گیا ہو یا مختلف ادوار میں مختلف اسباب ہوں۔ اسی طرح مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی منبر تیار کرنے کی خواہش ظاہر کی ہو اور آپ نے بھی اس کا اظہار فرمایا ہو۔ واللہ اعلم

۳۔ لاٹھی وغیرہ کا سہارا لے کر خطبہ دینا

خطیب کے لیے مسنون ہے کہ ہاتھ میں لاٹھی یا کمان پکڑ کر خطبہ دے۔ جناب شعیب بن رزیق طائفی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک صاحب کے ہاں بیٹھا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت تھی۔ انہیں حکم بن حزن کلفی کہا جاتا تھا۔ وہ ہم سے بیان کرنے لگے کہ میں ایک وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حاضر ہوا۔ میں سات میں سے ساتواں یا نواں فرد تھا۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں، ہمارے لیے دعائے خیر فرمائیے۔ آپ نے ہمارے لیے کسی قدر کھجوروں کا حکم دیا، حالت ان دنوں بہت کمزور تھی۔ ہم آپ کے یہاں کئی دن مقیم رہے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا موقع بھی ملا۔ آپ ایک لاٹھی یا کمان کا سہارا لیے ہوئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کیا، آپ کے الفاظ مختصر، پاکیزہ اور بابرکت تھے، پھر فرمایا: ”لوگو! جو احکام تمہیں دیے جاتے ہیں تم ان سب (پر عمل کرنے) کی طاق نہیں رکھتے یا (فرمایا) انہیں ہرگز نہیں کر سکتے اور لیکن استقامت واعتدال اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ۔“ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطیب خطبہ کے وقت ہاتھ میں لاٹھی یا کمان وغیرہ پکڑے کیونکہ یہ مسنون عمل ہے بلکہ بعض اہل علم تو اس کی یہ حکمت بھی بیان کرتے ہیں کہ اس سے خطیب کو سہارا ملتا ہے۔ ہاتھ بے فائدہ حرکت کرنے سے بچے رہتے ہیں۔ نیز اس سے تھکاوٹ کا احساس بھی پیدا نہیں ہوتا۔

طلحہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو منبر پر یہ آیت

---

[1] ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الرجل یخطب علی قوس، رقم: ۱۰۹۶، وسندہ حسن۔

پڑھتے ہوئے سنا: ﴿وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ﴾ "اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے آگے فرمانبردار ہو جاؤ۔" اور ان (عمر بن عبدالعزیز) کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ [1]

۴۔ اندازِ خطابت کیسا ہونا چاہیے؟

خطیب کو چاہیے کہ اپنے خطبہ کا انداز سنتِ رسول ﷺ کے مطابق ڈرانے والا اور خبر دار کرنے والا رکھے، اور خطبہ میں اِدھر اُدھر کی باتیں سنا کر ٹائم پاس نہ کرے۔ کوشش کرے کہ اپنے خطبہ میں زیادہ سے زیادہ قرآنی آیات اور صحیح احادیث بیان کرے۔

آپ ﷺ کے خطبہ کا انداز بیان کرتے ہوئے صحابی رسول سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا اور آواز بلند ہو جاتی اور آپ کا جوش پورے جوبن پر آ جاتا، ایسا لگتا کہ جیسے آپ کسی لشکر (برے حالات) سے ڈرا رہے ہیں کہ دشمن کا لشکر صبح کو حملہ کرنا چاہتا ہے یا شام کو۔ اور آپ ﷺ فرماتے ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) "میں اور قیامت ان دو (انگلیوں) کی طرح بھیجے گئے ہیں۔" اور آپ اپنی شہادت اور درمیانی انگلی کو ملاتے اور آپ ﷺ فرماتے:

((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) "اما بعد! پس بے شک بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے اور بدترین امور بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔" پھر فرماتے ((أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ أَوْ عَلَيَّ)) "میں ہر مومن کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں، جس شخص نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض یا اہل و عیال چھوڑا تو وہ میرے ذمہ ہے۔" [2]

✺ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن نبی ﷺ کا خطبہ یوں ہوتا تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے پھر اس کے بعد دوسری گفتگو فرماتے اتنی دیر میں آپ

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة: ٤/ ٨٣، و سنده حسن۔

[2] مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، رقم: ٨٦٧۔

کی آواز مبارک بلند ہو جاتی تھی۔ [1]

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپ کا خطبہ درمیانہ درمیانہ ہوتا تھا، آپ قرآن کریم کی آیتیں تلاوت فرمایا کرتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔ [2]

❁ سیدہ ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سال، دو سال یا کم و بیش، ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور ایک ہی تھا اور میں نے سورت ﴿قٓ و القرآن المجید﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر ہی سے سن کر یاد کی ہے۔ آپ ہر جمعہ کے خطبہ میں اس سورت کو منبر پر پڑھا کرتے تھے۔ [3]

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے ہوا کرتے تھے آپ ان دونوں کے درمیان بیٹھا کرتے تھے۔ آپ قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ [4]

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو اس خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ((لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ، وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ)) [5]

"جس کے لیے امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کے لیے عہد نہیں اس کا دین نہیں۔"

۵۔ خطبہ کا آغاز کیسے کریں؟

خطبہ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے ہونا چاہیے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر وہ خطبہ جس میں تشہد (حمد و ثنا) نہ ہو، وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی مانند ہے۔" [6]

---

[1] مسلم، کتاب الجمعة، باب التغلیظ فی ترك ......، رقم: ۸٦۷۔

[2] ابو داؤد، کتاب الصلوة، باب الرجل یخطب علی قوس، رقم: ۱۱۰۱، صحیح۔

[3] کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة و الخطبة......، رقم: ۸۷۳۔

[4] مسلم کتاب الجمعة، باب ذکر الخطبتین، رقم: ۸٦۲۔

[5] ابن حبان، رقم: ۱۹٤، و سنده صحیح۔

[6] ترمذی، رقم: ۱۱۰٦، و سنده صحیح۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ یوں ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے۔ [1]

حمد و ثنا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود بھیجا جائے، سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور فرمایا: اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے نمبر پر عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے بھلائی عطا فرماتا ہے۔ [2]

خطبہ مسنونہ کے الفاظ یہ ہیں: ((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَمَّا بَعْدُ!)) [3]

''بلاشبہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اما بعد!

((اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) [4]

''حمد و ثنا کے بعد! یقیناً بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور بدترین امور بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

٦۔ انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا

دوران خطبہ لوگوں کو سمجھانے یا متوجہ کرنے کے لیے شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنا

---

[1] مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة و الخطبة، رقم: ٨٦٧۔

[2] احمد: ٢/ ٢٠٢، و سندہ صحیح۔

[3] مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة و الخطبة: ٨٦٨۔

[4] ایضاً، رقم: ٨٦٧۔

کافی ہے۔ سیدنا عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن مروان کو منبر پر خطبہ کے دوران دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو تباہ کرے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف انگشتِ شہادت سے اشارہ کیا کرتے تھے۔ [1]

اس حدیث سے پتا چلا کہ دورانِ خطبہ لوگوں کو سمجھانے یا متوجہ کرنے کے لیے خطیب کا انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا ہی کافی ہے اور یہی مسنون طریقہ ہے، اس کے علاوہ اپنے ہاتھ ہلا ہلا کر لوگوں سے خطاب کرنا خلاف سنت اور خلافِ آدابِ جمعہ ہے۔

۷۔ خطبہ زیادہ لمبا نہ ہو

خطیب کو چاہیے کہ خطبہ جمعہ اپنے دیگر خطبات کی بنسبت چھوٹا اور مختصر رکھے، بے جا طوالت سے بچے کیونکہ مختصر بات یاد رکھنی اور ذہن نشین کرنی آسان ہوتی ہے۔ عربی کا مقولہ ہے: ''خَیْرُ الْكَلَامِ قَلَّ وَ دَلَّ'' بہترین کلام وہ ہے جو مختصر اور جامع ہو۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خطبے مختصر رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ [2]

- سیدنا جابر بن سمرہ السوائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز وعظ کو لمبا نہیں کرتے تھے بس وہ چند مختصر کلمات ہوتے تھے۔ [3]

- ابووائل کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا جو مختصر اور بلیغ تھا، جب وہ منبر سے اترے تو ہم نے کہا: اے ابوالیقظان! آپ نے نہایت مختصر اور بلیغ خطبہ پڑھا ہے اگر میں ہوتا تو خطبہ ذرا لمبا کر دیتا، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ((اِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَ قِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهٖ فَاَطِیْلُوا الصَّلَاةَ وَاقْصِرُوا الْخُطْبَةَ، وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا)) [4]

''بے شک آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ مختصر کرنا اس کی فقاہت کی دلیل ہے لہٰذا

---

[1] مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة...... ، رقم: ۸۷٤۔

[2] ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب اقصار الخطب، رقم: ۱۱۰٦، وسنده حسن۔

[3] ایضاً، رقم: ۱۱۰۷، و سنده حسن۔

[4] مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة......، رقم: ۸٦۹۔

تم اپنی نماز لمبی پڑھو اور خطبہ مختصر رکھو اور بے شک بعض بیان جادو کی تاثیر رکھتے ہیں۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ چھوٹا اور مختصر ہی ہونا چاہیے یہی سنت ہے۔ تاہم یہ کتنا مختصر ہو؟ اس سلسلے میں سیدہ ام ہشام کی روایت جو صحیح مسلم (۸۷۳) کے حوالے سے پیچھے گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ خطبہ جمعہ میں منبر پر سورہ قٓ پڑھا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس کے آغاز میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بھی بیان فرماتے تھے۔ لہٰذا اس سے خطبہ کی طوالت اور اختصار کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کی آواز کا بلند ہونا اور آنکھوں کا سُرخ ہونا اتنی جلدی تو ممکن نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کیفیت پیدا ہونے میں کچھ وقت تو لگتا ہے۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ آج کل کے حساب سے آدھ گھنٹہ یا کچھ کم وبیش کا خطبہ مناسب اور مختصر ہے۔ اس سے زیادہ جیسا کہ بعض خطیب حضرات گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ خطاب جاری رکھتے ہیں اور پانچ منٹ میں نماز پڑھا دیتے ہیں یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

۸۔ اگر خطبہ کا تسلسل توڑنا پڑے؟

اگر کسی خاص ضرورت کے تحت خطبے کا تسلسل ٹوٹ جائے یا توڑنا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ سیدنا ابورفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور میں آپ کے قریب جا کر بیٹھ گیا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایک مسافر آدمی دین کی معلومات لینے حاضر ہوا ہے۔ اسے دینی احکام کی کوئی خبر نہیں۔ سیدنا ابورفاعہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوئے پھر ایک کرسی لائی گئی میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔ آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے اور جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمایا تھا وہ مجھے سمجھانے لگے۔ فارغ ہو کر آپ دوبارہ خطبہ کے لیے تشریف لے گئے اور اسے آخر تک مکمل کیا۔ ❶

✪ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے اتنے

---

❶ مسلم، کتاب الجمعة، باب حدیث التعلیم فی الخطبة، رقم: ۸۷٦۔

میں سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما آ گئے انھوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں وہ گرتے پڑتے ہوئے آ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے انھیں اٹھایا پھر انھیں لے کر دوبارہ منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا: ((صَدَقَ اللّٰهُ، ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾، رَأَيْتُ هٰذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ)) ''اللہ نے سچ فرمایا ہے کہ بے شک تمھارا مال اور تمھاری اولاد آزمائش ہیں۔'' [1] میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا'' اس کے بعد آپ نے دوبارہ خطبہ دینا شروع کر دیا۔ [2]

۹۔ غیر عربی میں خطبہ دینا

خطبہ جمعہ کا مقصد تذکیر اور وعظ و تبلیغ ہے، لہٰذا یہ اسی زبان میں ہونا چاہیے جو لوگوں کی سمجھ میں آ سکے۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپ کا خطبہ درمیانہ درمیانہ ہوتے تھے۔ آپ قرآن مجید کی چند آیات تلاوت فرماتے ((وَيُذَكِّرُ النَّاسَ)) اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ [3]

اس حدیث میں کتنے واضح الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يُذَكِّرُ النَّاسَ)) لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ خطبہ کا مقصد تذکیر اور وعظ و نصیحت ہے۔ بعض الناس کہتے ہیں کہ جمعہ کا خطبہ غیر عربی زبان میں جائز نہیں، بدعت ہے۔ اور کہتے ہیں کہ کیونکہ خطبہ کا اصل مقصد ذکر اللہ ہے نہ کہ تذکیر اور وعظ و تبلیغ۔

لیکن مذکورہ حدیث بعض الناس کے اس دعویٰ کی تردید کر رہی ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ نماز جس میں اصل ذکر و اذکار اور مناجات مقصود ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ [4] ''اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔'' صحیح مسلم میں ہے: ((اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، اِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَ التَّكْبِيْرُ وَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ)) [5]

---

[1] الانفال: ۲۸۔

[2] ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الامام یقطع الخطبۃ......، رقم: ۱۱۰۹، و سندہ حسن۔

[3] ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الخطبۃ قائما، رقم: ۱۰۹۴ و سندہ صحیح۔

[4] طٰہٰ: ۱۴۔ [5] مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام......، رقم: ۵۳۷۔

''بے شک یہ نماز ایسی چیز ہے جس میں لوگوں کی سی عام بات چیت جائز نہیں اس میں تو درحقیقت تسبیح، تکبیر اور قرأت قرآن ہے۔''

اب نماز جس میں اصل مناجات مقصود ہیں، اس کے متعلق ان حضرات کا نظریہ ہے کہ یہ غیر عربی زبان میں جائز ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے: **فان افتتح الصلاة بالفارسية او قرأ فيها بالفارسية او ذبح و سمى بالفارسية وهو يحسن العربية اجزأه عند ابى حنيفة۔** [1]

پس اگر فارسی زبان میں نماز شروع کر دیں یا نماز میں فارسی زبان کے ساتھ قرأت کریں یا جانور ذبح کرتے وقت فارسی میں تکبیر کہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جائز ہے۔ جب کہ وہ شخص عربی اچھی جانتا ہو۔

یعنی نماز غیر عربی میں جائز ہے لیکن خطبہ جس میں اصل مقصود وعظ و تبلیغ ہے وہ جائز نہیں بدعت ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عمر فاروق سعیدی ﷾ رقمطراز ہیں:

خطبے کی جملہ احادیث سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ اس عمل میں مقصود و مطلوب سامعین کو وعظ و تذکیر ہے۔ اس لیے اگر سامعین عجمی ہوں، عربی نہ سمجھتے ہوں تو انہیں ان کی زبان میں وعظ کیا جائے۔ اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ پھر نماز میں بھی ترجمہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ خطبہ عبادت کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت بھی ہے جبکہ نماز خالص عبادت ہے۔ اس میں ذکر اور قرآن کی تلاوت متعین ہے۔ ''ذکر اور تذکیر'' میں فرق ہے۔ جیسے کہ قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ہے وہ محض ترجمانی ہے۔ اس لیے نماز کو خطبے پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ عجوبہ یہ ہے کہ ان حضرات نے نماز تو۔۔۔ ایک روایت کے مطابق۔۔۔ عجمی زبان میں جائز کر دی، مگر خطبے کے لیے یہ گنجائش نہ نکال سکے۔

اصحاب الحدیث کے خطبات جمعہ وعیدین بحمد اللہ سنت کے عین مطابق، نبوی خطبات کے عربی الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات اور اکثر احادیث بھی عربی میں

---

[1] الهداية: ١/ ١٨٦، ١٨٧۔

پڑھی جاتی ہیں اور ساتھ ساتھ سامعین کی زبان میں معانی ومفاہیم بیان کیے جاتے ہیں۔ واللہ ولی التوفیق۔ [1]

عالم اسلام کی معروف علمی شخصیت شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ خطیب کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ خطبہ کسی ایسی زبان میں دے جسے اس کے سوا دیگر حاضرین سمجھتے ہی نہ ہوں، مثلاً اگر حاضرین عرب نہیں ہیں اور وہ عربی زبان نہیں سمجھتے تو وہ ان کی زبان میں خطبہ دے کیونکہ زبان ان کے لیے وسیلہ بیان ہے اور خطبہ سے مقصود یہ ہے کہ بندگانِ الٰہی کے سامنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حدود کو بیان کیا جائے اور انہیں وعظ ونصیحت کی جائے البتہ واجب ہے کہ آیات قرآنی کو عربی زبان ہی میں پڑھا جائے اور پھر ان لوگوں کی زبان میں ان کی تفسیر بیان کی جائے اس بات کی دلیل کہ قوم کی زبان اور لغت کے مطابق خطبہ دیا جائے، یہ آیت کریمہ ہے۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ [2]

''اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کی قومی زبان کے ساتھ تاکہ انھیں (اللہ کے احکام) کھول کھول کر بتا دے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ وسیلہ بیان وہ زبان ہونی چاہیے جسے مخاطب سمجھتے ہوں۔ [3]

ہمارے شیخ مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

خطبہ کا مقصود سامعین وحاضرین کو وعظ ونصیحت ہے جس بیان میں افہام (سمجھانا) نہ ہو وہ وعظ ہی نہیں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ والسلام کو ان کی قوم کی زبان سمجھا کر بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے کوئی بھی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی قومی زبان کے ساتھ تاکہ وہ ان کے سامنے وضاحت سے بیان کر دے۔'' [4]

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ خطاب کرنے والے حضرات کا خطبہ تب ہی مؤثر ہوگا

[1] سنن ابو داؤد: ۱/ ۷۷۷۔ [2] ابراهيم: ٤۔

[3] فتاویٰ ارکان اسلام، ص ٣٢٤، ٣٢٥۔ [4] ابراهيم: ٤۔

جب وہ سامعین کی زبان میں ہوگا اور اگر سامعین کی زبان کچھ اور ہو اور خطیب کی کچھ، تو سامعین کو اس وعظ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور مقصود فوت ہو جائے گا۔ صحیح مسلم وغیرہ میں خطبہ جمعہ کی حدیث میں ہے: ((يَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَ يُذَكِّرُ النَّاسَ)) رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ کرتے۔ اور ظاہر ہے کہ افہام (سمجھانا) نہ ہو تو وعظ ہی نہیں ہوتا اور لفظ خطبہ بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ سامعین کی زبان کا لحاظ رکھنا چاہیے کیونکہ خطبہ خطاب سے ہے اور خطاب پر صرف عربی زبان کی پابندی اصل مقصود کو فوت کرتی ہے جو خطاب سے مقصود ہوتا ہے۔ فتاوی شامی: ۱/ ۵۴۳ میں مذکورہ مسئلہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ''مصنف نے خطبہ کے عربی میں ہونے کی قید نہیں لگائی کیونکہ باب صفۃ الصلاۃ میں گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ شرط نہیں خواہ سامعین عربی پر قادر ہی ہوں برخلاف صاحبین کے کیونکہ ان کے نزدیک عربی میں ہونا شرط ہے مگر عربی سے عاجز ہو تو پھر صاحبین کے نزدیک بھی غیر عربی میں جائز ہے۔'' معلوم ہوا کہ ائمہ احناف کے ہاں بھی خطبہ کے لیے عربی زبان شرط نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں عربی زبان کے علاوہ خطبہ دینے کی مثال اس لیے نہیں کہ ان کی اور ان کے سامعین کی زبان عربی تھی۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: حافظ عبداللہ محدث روپڑی کا فتاوی، ص ۳۷۱ تا ۳۸۷، جلد سوم۔ [1]

۱۰۔ جمعہ کے دو خطبے ہیں

آپ ﷺ جمعہ کے دو خطبے ارشاد فرماتے اور ان کے درمیان کچھ دیر خاموشی سے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دو خطبے ہوتے تھے، آپ ان کے درمیان بیٹھتے تھے اور (خطبہ میں) آپ قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ [2]

- جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی کا کہنا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے لہٰذا جس شخص نے تجھے یہ بتایا کہ آپ ﷺ بیٹھ

---

[1] تفهيم دين، ص ۱۸۵، ۱۸٤۔

[2] مسلم، كتاب الجمعة، باب ذكر الخطبتين، رقم: ۸٦۲۔

کر خطبہ دیتے تھے تو بے شک اس نے جھوٹ بولا اور اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں ادا کی ہیں۔ [1]

- سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر مختصر سا بیٹھ جاتے اور اس دوران کوئی گفتگو نہ کرتے تھے۔ [2]
- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ دو خطبے دیا کرتے تھے اور ان کے درمیان بیٹھا کرتے تھے۔ [3]

ان احادیث سے پتا چلتا ہے کہ جمعہ کے دو خطبہ ہیں لہٰذا دو سے کم یا زیادہ خطبے دینا خلاف سنت ہے اور دوسرا یہ بھی پتا چلا کہ خطیب ایک خطبہ دے کر کچھ دیر خاموشی سے بیٹھے پھر کھڑا ہو کر دوسرا خطبہ دے۔

۱۱۔ خطبہ جمعہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

خطبہ جمعہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قحط پڑ گیا، آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جانور مر گئے اور اہل وعیال دانوں کو ترس گئے۔ آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس وقت بادل کا ایک ٹکڑا بھی آسمان پر نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ابھی آپ ﷺ نے ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح گھٹا امڈ آئی اور آپ ﷺ ابھی منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ ﷺ کے ریش مبارک سے ٹپک رہا تھا، اس دن اس کے بعد اور متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ (دوسرے جمعہ کو) یہی دیہاتی پھر کھڑا ہوا۔ راوی نے کہا: یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! عمارتیں منہدم ہو گئیں اور جانور ڈوب گئے۔ آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: ((اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا)) ''اے اللہ!

---

[1] ایضاً۔

[2] ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الخطبۃ قائما، رقم: ۱۰۹۵، و سندہ صحیح۔

[3] بخاری، کتاب الجمعۃ، القعدۃ بین الخطبتین......، رقم: ۹۲۸۔

اب دوسری طرف بارش برسا اور ہم سے روک دے۔" آپ ﷺ ہاتھ سے بادل کے لیے جس طرف بھی اشارہ کرتے، ادھر مطلع صاف ہو جاتا، سارا مدینہ تالاب کی طرح بن چکا تھا اور قناۃ کا نالا مہینہ بھر بہتا رہا اور ارد گرد سے آنے والے بھی اپنے ہاں بھرپور بارش کی خبر دیتے رہے۔ [1]

دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے اور دعا کرنے لگے۔ [2]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے خواہ دعا بارش کے لیے ہو یا کسی بھی بھلائی کے لیے ہو کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ بندہ جب ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ اپنے بندے کے ہاتھوں کو خالی لوٹائے۔" [3]

تو دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب عمل ہے جب دوران خطبہ دعا استسقاء کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے تو عام بھلائی کی دعا کے لیے بھی خطبہ جمعہ میں ہاتھ اٹھانا جائز ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ اعلم

۱۲۔ خطبہ جمعہ میں چندے کی اپیل کرنا

بوقت ضرورت خطبہ جمعہ میں چندے وغیرہ کی اپیل کرنا بھی جائز ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک آدمی فقیرانہ حالت میں آیا جب کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ((اَصَلَّیْتَ)) کیا تو نے نماز پڑھی ہے؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ((صَلِّ رَکْعَتَیْنِ)) "دو رکعتیں پڑھ۔" پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی رغبت دلائی، لوگوں نے صدقے میں کپڑے دینے شروع کیے تو آپ ﷺ نے اسے ان میں سے دو کپڑے دیے۔ جب دوسرا جمعہ ہوا تو وہ پھر آیا۔ اس وقت بھی آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے پھر لوگوں کو

---

[1] بخاری، کتاب الجمعة، باب الاستسقاء فی الخطبة یوم الجمعة، رقم: ۹۳۳۔

[2] ایضاً، کتاب الاستسقاء، باب رفع الناس ایدیهم......، رقم: ۱۰۲۹۔

[3] ابو داؤد، رقم: ۱٤۸۸، حدیث صحیح۔

صدقے کی طرف رغبت دلائی تو اس نے بھی اپنا ایک کپڑا اتار دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((جَاءَ هٰذَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ فَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَأَلْقَوْا ثِيَابًا، فَأَمَرْتُ لَهُ مِنْهَا بِثَوْبَيْنِ، ثُمَّ جَاءَ الْآنَ فَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ، فَأَلْقَى أَحَدَهُمَا))

"یہ شخص پچھلے جمعہ کو پراگندہ حالت میں آیا تھا، تو میں نے لوگوں کو صدقے کا حکم دیا، لوگوں نے اپنے کپڑے صدقے میں دیے، میں نے اسے دو کپڑے دینے کا حکم دیا۔ اب یہ پھر آیا تو میں نے لوگوں کو پھر صدقے کا حکم دیا تو اس نے بھی انہیں دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا اتار کر دے دیا ہے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: ((خُذْ ثَوْبَكَ)) [1] "اٹھا لے اپنا کپڑا۔"

اس حدیث سے جہاں یہ پتا چلا کہ خطبہ جمعہ میں چندہ وغیرہ کی اپیل کرنا جائز ہے وہاں یہ بھی پتا چلا کہ جب انسان خود محتاج ہو اور جس چیز کی خود کو اشد ضرورت ہو تو اس کا صدقہ نہیں کرنا چاہیے۔

دوسری قسم

وہ مسائل جن کا تعلق مقتدیوں اور سامعین سے ہے، درج ذیل ہیں:

۱۔ نماز جمعہ سے قبل نوافل ادا کرنا

نماز جمعہ کے لیے آنے والے حضرات اگر خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں آ چکے ہیں تو کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ جتنے نوافل ادا کر لیں جائز ہے کوئی تعداد مقرر نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر تعداد مقرر کیے، فرمایا: ((مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْإِمَامُ مِنْ خُطْبَتِهٖ، ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى وَفَضْلِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)) [2]

"جس نے غسل کیا پھر جمعہ کے لیے آیا اور جتنی مقدر میں تھی نماز پڑھی پھر خطبہ

---

1 نسائی، کتاب الجمعة، باب حث الامام علی الصدقة......، رقم ۱۴۰، وسنده حسن

2 مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل من استمع و انصت...... رقم: ۸۵۷۔

سے فارغ ہونے تک خاموش رہا پھر امام کے ساتھ مل کر نماز پڑھی تو اس کے اس جمعہ سے لے کر آنے والے جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

ایک روایت میں ہے ((ثُمَّ صَلّٰى مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ)) [1]

"پھر اس نے نماز پڑھی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے (قسمت میں) لکھی تھی۔"

معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ شروع ہونے سے قبل نوافل کی تعداد مقرر نہیں۔ لہذا حسب توفیق جتنے کوئی چاہے پڑھ لے

ہاں اگر خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں کوئی آیا ہے تو وہ پھر صرف دو مختصر سی رکعات پڑھے گا جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا:

((اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ وَقَدْ خَرَجَ الْاِمَامُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) [2]

"جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے اور امام (خطبہ کے لیے) نکل چکا ہو تو اسے چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھ لے۔"

- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی کا بیان ہے کہ سیدنا سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن اس وقت آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ آکر بیٹھ گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: ((يَا ! قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا)) اے سلیک! اٹھ اور مختصر سی دو رکعتیں پڑھو۔" پھر فرمایا: ((اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا)) [3]

"جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ (بیٹھنے سے پہلے) لازمی طور پر مختصر سی دو رکعتیں پڑھے۔"

- عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح فرماتے ہیں کہ مروان بن حکم خطبہ دے رہا تھا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ چوکیدار انھیں بٹھانے کے

---

[1] ابو داؤد، كتاب الطهارة: باب في الغسل للجمعة، رقم: ٣٤٣، وسنده حسن۔
[2] مسلم، كتاب الجمعة، باب التحية و الامام يخطب، رقم: ٨٧٥۔
[3] ايضاً۔

لیے آئے مگر سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کیے بغیر بیٹھنے سے انکار کر دیا جب انھوں نے سلام پھیرا تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے قریب تھا کہ چوکیدار آپ پر حملہ کر دیتے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں نے نماز کو قطعاً نہیں چھوڑنا تھا اس کے بعد کہ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہے۔ پھر انھوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو اپنی پھٹی پرانی حالت کے ساتھ جمعہ کے روز اس وقت آیا تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نماز پڑھنے کا حکم دیا تو اس نے خطبہ کے دوران ہی دو رکعت نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ جاری رکھا۔

محدث ابن ابی عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام سفیان بن عیینہ جب خطبہ کے دوران تشریف لاتے تو خود بھی دو رکعتیں ادا کرتے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم کرتے۔ اور امام ابو عبد الرحمن المقری بھی یہی رائے رکھتے تھے۔ [1]

✿ علاء بن خالد القرشی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حسن بصری رحمہ اللہ کو دیکھا وہ جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے اور امام خطبہ دے رہا تھا تو انھوں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر بیٹھ گئے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے یہ عمل حدیث کی اتباع کرتے ہوئے کیا تھا۔ [2]

✿ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کر کے امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے اور یہی امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ جب کوئی شخص خطبہ کے دوران آئے تو وہ بیٹھ جائے اور نماز نہ پڑھے۔ یہ سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا قول ہے مگر پہلا قول (نماز پڑھنے کا) زیادہ صحیح ہے۔ [3]

امام ترمذی رحمہ اللہ کا پہلے قول کو ترجیح دینا اور اسے صحیح ترین قرار دینا اس وجہ سے ہے کہ اس کی تائید میں بہت ساری صحیح احادیث ہیں جب کہ کوفیوں کے قول پر کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔

---

[1] ترمذی، کتاب الجمعة، باب ماجاء فی الرکعتین......، رقم: ٥١١، وقال: حدیث ابی سعید الخدری، حدیث حسن صحیح۔

[2] ایضاً۔ [3] ایضاً۔

۲۔ تاخیر سے آنے والے حضرات کہاں بیٹھیں؟

نماز جمعہ کے لیے تاخیر سے آنے والے حضرات جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیں، لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے آنے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ یہ چیز دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔ اور ان کے ذکر و عبادت میں مداخلت کے مترادف ہے نیز اس سے جمعہ کے ثواب میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔

✪ جناب ابوالزاہریہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن ہم سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جمعہ کے دن ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تھا: ((اِجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ)) [1] "بیٹھ جاؤ، تم نے تکلیف دی ہے۔"

مولانا عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

جمعہ میں دیر سے آنا اور پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے جگہ لینے کی کوشش کرنا انتہائی مکروہ کام ہے، مسلمان کا اکرام واجب ہے اور اسے ایذا دینا حرام ہے، ہاں اگر لوگ جہالت کی بنا پر اگلی صفیں چھوڑ کر پیچھے بیٹھ جائیں تو ایسے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا جائز ہوگا کیونکہ انھوں نے از خود اپنی حرمت پامال کی، پیچھے بیٹھے اور اگلی صفیں پوری نہیں کیں، البتہ خطیب امام کو شرعی ضرورت کے تحت اس عمل کے لیے رخصت ہے ایسے ہی جو بے وضو ہو جائے تو باہر جانا اس کے لیے ضروری ہو جاتا ہے۔ مگر پھر بھی ادب و اکرام سے گزرے۔ [2]

✪ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ مَسَّ مِنْ طِيبِ امْرَأَتِهِ إِنْ كَانَ لَهَا وَ لَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ ثُمَّ لَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ وَلَمْ يَلْغُ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا وَ مَنْ لَغَا وَ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهُ ظُهْرًا)) [3]

---

1 ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ، رقم: ۱۱۱۸، صحیح

2 سنن ابی داؤد: ۱/۷۹۰

3 ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب في الغسل للجمعة، رقم: ۳۴۷، قال شیخنا علی زئی: حسن.

’’جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور اپنی اہلیہ کی خوشبو استعمال کی اگر اس کے پاس تھی اور اپنے عمدہ کپڑے پہنے پھر لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں اور وعظ کے دوران کوئی لغو عمل نہیں کیا تو یہ نماز ان دونوں (جمعوں) کے مابین کے لیے کفارہ ہوگی اور جس نے کوئی لغو عمل کیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگیں تو اس کے لیے یہ ظہر ہی ہوگی۔‘‘

مطلب یہ کہ جس نے دوران خطبہ کوئی لغو عمل کیا یا لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے آیا تو اسے صرف نماز ظہر کا ثواب ملے گا جمعہ کے ثواب سے وہ محروم رہے گا۔

۳۔ کسی شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا

کسی بیٹھے ہوئے نمازی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا یا خواہ مخواہ دو آدمیوں کے درمیان گھسنا اور انھیں جگہ چھوڑنے پر مجبور کرنا منع ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے اٹھائے اور خود اس کی جگہ پر بیٹھے۔ راوی حدیث ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام نافع رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا یہ حکم صرف جمعہ کے بارے میں ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ جمعہ اور اس کے علاوہ ہر مجلس کے لیے ہے۔ [1]

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طِيْبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلّٰى مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى)) [2]

’’جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور حسب استطاعت پاکی حاصل کی پھر تیل لگایا یا خوشبو استعمال کی پھر جمعہ کے لیے نکلا اور دو آدمیوں کے درمیان زبردستی نہیں گھسا، جو ممکن ہو نماز ادا کی پھر جب امام آیا تو خاموشی اختیار کر لی تو اس جمعہ

[1] بخاری، کتاب الجمعة، باب لا یقیم الرجل اخاہ......، رقم: ۹۱۱۔

[2] بخاری، کتاب الجمعة، باب لا یفرق بین اثنتین......، رقم: ۹۱۰۔

سے لیکر اگلے جمعہ تک کے لیے اس کی مغفرت ہو گئی۔"

* سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خاطر اگر کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھتا تو آپ اس کی جگہ پر نہیں بیٹھا کرتے تھے۔ [1]

* سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ لْيُخَالِفْ إِلَى مَقْعَدِهِ فَيَقْعُدَ فِيهِ وَلَكِنْ يَقُولُ: افْسَحُوا)) [2]

"تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو جمعہ کے دن اس کی جگہ سے اس لیے ہرگز نہ اٹھائے کہ خود جا کر اس کی جگہ پر بیٹھ جائے، البتہ یہ کہے کہ جگہ کھلی کرو۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی بیٹھے ہوئے نمازی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا یا دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان زبردستی گھسنا جائز نہیں، نہ جمعہ کے دن اور نہ کسی اور دن۔ مسجد میں اور نہ کسی دوسری جگہ پر، کیونکہ اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس ممانعت کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کسی شخص کو اٹھا کر خود اس کی جگہ پر بیٹھنا متکبرانہ فعل ہے اور دوسروں کو حقیر جاننے کے مترادف ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٨٣﴾﴾ [3]

"آخرت کا یہ گھر ہم صرف ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو زمین میں تکبر اور فساد کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے اور انجام کار پرہیزگاروں کے لیے ہے۔"

کسی شخص کو اٹھا کر خود اس کی جگہ پر بیٹھنا تکبر بھی ہے اور فساد فی الارض بھی ہے۔ اس لیے عبادت کے کاموں میں خود پسندی اور اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دینا منع ہے۔ جب کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھایا تو اب اگر وہ خاموشی سے اٹھ گیا تو اس پر ظلم ہو گا اور اگر وہ نہیں اٹھا انکار کر دیا حتی کہ معاملہ تکرار اور جھگڑے تک جا پہنچا تو یہ فساد ہو گا۔ [4]

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اگر کبھی کسی موقع پر کسی شخص کو اپنی کسی ضرورت کی بنا پر اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں جانا پڑ جائے اور پھر وہ واپس پہنچ جائے تو اپنی جگہ کا وہی مستحق ہو گا جیسا کہ

---

[1] مسلم، کتاب السلام، باب تحریم اقامة الانسان......، رقم: ۲۱۷۷۔
[2] ایضاً، رقم: ۲۱۷۸۔ [3] القصص: ۸۳۔
[4] عمدة القاری: ۱۰/۱۰۶

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهٖ)) 1

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھے پھر اسی جگہ لوٹ آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔''

علامہ نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے متعلق ہے جو مسجد یا کسی اور جگہ پر نماز وغیرہ کے لیے بیٹھے پھر وہاں سے اٹھ کر وضو یا قضائے حاجت کے لیے چلا جائے یا کسی اور کام کی خاطر تھوڑی دیر کے لیے چلا جائے اور نیت یہی ہو کہ واپس آئے گا تو اس کا استحقاق ختم نہیں ہوگا بلکہ جب وہ واپس لوٹ کر آئے گا تو اس جگہ نماز پڑھنے کے لیے وہی زیادہ حق رکھتا ہے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس جگہ آکر بیٹھ بھی گیا ہو تو وہ اسے اٹھانے کا حق رکھتا ہے اور جو وہاں آکر بیٹھا ہے اس کے لیے پہلے شخص کے آنے پر وہاں سے اٹھنا واجب ہے۔ اور بعض علماء نے کہا کہ یہ حکم واجب نہیں مستحب ہے اور یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے۔ 2

۴۔ دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے

دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنے سے بھی بچنا چاہیے۔ جناب سہل بن معاذ بن انس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو، گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔ 3

گوٹھ مار کر بیٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس انداز سے بیٹھے کہ اپنے گھٹنے اکٹھے کر کے سینے سے لگالے اور پھر ہاتھوں سے ان پر حلقہ بنالے یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا لپیٹ لے۔ حدیث پاک میں اسے احتباء اور حبوہ سے تعبیر کیا گیا ہے، اس سے بچنا چاہیے کیونکہ

---

1 مسلم، کتاب السلام، باب اذا قام من مجلسه، رقم: ۲۱۷۹۔

2 صحیح مسلم مع شرح النووی: ۶/ ۳۱۰۔

3 ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاحتبار والامام یخطب، رقم: ۱۱۱۰، قال الالبانی: حسن۔

دوسرا یہ کہ اس طرح بیٹھنے سے بے پروائی اور عدم توجہ ظاہر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر تہبند پہنے ایک تو اس سے نیند آنے کا خدشہ ہے، نیند آئے گی تو خطبہ جمعہ کا مقصد جاتا رہے گا۔ ہو تو ستر کھلنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے اور بعض اوقات تو انسان بے وضو بھی ہو جاتا ہے اور اسے پتا بھی نہیں چلتا، لہٰذا اس عمل سے بچنا چاہیے۔ ہاں اگر کسی کو کو اتنا یقین ہو کہ وہ اپنے اعضاء پر قابو رکھ سکتا ہے تو پھر اس کی اجازت ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے روز خطبہ کے دوران اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھنے کو اہل علم کی ایک جماعت نے ناپسند کیا ہے اور بعض نے اس کی رخصت دی ہے ان میں سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ بھی ہیں اور یہی قول امام احمد اور اسحاق کا ہے کہ وہ دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ [1]

- امام نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھتے تھے۔ [2]
- جناب اشعث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حسن بصری رحمہ اللہ کو جمعہ کے دن دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھے دیکھا۔ [3]
- فطر بن خلیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کو جمعہ کے دن گوٹھ مار کر بیٹھے دیکھا۔ [4]
- عبیداللہ بن عمر العمری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام سالم رحمہ اللہ اور قاسم رحمہ اللہ کو جمعہ کے دن دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھے دیکھا۔ [5]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر اہل علم کے ان آثار کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ افضل یہی ہے کہ دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنے سے گریز کیا جائے بالخصوص جب اعضا پر قابو نہ رکھا جا سکے یا جب تہبند، دھوتی یا چادر وغیرہ باندھی ہوئی ہو، لیکن اگر یہ سب نہ ہو تو پھر رخصت ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] ترمذی، کتاب الجمعة، باب ما جاء فی کراهية الاحتباء و الامام يخطب۔
[2] مصنف ابن ابی شیبة: ٤/ ٩٢، و سنده صحیح۔
[3] ایضاً، و سنده صحیح۔ [4] ایضاً: ٤/ ٩١، و سنده حسن۔
[5] ایضاً، و سنده حسن۔

۵۔ دورانِ خطبہ اونگھ آئے تو...؟

دوران خطبہ نیند یا اونگھ آنے لگے تو فوراً جگہ بدل لینی چاہیے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے ((اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِي مَجْلِسِهٖ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْهُ اِلٰى غَيْرِهٖ)) [1]

"جمعہ کے دن مجلس میں جب کسی کو اونگھ آنے لگے تو اسے چاہیے کہ اپنی جگہ بدل کر دوسری جگہ بیٹھ جائے۔"

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ جب جمعہ کے دن کوئی شخص مسجد میں اونگھنے لگے تو جگہ بدل لے بشرطیکہ جگہ موجود ہو اور کسی کی گردن پھلانگنے کی نوبت نہ آئے۔ جگہ بدلنے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے نیند اڑ جاتی ہے اور اونگھ بھی نہیں رہتی۔ [2]

۶۔ خطبہ جمعہ خاموشی اور توجہ سے سنیں

خطبہ جمعہ مکمل خاموشی اور پوری توجہ کے ساتھ سنا جائے، خطبہ کے دوران کسی سے بات کرنا یا کسی کی بات کا جواب دینا منع ہے۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ، وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ)) [3]

"جب تو نے جمعہ کے دن خطبہ کے دوران اپنی ساتھی سے کہا کہ چپ ہو جا، تو تو نے لغو بات کی۔"

✪ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن کھڑے ہو کر (دورانِ خطبہ) سورۃ الملک کی تلاوت کی اور ہمیں ماضی کے احوال و واقعات سنا کر وعظ و نصیحت فرمائی۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ یا ابو ذر رضی اللہ عنہ مجھے اپنی طرف متوجہ کر کے پوچھنے لگے: یہ سورت کب نازل ہوئی ہے؟ میں نے تو اب اسے سنا ہے۔ انھوں (ابی بن کعب) نے انھیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا میں نے آپ سے

---

[1] احمد: ۱۰/ ۳۲۸؛ ابوداؤد، رقم: ۱۱۱۹، وسندہ حسن۔

[2] کتاب الام: ۱/ ۲۲۸۔

[3] بخاری، كتاب الجمعة، باب الانصات يوم الجمعة......، رقم: ۹۳٤۔

پوچھا تھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی؟ آپ نے بتایا ہی نہیں۔ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو آج نماز میں سے صرف یہی حصہ ملا ہے کہ آپ نے فضول گوئی کی ہے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا اور سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کی بات بھی بتائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((صَدَقَ أُبَيٌّ)) [1] ''ابی نے سچ کہا ہے''

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ: رَجُلٌ حَضَرَهَا يَلْغُو وَ هُوَ حَظُّهُ مِنْهَا، وَ رَجُلٌ حَضَرَهَا يَدْعُو، فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ، وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا، فَهِيَ كَفَّارَةٌ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا وَزِيَادَةِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾)) [2]

''جمعہ میں تین طرح کے افراد آتے ہیں: ایک وہ شخص جو لغو کام کرتا ہے اس کا یہی حصہ ہے۔ دوسرا دعا کے لیے آتا ہے، یہ دعا کرتا ہے اللہ چاہے تو عطا فرمائے اور چاہے تو محروم رکھے۔ اور تیسرا وہ شخص جو خاموشی سے سنتا اور سکوت اختیار کرتا ہے۔ کسی مسلمان کی گردن پھلانگتا ہے نہ کسی کو ایذا دیتا ہے۔ اس آدمی کے لیے یہ جمعہ آیندہ جمعہ تک کے لیے اور مزید تین دن کے لیے کفارہ ہے۔ اور یہ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [3] جو ایک نیکی لایا اس کے لیے اس جیسی دس نیکیاں ہیں۔''

جناب علقمہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن مدینہ آئے، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اب روانہ ہوں، پھر میں مسجد میں آیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قریب بیٹھ گیا پھر میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص آیا وہ مجھ سے باتیں کرنے لگا جب کہ امام خطبہ

---

[1] ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فى الاستماع للخطبة......، رقم: ١١١١، وسنده حسن۔

[2] ابو داوٗد، كتاب الصلاة، باب الكلام والامام يخطب، رقم: ١١١٣، وسنده حسن۔

[3] الانعام: ١٦٠۔

دے رہا تھا۔ ہم اس طرح، اس طرح (باتیں) کرتے رہے، جب اس نے بہت باتیں کیں تو میں نے اسے کہا: چپ کرو۔ پھر جب ہم نے نماز پڑھ لی تو میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: ''رہے تم تو تمہارا جمعہ نہیں ہوا، اور رہا تمہارا ساتھی تو وہ گدھا ہے۔'' [1]

ان احادیث سے پتا چلا کہ خطبہ جمعہ کا ثواب صرف وہی شخص پا سکتا ہے جو مکمل خاموشی اور پوری توجہ کے ساتھ اسے سنے۔ دوران خطبہ کوئی لغو کام نہ کرے، نہ کسی سے بات کرے اور نہ ہی کسی کی بات کا جواب دے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تو اس شخص کی جس نے خطبہ کے دوران آ کر باتیں شروع کر دی تھیں گدھے کے ساتھ تشبیہ دی ہے کیوں کہ جس طرح گدھے کو وعظ ونصیحت سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ایسے ہی دوران خطبہ باتیں کرنے والے کو خطبہ سے کوئی ثواب نہیں ملتا۔ ایک ضعیف روایت میں ہے کہ جس نے دورانِ خطبہ باتیں کیں وہ اس گدھے کی مثل ہے جس نے کتابوں کا بوجھ اٹھا رکھا ہو۔ [2]

- امام نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جمعہ کے دن خطبہ کے دوران دو آدمیوں کو باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے انھیں کنکریاں ماریں تا کہ وہ خاموش ہو جائیں۔ [3]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی خطبہ کے دوران باتیں کر رہا ہو تو اسے اشارے کنائے سے منع کیا جا سکتا ہے۔

- ابراہیم النخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے علقمہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ جمعہ کے دن باتیں کرنا کس وقت مکروہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: جب امام خطبہ دے اور امام کلام کرے۔ [4]

- ثعلبہ بن ابی مالک القرظی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور پایا جب جمعہ کے دن امام نکلتا تو ہم نماز (نفل) ترک کر دیتے اور جب وہ

---

[1] مصنف ابن ابی شیبۃ: ٤/ ١٠٤، و سندہ صحیح۔

[2] احمد، ٣/ ٤٧٥، و سندہ ضعیف۔

[3] موطا امام مالك، رقم: ٢٣٥، و سندہ صحیح۔

[4] مصنف ابن ابی شیبۃ : ٤/ ١٠٢، و سندہ صحیح۔

کلام کرتا تو ہم کلام ترک کر دیتے تھے۔ [1]

❁ امام یحییٰ رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں (امام مالک) نے ابن شہاب زہری سے پوچھا کہ جب امام خطبہ دے کر منبر سے اترے تو نماز کی تکبیر ہونے سے پہلے بات کرنا کیسا ہے؟ انھوں نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ [2]

ان آثار سے معلوم ہوا کہ جب امام خطبہ دے کر منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھانے لگے تو اس دوران ضروری بات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن جب منبر سے نیچے تشریف لاتے تو آپ سے ضروری بات کر لی جاتی تھی۔ [3]

❁ جناب ہشام بن عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد، اپنے اسلاف اور ان لوگوں کا دور پایا ہے جن سے ہم (روایات) اخذ کرتے ہیں۔ یہ تمام بزرگ امام کے منبر سے اترنے سے لے کر نماز میں داخل ہونے تک کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ [4]

معلوم ہوا کہ خطبہ شروع ہونے سے لے کر اختتامِ خطبہ تک مکمل خاموشی اختیار کی جائے۔ جب امام خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھانے لگے تو اس دوران ضروری بات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح خطبہ شروع ہونے سے پہلے کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جب امام خطبہ کے لیے منبر پر آ جائے تو پھر مکمل خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

غیر ثابت روایات

جمعہ کے خطبہ کی فضیلت میں درج ذیل روایات بھی ہیں جو کہ ثابت نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ میں حاضر ہوا کرو

---

[1] ایضاً، ٤/ ١٠٣، ورجاله ثقات۔

[2] موطا امام مالك، رقم: ٢٣٧، و سنده صحيح۔

[3] ابن ماجه، رقم: ١١١٧، ورجاله ثقات۔

[4] مصنف ابن ابي شيبة، ١/ ١٠٧، وسنده حسن۔

اور امام کے قریب بیٹھا کرو۔ کیونکہ آدمی اہل جنت میں سے ہوتا ہے پھر وہ جمعہ میں تاخیر سے آنے لگتا ہے تو جنت سے بھی موخر کر دیا جاتا ہے۔'' ❶

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں قتادہ مدلس راوی نے سماع کی صراحت نہیں کی۔ علاوہ ازیں حکم بن عبدالملک ضعیف راوی ہے۔ نیز امام حسن بصری نے سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح بھی نہیں کی۔

✪ جناب علقمہ کا بیان ہے کہ میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے گیا۔ انھوں نے دیکھا کہ تین آدمی ان سے پہلے پہنچے ہوئے تھے، یہ دیکھ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مسجد میں آنے والا چوتھا آدمی ہوں، تاہم چوتھا آدمی بھی اجر وثواب کے لحاظ سے زیادہ دور نہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسی ترتیب سے بیٹھیں گے جس ترتیب سے وہ جمعہ کے لیے جایا کرتے تھے۔ پہلا پہلے نمبر پر، دوسرا دوسرے نمبر پر اور تیسرا تیسرے نمبر پر ہوگا۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: چار افراد میں چوتھا اور چار افراد میں چوتھے نمبر پر آنے والا دور نہیں ہوگا۔ ❷

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں اعمش مدلس راوی نے سماع کی صراحت نہیں کی۔

✪ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ والے دن فرشتوں کو مسجد کے دروازوں پر بٹھایا جاتا ہے وہ لوگوں کی آمد کو بالترتیب لکھتے رہتے ہیں۔ پھر جب امام آجاتا ہے تو رجسٹر لپیٹ دیے جاتے ہیں اور قلم اٹھا لیے جاتے ہیں تو فرشتے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں فلاں شخص کو کس چیز نے جمعہ سے روک لیا ہے؟ پھر فرشتے دعا کرتے ہیں: اے اللہ! فلاں شخص اگر گمراہ ہو گیا ہے تو اسے ہدایت نصیب فرما اور اگر وہ بیمار ہے تو اسے شفا نصیب فرما اور اگر وہ فقیر ہے تو اسے غنی کر دے۔'' ❸

اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس میں مطر الوراق ضعیف راوی ہے۔

---

❶ احمد، ٣٣/ ٣٠٢۔ ❷ ابن ماجه، رقم: ١٠٩٤۔

❸ ابن خزيمة، رقم: ١٧٧١۔

❁ مولیٰ ام عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ کے منبر پر سنا، وہ فرما رہے تھے: جب جمعے کا دن آتا ہے تو شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازار جاتے ہیں اور لوگوں کو مختلف مشاغل میں الجھا دیتے ہیں اور انہیں جمعے سے تاخیر کرا دیتے ہیں اور فرشتے آ کر مساجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور پہلی ساعت میں پہنچنے والوں کے نام لکھتے ہیں اور دوسری ساعت میں آنے والوں کے نام لکھتے ہیں حتی کہ امام آ جاتا ہے۔ پھر جب کوئی شخص کسی مناسب جگہ بیٹھ جاتا ہے کہ صحیح طور پر (خطبہ) سن سکے، امام کو دیکھ سکے، اور خاموش رہے اور لغو بات (یا کام) نہ کرے تو ایسے شخص کو دو حصے اجر ملتا ہے اور اگر کوئی شخص دور ہو اور ایسی جگہ بیٹھے کہ وہاں سے سن نہ سکتا ہو، لیکن خاموش رہے اور لغو بات (یا کام) نہ کرے تو اس کو ایک حصہ اجر ملتا ہے۔ اور اگر کسی ایسی جگہ بیٹھے جہاں سے وہ صحیح طور پر سن سکتا ہو اور امام کو دیکھ سکتا ہو لیکن کسی لغو کام میں مشغول ہو رہے اور خاموش نہ رہے تو اس کو گناہ کا ایک حصہ ملتا ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے ساتھی کو دورانِ جمعہ (خاموش کرانے کے لیے) صَہ (چپ رہ) بھی کہہ دیا، تو اس نے لغو کام کیا اور جس نے لغو کام کیا اس کے لیے اس جمعہ میں سے کچھ نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کے آخر میں کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سب فرماتے ہوئے سنا ہے۔ [1]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں مولیٰ ام عثمان مجہول راوی ہے۔

⑦ اذانِ جمعہ کی فضیلت

اذانِ جمعہ کی مخصوص فضیلت تو ہمارے علم میں نہیں تاہم جن احادیث میں مطلقاً اذان کی فضیلت بیان ہوئی ہے اس میں اذانِ جمعہ بھی شامل ہے۔ مثلاً سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے دن مؤذن حضرات کی گردنیں لمبی ہوں گی۔'' [2]

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مؤذن کی آواز کو

---

[1] ابو داؤد، رقم: ۱۰۵۱۔

[2] مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضل الاذان......، رقم: ۳۸۷۔

جو بھی جن وانس اور دوسری چیزیں سنتی ہیں وہ سب قیامت کے دن اس (مؤذن) کے حق میں گواہی دیں گی۔'' [1]

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام نگہبان ہے اور مؤذن امانت دار ہے۔ اے اللہ! اماموں کی راہنمائی فرما اور اذان دینے والوں کی مغفرت فرما۔'' [2]

ان احادیث میں مطلقاً اذان کی فضیلت بیان ہوئی ہے جس میں نماز پنجگانہ کے لیے دی جانے والی اذان کے ساتھ ساتھ نماز جمعہ کی اذان بھی شامل ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں اذانِ جمعہ کا باقاعدہ ذکر فرمایا ہے جس سے اس کی فضیلت کو مزید چار چاند لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾ [3]

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا کثرت کے ساتھ ذکر کرو تا کہ تم فلاح پالو۔''

ان آیاتِ بینات میں جس اذان کا ذکر ہو رہا ہے وہ بالاتفاق نماز جمعہ کی اذان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے پاک کلام میں اس کا ذکر کرنا اس کی عظمت اور اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

☐ اذانِ جمعہ کے احکام و مسائل

ا۔ عہدِ رسالت میں اذانِ جمعہ ایک ہی تھی

عہدِ رسالت اور خلافت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں جمعہ کے لیے ایک ہی اذان دی جاتی تھی۔

---

[1] بخاري، كتاب الاذان، باب رفع الصوت بالنداء، رقم: ٦٠٩۔

[2] ابو داؤد، رقم: ٥١٧، ٥١٨؛ ترمذي، رقم: ٢٠٧ و سنده حسن۔

[3] الجمعة، ٩، ١٠۔

لہٰذا یہی مسنون و مستحب طریقہ ہے۔ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھتے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے، پھر جب آپ منبر سے اترتے تو بلال اقامت کہتے۔ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی ایسے ہی رہا۔ [1]

اس حدیث سے پتا چلا کہ عہد رسالت اور خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ میں جمعہ کے لیے ایک ہی اذان کہی جاتی تھی لہٰذا مسنون یہی ہے کہ جمعہ کے لیے ایک ہی اذان کہی جائے۔

۲۔ بوقتِ ضرورت اذانِ عثمانی بھی جائز ہے

بوقتِ ضرورت خطبہ شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے لوگوں کو آگاہ کرنے کی خاطر اگر مزید ایک اذان کہہ لی جائے تو یہ جائز ہے۔ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی پہلی اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن ایک تیسری اذان کا حکم دیا۔ یہ اذان مقام ''زوراء'' پر دی گئی اور بعد میں یہی دستور قائم رہا۔ [2]

✪ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ تیسری اذان کا حکم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وقت دیا جب مدینہ والے زیادہ ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اذان ایک ہی تھی اور جمعہ کے دن یہ اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ [3]

جمعہ کی پہلی اذان وہ ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت دی جاتی ہے اور دوسری اذان اقامت کو کہا گیا ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دوسری اذان سے مراد اقامت ہے اور اذان و اقامت کو اذانان (دو اذانیں) کہا جاتا ہے۔ کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ اس سے آپ کی مراد اذان اور اقامت کے

---

[1] نسائی، کتاب الجمعة، باب الاذان للجمعة، رقم: ۱۳۹۵، صحیح۔
[2] بخاری، کتاب الجمعة، باب التاذین عند الخطبة، رقم: ۹۱٦۔
[3] نسائی، کتاب الجمعة، باب الاذان للجمعة، رقم: ۱۳۹٤، صحیح۔

درمیان ہے اور عرب لوگ دو ملی ہوئی چیزوں کو ایک ہی نام دے دیتے ہیں۔ [1]

جمعہ کی تیسری اذان جو کہ عملاً پہلی مگر رتبہ میں تیسری ہے۔ یہ خطبہ شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے دی جاتی ہے۔ موجودہ عرف میں اسے پہلی اذان بھی کہا جاتا ہے، تاریخی لحاظ سے یہ ''اذان عثمان'' کہلاتی ہے۔

بہر حال ان مذکورہ احادیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ بوقت ضرورت خطبہ شروع ہونے سے پہلے لوگوں کو آگاہ کرنے کی خاطر ایک اذان کہی جا سکتی ہے اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔ کیونکہ یہ خلیفہ راشد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سنت ہے اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ [2]

علاوہ ازیں جمہور صحابہ کرام نے بھی اسے قبول کیا ہے۔ اور کسی نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ پہلی اذان بدعت ہے۔ [3] تو یہ لغوی اعتبار سے ہے شرعی اعتبار سے نہیں جس طرح کہ آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کو بدعت کہا تھا حالانکہ خود انھوں نے اسے مستقلاً رائج کیا تھا اور پھر یہ کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بھی عالم اسلام میں یہ اذان آج تک جاری وساری ہے۔ اس اذان کا مقصد یہ تھا کہ کاروبار میں مصروف لوگوں کو جمعہ کی اطلاع دی جائے تا کہ وہ بروقت مسجد میں آ جائیں اور جمعہ میں تاخیر کی گنجائش ہی نہ رہے بالکل اسی طرح جیسے اذان فجر سے پہلے نفل ونوافل اور سحری وغیرہ میں مصروف لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے دور نبوی میں ایک اذان کہی جاتی تھی اور عین ممکن ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس یہ نظیر موجود ہو جس کی بنا پر انھوں نے ایک ضرورت کے تحت مذکورہ اذان کا اضافہ فرمایا۔ واللہ اعلم

۳۔ اذانِ عثمانی کہاں دی جائے؟

اذان عثمانی مسجد سے باہر مقام زوراء پر دی جاتی تھی جیسا کہ حدیث میں ہے۔ سیدنا

---

[1] ابن خزيمة، تحت حديث: ٣/١٧٧۔

[2] ابو داؤد، رقم: ٤٦٠٧، صحيح۔

[3] مصنف ابن ابی شيبة: ٤/١٣٣، وسنده صحيح۔

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر خطبہ کے لیے بیٹھتا لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جب مسلمانوں کی کثرت ہوگئی تو انھوں نے مقام زوراء سے ایک تیسری اذان دلوائی۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زوراء مدینہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔ [1]

یہ تیسری اذان جو کہ عملاً پہلی اذان ہے اب اس کا کیا حکم ہے؟ مسجد میں دی جائے جیسا کہ ہمارے ہاں ہوتا ہے یا مسجد سے باہر جس طرح کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں تھا؟

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے لیے جو تیسری اذان کہلوائی تو اس کا مقصد یہ تھا کہ بازار میں کاروبار میں مصروف لوگوں کو اطلاع دی جائے تا کہ وہ بروقت مسجد میں پہنچ جائیں اور جمعہ میں تاخیر کی کوئی گنجائش ہی نہ رہے۔ لہٰذا اگر تو یہ مقصد مسجد میں اذان دینے سے پورا ہوسکتا ہے تو پھر مسجد سے باہر جا کر اذان دینے کی ضرورت نہیں جیسا کہ آج کل بذریعہ لاؤڈ سپیکر یہ مقصد پورا ہوجاتا ہے۔ ہاں اگر کسی جگہ مسجد میں اذان دینے سے مذکورہ مقصد پورا نہ ہوتا ہو مثلاً لاؤڈ سپیکر وغیرہ نہ ہو تو ایسی صورت میں مسجد سے باہر کسی ایسی جگہ پر کھڑے ہو کر یہ اذان دی جائے جہاں سے لوگوں تک آواز پہنچ سکے۔

مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

آج کے دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے مسجد کے اندر کہی ہوئی اذان سے بھی یہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے اس اذان کا مسجد سے باہر ہونا ضروری نہیں۔ [2]

پیر محب اللہ شاہ الراشدی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

باقی یہ جو حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امر فرمایا کہ زوراء پر اذانِ ثانی دی جائے۔ وہ لوگوں کی سہولیات کی وجہ سے تھا تا کہ سب لوگوں کو جمعہ کی نماز و خطبہ وغیرہ کے وقت قریب ہونے کا علم ہو جائے اس لیے یہ ضروری نہیں کہ اس اذان کو خواہ مخواہ باہر جا کر کسی مقام پر دینا چاہیے، بلکہ جہاں سے بھی آواز لوگوں تک پہنچ جائے، صحیح ہے۔ مثلاً مسجد کے مینار یا مسجد میں ہی کسی بلند جگہ پر کھڑے ہو کر اذان دی جائے یا آج کل مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر

---

[1] بخاری، کتاب الجمعة، باب الاذان یوم الجمعة، رقم: ٩١٢۔

[2] سنن ابن ماجه: ٢/ ٢١٨۔

لگائے جا رہے ہیں پھر وہیں لاؤڈ اسپیکر کے قریب ہی کھڑے ہو کر اذان دینی چاہیے۔ یعنی مقصد آواز پہنچانا ہے اور یہی محققین کا مسلک ہے۔ [1]

۴۔ قرآن مجید میں کس اذان کا ذکر ہے؟

﴿يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [2]

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

اس آیت میں کونسی اذان کا ذکر ہے اور کس اذان کے بعد اللہ کے ذکر کی طرف جلدی آنا اور کاروبار کو چھوڑنا واجب ہو جاتا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم جمعہ کی دوسری اذان پر واجب ہوتا ہے یعنی مذکورہ آیت کریمہ میں جمعہ کی دوسری اذان کا ذکر ہے جو عہد رسالت میں تھی او امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت دی جاتی تھی اس اذان کے بعد جمعہ کے لیے سعی کرنا اور کاروبار کو چھوڑنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جب یہ اذان دی جائے تو اس وقت جمعہ کی تیاری کرنے لگو اور اپنے کاروبار بند کرنے لگو بلکہ آیت کریمہ میں تو انتہائی وقت کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے بعد یعنی جب یہ اذان ہو جائے تو اب مزید تاخیر کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ شریعت یہی حکم دیتی ہے کہ جمعہ کے لیے جلد از جلد آؤ۔ اس سلسلے میں وہ احادیث بھی ذہن نشین رہیں جن میں جمعہ کے لیے جلدی آنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے، جن سے یہ پتا چلتا ہے کہ جمعہ کے لیے جتنی جلدی ہو سکے تیاری کر کے مسجد میں آ جانا چاہیے۔ تاہم اگر کوئی شخص سستی دکھا رہا ہے، لیٹ ہو رہا ہے تو اس کے لیے اب اس اذان کے بعد مزید گنجائش نہیں کہ لیٹ ہو۔ بعض لوگ اس اذان سے پہلی اذان یعنی اذان عثمانی مراد لیتے ہیں گویا ان کے نزدیک پہلی اذان

---

[1] فتاویٰ راشدیہ: ص ۳۲۵، ۳۲۶۔ [2] الجمعۃ: ۹۔

کے بعد کاروبار کرنا حرام ہو جاتا ہے اور جمعہ کے لیے سعی کرنا واجب ہو جاتا ہے، لیکن غور کرنا چاہیے کہ مذکورہ آیت کے نزول کے وقت تو اس پہلی اذان (اذانِ عثمانی) کا وجود تو کیا تصور تک نہ تھا، لہٰذا اس اذان سے پہلی اذان کس طرح مراد لی جا سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے دورِ مسعود میں اس اذان سے کونسی اذان مراد تھی؟ ظاہر ہے کہ وہ ایک ہی اذان تھی جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت دی جاتی تھی۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ مذکورہ آیت میں جس اذان کا ذکر ہے اور جس اذان کے بعد خرید وفروخت حرام ہے اور مسجد میں آنا واجب ہے وہ جمعہ کی دوسری اذان ہے جو امام کے منبر پر جلوہ افروز ہونے پر دی جاتی ہے۔

امام اہل السنہ محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وقوله ﴿وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ يقول ودعوا البيع و الشراء اذا نودی للصلاة عند الخطبة۔**[1]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور تجارت چھوڑ دو۔ وہ فرما رہا ہے کہ خطبہ کے وقت جب نماز کے لیے اذان دی جائے تو خرید وفروخت چھوڑ دو۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **باب ذكر الاذان الذی كان علی عهد رسول الله ﷺ الذی امر الله جل وعلا بالسعی الی الجمعة اذا نودی به والوقت الذی كان ينادی به...**[2]

اس اذان کا بیان جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھی، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جب وہ اذان دی جائے تو جمعہ کے لیے جلدی کی جائے اور اس وقت کا بیان جب یہ اذان دی جاتی تھی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تو بڑے واشگاف لفظوں میں لکھا ہے: **وقوله تعالیٰ ﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ﴾ المراد بهذا النداء هو النداء الثانی الذی كان يُفعل بين يدی رسول الله ﷺ اذا خرج فجلس علی المنبر، فانه كان حينئذ يؤذن بين يديه، فهذا هو المراد، فاما النداء الاول الذی زاده امير المؤمنين**

---

[1] جامع البيان: ١٠/ ٨١٠۔ [2] صحيح ابن خزيمة: ٣/ ٢٥٣۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فانما کان ھذا لکثیرۃ الناس۔ ❶

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''جب نماز کے لیے اذان دی جائے۔'' تو یہاں اس اذان سے مراد دوسری اذان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دی جاتی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لاتے اور منبر پر بیٹھ جاتے تھے۔ آپ کے بیٹھ جانے کے بعد آپ کے سامنے یہ اذان ہوتی تھی لہٰذا یہاں یہی اذان مراد ہے۔ باقی رہی پہلی اذان تو اس کا اضافہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے صرف لوگوں کی کثرت کو دیکھ کر کیا تھا۔

۵۔ اذان جمعہ کا جواب دینا

اذان جمعہ کا بھی جواب دینا چاہیے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ)) ❷

''جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جیسے مؤذن کہتا ہے۔''

✪ جناب ابو امامہ بن سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو دیکھا آپ منبر پر بیٹھے، مؤذن نے اذان دی: ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) مؤذن نے کہا: ((اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہِ)) تو انھوں نے جواب دیا: ((وَاَنَا)) ۔ مؤذن نے کہا: ((اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ)) تو انھوں نے جواب دیا: ((وَاَنَا)) ۔ پھر جب مؤذن اذان کہہ چکا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی جگہ سنا یعنی منبر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے مؤذن نے اذان دی تو آپ یہی فرما رہے تھے جو تم نے مجھے کہتے سنا ہے۔ ❸

شہادتین کے جواب میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ ((وَ اَنَا ، وَاَنَا)) کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((قولہ (وانا) ای اشھد، او انا اقول مثلہ)) ❹

''وَاَنَا (اور میں) کا مطلب ہے کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں یا یہ کہ میں بھی اسی

---

❶ تفسیر القرآن العظیم: ٦/ ٢١٧۔
❷ بخاری، کتاب الاذان، باب ما یقول اذا سمع المنادی، رقم: ٦١١۔
❸ ایضاً، کتاب الجمعۃ، باب یجیب الامام علی المنبر......، رقم: ٩١٤۔
❹ فتح الباری: ٢/ ٥٠٩۔

طرح کہتا ہوں۔"

لیکن راقم کے خیال میں یہ روایت مختصر ہے۔ مسند احمد میں جناب علقمہ بن وقاص کی روایت مفصل ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ موذن نے اذان دی ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) موذن نے کہا: ((اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ)) تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا: ((اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ))۔ پھر اس نے کہا: ((اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ)) تو آپ نے کہا: ((اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ))۔ پھر اس نے کہا: ((حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ)) تو آپ نے کہا: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ)) اس نے کہا: ((حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ)) تو آپ نے کہا ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ)) پھر اس نے کہا: ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) تو آپ نے بھی کہا: ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) پھر اس نے کہا ((لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ)) تو آپ نے بھی کہا: ((لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ))۔ پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موذن کو سن کر اسی طرح کہا کرتے تھے۔ [1]

⑧ نماز جمعہ کی فضیلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ [2]

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم فلاح پالو۔"

سورۃ الجمعۃ کی ان آیاتِ بینات میں جس نماز کا ذکر فرمایا جا رہا ہے وہ جمعہ کی نماز ہے۔

---

[1] احمد: ۲۸/ ۱۰۵۸، و سندہ حسن۔ [2] الجمعۃ، ۹، ۱۰۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اس کا ذکر فرما کر اس کی فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا اور اپنے مومن بندوں کو حکم دیا کہ جب اس کی اذان ہو تو اپنے کاروبار چھوڑ کر جلد از جلد اس کی ادائیگی کے لیے آؤ اسی میں تمہارے لیے فلاح ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تم غفلت اور سستی کرتے ہوئے اس نماز سے پیچھے رہ گئے اور بلا عذر اسے چھوڑ دیا تو پھر فلاح نہیں بلکہ نامرادی اور ذلت ہے۔

گذشتہ سطور میں غسل جمعہ اور خطبہ جمعہ کی فضیلت میں بیان کردہ احادیث میں نماز جمعہ کی فضیلت بھی آپ پڑھ چکے ہیں لہٰذا یہاں ان احادیث کے اعادے کی ضرورت نہیں، یہاں ہم صرف وہ احادیث ذکر کریں گے جن میں ترک جمعہ پر وعیدیں بیان ہوئی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منبر کی سیڑھیوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدَعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ)) [1]

''لوگ جمعے چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ یقینی طور پر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہریں لگا دے گا، پھر وہ یقیناً غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔''

❁ سیدنا ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ)) [2]

''جو غفلت اور سستی سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ)) [3]

---

[1] مسلم، کتاب الجمعة، باب التغليظ فی ترك الجمعة، رقم: ٨٦٥۔

[2] ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب التشديد فی ترك الجمعة، رقم: ١٠٥٢، وقال شيخنا علی زئی: حسن۔

[3] ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر، رقم: ١١٢٦، وقال شيخنا علی زئی باسناده حسن۔

''جو کسی مجبوری کے بغیر تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ بلا عذرِ شرعی سستی اور غفلت برتتے ہوئے جمعہ چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے اور اگر اس غفلت میں تین جمعے چھوٹ گئے تو دل پر مہر لگ جائے گی اور انسان ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جو اللہ کی یاد سے غافل ہیں۔

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ جُمَعٍ مُتَوَالِيَاتٍ فَقَدْ نَبَذَ الْإِسْلَامَ وَرَاءَ ظَهْرِهِ)) [1]

''جس نے لگا تار تین جمعے چھوڑ دیے تو یقیناً اس نے اسلام کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔''

❁ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں جو نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ارشاد فرمایا:

((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ)) [2]

''بلا شبہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ نماز پڑھائے اور پھر میں (جا کر) ایسے لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔''

بلا عذر جمعہ چھوڑنا کتنا بڑا گناہ ہے؟ اس حدیث سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رؤوف و رحیم نبی جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنایا ہے وہ ایسے لوگوں کے بارے میں اس قدر اپنے غم وغصہ کا اظہار فرما رہے ہیں کہ ایسے لوگوں کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دوں جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں۔

❁ سیدنا عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((هَلَاكُ اُمَّتِيْ فِي الْكِتَابِ وَاللَّبَنِ))

---

[1] مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۲۷۱۲، و سندہ صحیح۔

[2] مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ الجماعۃ......، رقم: ۶۵۲۔

''میری امت کی ہلاکت کتاب اور دودھ کی وجہ سے ہو گی۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ! کتاب اور دودھ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ((يَتَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ فَيَتَأَوَّلُونَهُ عَلَى غَيْرِ مَا أَنْزَلَهُ اللهُ وَيُحِبُّونَ اللَّبَنَ فَيَدَعُونَ الْجُمَاعَاتِ وَالْجُمَعَ وَيَبْدُونَ)) [1]

''وہ قرآن سیکھیں گے پھر اس کے ایسے معانی بیان کریں گے جو اللہ کی مراد نہیں ہیں اور وہ دودھ کی محبت کی وجہ سے جمعے اور نماز باجماعت چھوڑ دیں گے اور وہ ہلاک ہو جائیں گے۔''

غیر ثابت روایات

- سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جانور رکھتا ہے اور نماز با جماعت پڑھتا ہے پھر (جانور بڑھنے کی وجہ سے) جانوروں کو چرانا اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے اپنے جانوروں کے لیے کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے جو اس سے زیادہ گھاس والی ہو۔ چنانچہ وہ وہاں سے منتقل ہو جاتا ہے اور صرف جمعہ میں شریک ہونے لگتا ہے پھر کچھ عرصے بعد مشکل پیش آتی ہے تو وہ پھر کہنے لگ جاتا ہے کہ مجھے اپنے جانوروں کے لیے کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے جو اس سے زیادہ گھاس والی ہو۔ چنانچہ وہ وہاں سے منتقل ہو جاتا ہے پھر اب نہ وہ جماعت میں آتا ہے اور نہ ہی جمعہ میں آتا ہے یوں اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔'' [2]

اس کی سند ضعیف ہے، اس میں عمر مولیٰ غفرہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔

- سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آگاہ رہو! ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی بکریوں کا ریوڑ لیے ایک دو میل کے فاصلے پر ہو۔ اسے ان کے لیے گھاس نہ ملے تو وہ مزید دور چلا جائے حتی کہ جمعہ کا دن آئے اور وہ جمعہ کے لیے حاضر نہ ہو پھر جمعہ آئے اور وہ جمعہ کے لیے حاضر نہ ہو اسی طرح تیسرا جمعہ آ جائے اور وہ پھر نہ آئے حتی کہ (اللہ کی طرف سے) اس کے دل پر مہر لگا دی جائے۔'' [3]

---

[1] احمد: ۲۸/ ۶۳۲، وسندہ حسن۔ [2] احمد: ۳۹/ ۸۳۔

[3] ابن ماجہ، رقم: ۱۱۲۷۔

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں معدی بن سلیمان ضعیف راوی ہے۔علاوہ ازیں اس کے دیگر شواہد بھی ضعیف ہیں۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے لیے آیا کرو اور امام سے قریب ہو کر بیٹھا کرو اس لیے کہ بندہ جمعہ سے پیچھے رہتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت سے بھی پیچھے رہ جاتا ہے حالانکہ وہ اس کا اہل ہوتا ہے۔'' [1]

یہ روایت ضعیف ہے اس میں حکم بن عبدالملک ضعیف، قتادہ مدلس راوی ہے اور امام حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے اپنے سماع کی تصریح بھی نہیں کی۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا تو فرمایا: ''لوگو! مرنے سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کرلو اور مصروف ہونے سے پہلے پہلے اچھے اعمال کرلو، یادِ الٰہی کی کثرت اور ظاہری و پوشیدہ طور پر کثرت سے صدقہ و خیرات کر کے اپنے رب کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرلو۔ تمہیں وافر رزق دیا جائے گا تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہارے نقصانات کی تلافی ہوگی۔ یاد رکھو! اللہ نے میری اس جگہ پر آج کے دن اس مہینے اور اس سال میں قیامت تک کے لیے تم پر جمعہ فرض کیا ہے۔ جس شخص نے میری زندگی میں یا میرے بعد عادل یا ظالم حکمران کی موجوگی میں جمعہ کو معمولی سمجھتے ہوئے یا اس کا انکار کرتے ہوئے اسے چھوڑا، (اللہ) اس کے بکھرے ہوئے امور کبھی نہ سمیٹے اور نہ اس کے کام میں برکت ہو۔ خبردار! تارک جمعہ کی نہ کوئی نماز قبول ہے، نہ زکوۃ، نہ حج، نہ روزہ اور نہ کوئی دوسری نیکی جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ اور جو کوئی توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ خبردار! کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہیں کرواسکتی اور نہ کوئی اعرابی کسی مہاجر کی اور نہ کوئی فاسق و فاجر کسی مومن کی سوائے ایسی صورت کے، کہ کسی بادشاہ کی تلوار یا کوڑوں کا ڈر ہو۔'' [2]

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ اس میں عبداللہ بن محمد العدوی متروک، ولید بن بکیر لین الحدیث اور علی بن زید ضعیف راوی ہے۔

---

[1] احمد: ۳۳/ ۳۰۲۔ [2] ابن ماجه، رقم: ۱۰۸۱۔

محمد بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا سے سنا اور میں نے اپنے میں سے کسی آدمی کو ان کے مشابہ نہیں دیکھا۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو خاص جمعہ کے دن اذان سنے پھر جمعہ کے لیے نہ آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور اس کے دل کو منافق کے دل جیسا بنا دیتا ہے۔'' [1]

یہ روایت مرسل ہے۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر جمعہ چھوڑ دیا اسے چاہیے کہ ایک دینار صدقہ کرے اگر دینار کی استطاعت نہ ہو تو نصف دینار ہی صدقہ کر دے۔'' [2]

اس کی سند ضعیف ہے، اسے قتادہ مدلس راوی نے عنعن سے بیان کیا ہے۔

نماز جمعہ کے احکام و مسائل

ا۔ نماز جمعہ کا حکم

نماز جمعہ فرض عین ہے۔ سورۃ الجمعۃ آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ نے (**فَاسْعَوْا**) امر کا صیغہ استعمال فرمایا ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی باب ''**فرض الجمعة**'' کے تحت اس آیت سے فرضیت جمعہ پر استدلال کیا ہے۔ علاوہ ازیں احادیث تو واضح طور پر اس کی فرضیت پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((**اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيْضٌ**)) [3]

''جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازماً فرض ہے۔ سوائے چار قسم کے لوگوں کے: غلام، مملوک، عورت، بچہ اور مریض۔''

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] شعب الایمان للبیہقی، رقم: ۲۷٤٥۔ [2] ابن ماجه، رقم: ۱۱۲۸۔

[3] ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب الجمعة للمملوك والمرأة، رقم: ۱۰٦۷، وسنده صحيح۔

((رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُحْتَلِمٍ)) [1]

''جمعہ کے لیے جانا ہر بالغ (مسلمان) پر فرض ہے۔''

ان احادیث سے پتا چلتا ہے کہ جمعہ ایک فرض عبادت ہے۔ اس کی فرضیت میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **اجمع اهل العلم على ان الجمعة واجبة على الاحرار البالغين الذين لا عذر لهم** [2]

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جمعہ ان تمام آزاد بالغ مسلمانوں پر فرض ہے جنہیں کوئی عذر لاحق نہ ہو۔

درج بالا احادیث سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ جمعہ کی فرضیت سے غلام، عورت، نابالغ بچہ اور مریض مستثنیٰ ہیں۔ اور اسی طرح قول راجح میں مسافر بھی اس سے مستثنیٰ ہے۔

امام اہل السنہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مسافر پر جمعہ کی فرضیت کے سلسلے میں سوال ہوا تو انھوں نے فرمایا: نہیں۔ یعنی مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ [3]

اسی طرح اگر کسی کو کوئی شرعی عذر (مثلاً دشمن کا خوف یا شدید بارش وغیرہ) لاحق ہو تو اس سے بھی جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔

۲۔ نمازِ جمعہ کب فرض ہوئی؟

اگرچہ اس بات میں اختلاف ہے کہ نماز جمعہ کب فرض ہوئی تاہم جمہور اہل علم کے نزدیک یہی راجح ہے کہ یہ مدینہ میں فرض ہوئی۔ سورت جمعہ کی آیت (۹) جس میں فرضیت جمعہ کا ذکر ہے وہ مدنی ہے اس سے بھی پتا چلتا ہے کہ جمعہ کی فرضیت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں آنے سے قبل پڑھایا گیا جو صحابی رسول سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر ''حرہ بنی بیاضہ'' میں پڑھایا تھا۔ [4]

---

[1] نسائی، کتاب الجمعة، باب التشديد فی التخلف عن الجمعة، رقم: ۱۳۷۲، وسنده صحيح۔

[2] الاوسط: ۴/ ۱۸۔ [3] دیکھیے: مسائل ابی داؤد، رقم ۳۹۵۔

[4] سنن ابن ماجه، حديث ۱۰۸۲، حسن۔

اس سے پتا چلا کہ کہ اگر چہ اس کی با قاعدہ فرضیت ہجرت کے بعد ہوئی لیکن یہ ہجرت سے قبل مشروع ہو چکا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی یا اپنے اجتہاد سے اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ بعد ازاں ہجرت کے دور ہی میں اسے فرض قرار دے دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے قبل سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جمعہ پڑھایا تھا۔ [1]

لیکن اس کی سند ضعیف ہے اس میں صالح بن ابی الاخضر ضعیف راوی ہے۔

۳۔ دیہات میں نماز جمعہ کا حکم

نماز جمعہ ہر جگہ جائز ہے۔ خواہ شہر ہو یا قصبہ اور دیہات، شریعت محمدی میں نماز جمعہ کے لیے شہر اور بستی کا کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا بعض الناس کی طرف سے اس کے لیے شہر کی شرط لگانا درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [2]

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

اس آیت میں خطاب تمام اہل ایمان کو ہے، خواہ وہ شہر میں رہتے ہوں یا کسی دیہات اور قصبہ میں۔ حدیث سے تو واضح طور پر دیہات میں جمعہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جہاں جمعہ ادا کیا گیا وہ بحرین کی ایک بستی ''جواثاء'' تھی۔ عثمان بن ابی شیبہ نے وضاحت کی کہ یہ عبدالقیس کی بستیوں میں سے تھی۔ [3]

✪ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا وہ ان سے جمعہ کے بارے میں پوچھ رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا: تم جہاں بھی ہو جمعہ پڑھو۔ [4]

---

[1] المعجم الاوسط للطبرانی: ٦٢٩٤۔ [2] الجمعة: ٩۔

[3] ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب الجمعة فی القری، رقم: ١٠٦٨، واللفظ له؛ بخاری، رقم: ٨٩٢۔

[4] مصنف ابن ابی شیبة: ٤/ ٤٨، و سنده صحیح۔

❁ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اس روایت پر درج ذیل باب باندھا ہے: ''من کان یری الجمعة فی القری و غیرھا'' جو شخص گاؤں وغیرہ میں جمعہ کا قائل ہے۔ گویا امام موصوف نے اس اثر سے ثابت کیا ہے کہ گاؤں وغیرہ میں جمعہ پڑھنا جائز ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: و ھذا یشمل المدن و القری اور یہ (حکم) شہروں اور گاؤں پر مشتمل ہے۔ ❶

یعنی اس حکمِ فاروقی سے مراد شہر بھی ہیں اور گاؤں بھی ہیں۔ جہاں بھی آسانی سے ہو سکے نماز جمعہ ادا کرلو۔

❁ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانیوں کے پاس اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ پڑھتے تھے۔ ❷

❁ امام ابوایوب السختیانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مکے اور مدینے کے درمیان پانی والی جگہوں پر رہنے والے لوگوں کی طرف عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لکھ بھیجا تھا کہ نماز جمعہ پڑھو۔ ❸

❁ امام زہری رحمہ اللہ سے امام معمر بن راشد رحمہ اللہ نے ایسے گاؤں کے بارے میں پوچھا جو جامعہ (بڑا) نہ ہو جس میں لوگ جمعہ پڑھتے ہیں کہ کیا میں ان کے ساتھ جمعہ پڑھوں اور قصر کروں؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں۔ ❹

معلوم ہوا کہ نماز جمعہ ہر جگہ جائز و درست ہے۔ لہٰذا بعض الناس کی طرف سے اس کے لیے شہر، تجارتی منڈی اور شرعی جج وغیرہ کی قیود لگانا سراسر زیادتی ہے۔ ایسی قیود خود ساختہ اور شریعت میں اضافے کے مترادف ہیں لہٰذا ان سے بچنا چاہیے۔

۴۔ نماز جمعہ میں نمازیوں کی تعداد کیا ہو؟

نماز جمعہ کے لیے نمازیوں کی کوئی متعین تعداد ضروری نہیں بلکہ جتنے لوگوں کی باجماعت نماز ہو سکتی ہے اتنے لوگوں پر جمعہ کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ اس لیے جو حضرات چالیس

---

❶ فتح الباری: ٢/ ٤٨٨۔

❷ مصنف ابن ابی شیبة: ٤/ ٤٨، و سندہ صحیح الی مالك۔

❸ مصنف عبد الرزاق: ٣/ ١٦٩، و سندہ صحیح۔

❹ ایضاً، ٣/ ١٧٠، و سندہ صحیح۔

افراد کی شرط لگاتے ہیں وہ درست نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے تو بارہ افراد کو بھی جمعہ پڑھایا تھا، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے روز کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ ملک شام سے ایک تجارتی قافلہ آیا سب لوگ جلدی سے اس کی طرف کھسک گئے اور (آپ کے پاس) صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے جن میں سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ [1]

"اور جب وہ کوئی تجارت یا تماشا دیکھتے ہیں تو اٹھ کر اس کی طرف چل پڑتے ہیں۔"

اگر جمعہ کے لیے چالیس افراد کی شرط ہوتی تو آپ ﷺ بارہ افراد کو جمعہ نہ پڑھاتے۔

- جناب عبدالرحمن بن کعب بن مالک جو اپنے والد کے نابینا ہونے کے بعد ان کے قائد تھے۔ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب وہ جمعہ کی اذان سنتے تو سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے۔ میں (عبدالرحمن) نے ان سے کہا: آپ جب بھی اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: اس لیے کہ حرہ بنی بیاضہ میں "**هزم النبيت**" کے اندر انھوں نے ہی سب سے پہلے ہمیں جمعہ پڑھایا تھا۔ ایک نقیع جسے "نقیع الخضمات" کہا جاتا تھا۔ میں نے پوچھا: آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انھوں نے کہا: چالیس افراد۔ [2]

مولانا عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

بنو بیاضہ انصار کی ایک شاخ ہے۔ حرہ ایسی سنگلاخ زمین کو کہتے ہیں جس میں سیاہ پتھر ہوں، یہ بستی مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر تھی۔ ان حضرات کا چالیس کی تعداد میں ہونا ایک اتفاقی عدد اور خبر ہے ورنہ صحت جمعہ کے لیے افراد کی تعداد متعین ہونے کی بابت کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔ اگر یہ استدلال تسلیم کر لیا جائے تو رسول اللہ ﷺ کی دیگر نمازوں کی

---

[1] مسلم، کتاب الجمعة، باب فی قوله تعالیٰ ﴿و اذا راوا تجارة......﴾، رقم: ۸۶۳۔

[2] ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب الجمعة فی القری، رقم: ۱۰۶۹، و سنده حسن۔

جماعت کے اثبات کے لیے بھی افراد کی تعداد کا تعین اور اس کی دلیل طلب کرنی پڑے گی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: السیل الجرار، ۱/ ۲۹۷۔ [1]

جن لوگوں نے نماز جمعہ کے لیے شہر کی شرط لگائی ہے وہ دیہات میں جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر بھی پڑھتے ہیں کہ جمعہ تو ہمارا ہوا نہیں، لہٰذا ظہر پڑھ لیتے ہیں۔ یہ موقف متاخرین احناف کا ہے۔ ان سے سوال ہے کہ اگر دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا تو پڑھاتے کیوں ہیں؟ اور اگر ہو جاتا ہے تو احتیاطی ظہر کا کیا معنی؟ دراصل یہ تقلید شخصی کا کرشمہ ہے جس کی وجہ سے انسان ایک خاص اور محدود نظر و فکر کا پابند ہوتا ہے اور براہ راست قرآن و حدیث پر غور نہیں کرتا، اگر غور و تحقیق کرنے سے مسئلہ امام و مقتدی کے خلاف ہی جاتا ہو، تب بھی امام کے قول پر چلنا اس کی مجبوری ہوتی ہے جس کے نتیجے میں اس طرح کے عجیب و غریب مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس مذکورہ تردد و تذبذب اور تقلید کی روش پر کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

تقلید کی روش سے بہتر ہے خود کشی!
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے [2]

۵۔ نماز جمعہ کا وقت

نماز جمعہ نماز ظہر کی قائم مقام ہے اس لیے اس کا وقت بھی نماز ظہر والا یعنی زوال شمس ہی ہے۔ جمہور صحابہ و تابعی کا یہی موقف ہے۔ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ پھر واپسی میں دیواروں کا سایہ اتنا بھی نہیں ہوتا تھا کہ اس سائے سے ہم کوئی فائدہ اٹھا سکیں۔ [3]

- دوسری روایت میں ہے کہ زوالِ شمس کے بعد ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ ادا کرتے پھر واپس پلٹتے تو سائے کی تلاش میں رہتے۔ [4]
- سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلا شبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جمعہ پڑھاتے تھے جب

---

[1] سنن ابو داؤد، ۱/ ۷۶۲۔ [2] سنن نسائی، ۳/ ۲۰۵۔
[3] بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية......، رقم: ٤١٦٨۔
[4] مسلم، کتاب الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس، رقم: ٨٦٠۔

سورج ڈھل جاتا تھا۔ [1]

* جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس وقت جمعہ پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھاتے پھر ہم اپنی اونٹنیوں کے پاس جاتے اور انھیں آرام پہنچاتے۔ عبداللہ راوی حدیث نے اپنی روایت میں یہ بھی اضافی بیان کیا ہے کہ (جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) جس وقت سورج ڈھل جاتا۔ [2]

* سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں نماز جمعہ کے بعد ہی دوپہر کا کھانا کھاتے اور اس کے بعد ہی دوپہر کا آرام کیا کرتے تھے۔ [3]

۶۔ رکعاتِ جمعہ کی تعداد

نماز جمعہ کی دو رکعات ہیں جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سفر، جمعہ اور عید الفطر وعید الاضحیٰ کی نماز دو دو رکعتیں ہیں، یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اطہر کی رُو سے مکمل ہیں، قصر نہیں۔ [4]

امام ابن المنذر فرماتے ہیں: اہلِ علم کا اس پر اجماع ہے ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ نماز جمعہ دو رکعت ہے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ [5]

۷۔ نماز جمعہ کی ایک رکعت ملے تو؟

اگر کسی کو جماعت کے ساتھ نماز جمعہ کی ایک رکعت مل جائے تو اس کی وہ نماز، نمازِ جمعہ ہی شمار ہوگی لہٰذا اسے چاہیے کہ مزید ایک رکعت پڑھ کر اپنی دو رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر دے۔

---

[1] بخاری، کتاب الجمعة، باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس، رقم: ٩٠٤۔
[2] مسلم، کتاب الجمعة، باب صلاة الجمعة حین......، رقم: ٨٥٨۔
[3] ایضاً، رقم: ٨٥٩۔
[4] ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات......، باب تقصیر الصلاة فی السفر، رقم: ١٠٦٤، و سنده صحیح۔
[5] الاوسط: ٤/ ١٠٦۔

- سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ)) [1]

"جو شخص نماز جمعہ کی ایک رکعت پالے تو یقیناً اس نے (جمعہ) پالیا۔"

- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَلْيُضِفْ إِلَيْهَا أُخْرَى)) [2]

"جو شخص جمعہ کے دن (نماز جمعہ کی) ایک رکعت پالے تو یقیناً اس نے جمعہ پالیا اور وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملالے۔"

- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا إِلَّا أَنَّهُ يَقْضِيْ مَا فَاتَهُ)) [3]

"جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی تو حقیقت میں اس نے جمعہ پالیا اور یہ کہ وہ فوت شدہ (رکعت) ادا کرے گا۔"

- جناب سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر مجھے جمعہ کی ایک رکعت کے سوا اور کچھ نہ ملے تو میں اس کے ساتھ ضرور دوسری رکعت ملالوں گا۔ [4]

- امام نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب تجھے ایک رکعت مل جائے تو اس کے ساتھ دوسری رکعت ملالے۔ [5]

- امام ابن شہاب زھری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: جسے جمعہ کی ایک رکعت ملے تو وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملالے۔ امام ابن شہاب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ سنت ہے۔ [6]

---

[1] نسائی، کتاب الجمعة، باب من ادرك ركعة من صلاة الجمعة، رقم: ١٤٢٦، صحیح۔

[2] سنن دار قطنی، ٢/ ١٣، رقم: ١٥٩٢، و سندہ حسن۔

[3] السنن الکبری للبیهقی، ٣/ ٥٦٧، وسندہ صحیح۔

[4] مصنف ابن ابی شیبة: ٤/ ١١٣، و سندہ صحیح۔

[5] ایضاً، و سندہ صحیح۔

[6] موطاامام مالك، كتاب الجمعة، باب ما جاء فيمن ادرك...... ، رقم: ٢٣٨ وسندہ صحیح۔

امام زھری رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ بیان کر کے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر (مدینہ منورہ) کے اہلِ علم کو اسی پر (عمل کرتے ہوئے) پایا ہے۔

معلوم ہوا کہ جس شخص کو جماعت کے ساتھ ایک رکعت مل گئی گویا اس کو جمعہ کی نماز مل گئی لہذا وہ اپنی باقی ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔ ہاں اگر وہ تشہد میں آ کر ملا ہے تو ایسی صورت میں اہل علم کے دو قول ہیں:

① اس کی نماز جمعہ فوت ہوگئی ہے لہٰذا اب وہ ظہر کی نماز چار رکعات ادا کرے گا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ جب کوئی شخص جمعہ کی ایک رکعت پا لے تو؟ انھوں نے فرمایا: وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے اور جب وہ انہیں تشہد میں بیٹھا ہوا پائے تو چار رکعات ادا کرے۔ [1]

بہت سارے اہلِ علم کا یہی فتویٰ ہے۔

② سلام سے پہلے جب بھی جماعت میں ملے دو رکعت ہی پڑھے اسے جمعہ مل چکا ہے کیونکہ حدیث میں ہے: ((مَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوا)) [2]

''امام کے ساتھ جو نماز پالو پڑھ لو اور جو رہ گئی ہے اسے پورا کرلو۔''

یہ حدیث ہر نماز کے متعلق ہے خواہ نماز جمعہ ہو یا کوئی دوسری نماز۔

✪ امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حکم اور حماد سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے سے پہلے آتا ہے؟ تو ان دونوں نے جواب دیا کہ وہ دو رکعت پڑھے گا۔ [3]

میرے نزدیک دوسرا قول رائج ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے ایک مسافر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے، چاہے وہ آخر میں ملا ہو تو وہ مقیم کی مانند ہی نماز پوری کرے گا۔ اسی طرح نماز جمعہ میں کسی بھی مقام پر ملنے والا شخص نماز جمعہ ہی پوری کرے گا۔ شارح ترمذی مولانا عبد الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ اور شارح ابن ماجہ مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ نے بھی اسی

---

[1] مسائل اسحاق بن منصور، رقم: ٥١٢۔

[2] بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ٩٠٨۔

[3] مصنف ابن ابی شیبة، ٤/ ١١٤، و سنده صحیح۔

موقف کو راجح قرار دیا ہے۔ [1]

البتہ اگر کوئی شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد آیا ہے تو وہ نماز ظہر کی چار رکعات پڑھے گا۔ اس کا جمعہ فوت ہو چکا ہے۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اجماع ہے کہ مقیم شخص کا جمعہ چھوٹ جائے تو چار رکعت (یعنی ظہر کی نماز) ادا کرے۔ [2]

۸۔ نماز جمعہ کی سنتیں

جہاں تک نماز جمعہ کی سنتوں کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں گزشتہ سطور میں بھی وضاحت ہو چکی ہے کہ اگر کوئی شخص خطبہ جمعہ سے پہلے آ گیا ہے تو وہ جتنی چاہے سنتیں پڑھ سکتا ہے البتہ دوران خطبہ آنے والا شخص صرف دو ہی پڑھے گا۔ اور جہاں تک جمعہ کے بعد والی سنتوں کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے: ((اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمُ الْجُمُعَةَ فَلْیُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا)) [3]

"جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھے تو اسے چاہیے کہ اس کے بعد چار رکعات ادا کرے۔"

دوسری روایت میں ہے: ((اِذَا صَلَّیْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوْا اَرْبَعًا)) "جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعت پڑھو۔" عمرو نے اپنی روایت میں یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ ابن ادریس نے کہا کہ سہیل نے بیان کیا ہے: ((فَاِنْ عَجِلَ بِكَ شَیْءٌ فَصَلِّ رَکْعَتَیْنِ فِی الْمَسْجِدِ وَرَکْعَتَیْنِ اِذَا رَجَعْتَ)) [4]

"پھر اگر تجھے جلدی ہو تو دو رکعت مسجد ہی میں پڑھ لے اور دو رکعت جب تو لوٹ جائے تو (گھر میں جا کر) پڑھ لے۔"

ان روایات سے معلوم ہوا کہ زیادہ بہتر یہی ہے نماز جمعہ کے بعد چار سنتیں پڑھی جائیں کیونکہ چار کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ تاہم یہ حکم استحباب پر محمول ہے لہٰذا اگر دو رکعات

---

[1] دیکھیے: تحفة الاحوذی ۳/ ۸۳ ؛ انجاز الحاجة: ٤/ ٤٢٣۔

[2] كتاب الاجماع، رقم: ٥٥۔

[3] مسلم، كتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، رقم: ٨٨١۔

[4] ایضاً۔

بھی پڑھ لی جائیں تو وہ بھی جائز ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سنتیں بھی پڑھی ہیں۔ امام نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر آ کر دو رکعت نماز پڑھتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ [1]

- امام نافع رحمہ اللہ ہی کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوافل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر جا کر دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ [2]

- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعت اس کے بعد بھی دو رکعت پڑھتے اور مغرب کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھتے اور عشاء کے بعد دو رکعت پڑھتے اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں جب گھر واپس ہوتے تب پڑھا کرتے تھے۔ [3]

معلوم ہوا کہ جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھنا بھی درست ہے اور یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے ملتی ہے۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ انہیں گھر میں ادا کیا جائے کیونکہ آپ کا اکثر معمول یہی تھا کہ آپ یہ دو رکعت اپنے گھر میں آ کر ادا فرماتے۔

- امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں پڑھے تو چار رکعت پڑھے اور اگر گھر میں پڑھے تو دو پڑھے۔ [4]

- جناب عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے بعد نماز پڑھتے تو اپنی اسی جگہ سے جہاں انھوں نے جمعہ پڑھا ہوتا کچھ ہٹ جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور پھر اس سے تھوڑا سا اور ہٹ جاتے اور چار رکعتیں پڑھتے میں (ابن جریج راوی حدیث) نے عطا سے پوچھا کہ آپ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے ہوئے کتنی بار دیکھا ہے؟ انھوں نے فرمایا: کئی بار۔ [5]

---

[1] ایضاً، رقم: ۸۸۲۔ [2] ایضاً۔

[3] بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الصلاۃ بعد الجمعۃ، رقم: ۹۳۷۔

[4] ترمذی، کتاب الجمعۃ، باب ما جاء فی الصلاۃ قبل الجمعۃ و بعدھا، رقم: ۵۲۳؛ مسائل اسحاق بن منصور: ۱/ ۲۷۳۔

[5] ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب الصلاۃ بعد الجمعۃ، رقم: ۱۱۳۲، وسندہ صحیح۔

اس روایت سے چھ رکعات کا جواز مل رہا ہے گو آپ ﷺ کے قول و فعل سے تو چھ رکعت پڑھنا ثابت نہیں تاہم آپ کے قول و فعل کو جمع کرنے (قول: ۴+فعل: ۲=۶) سے چھ رکعت ثابت ہوتی ہیں اور غالباً سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے قول و فعل کو جمع کرتے ہوئے چھ رکعت پڑھا کرتے تھے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھنا بھی ٹھیک ہے۔ دو پڑھنا بھی ٹھیک ہے اور چھ پڑھنا بھی ٹھیک ہے۔ [1]

۹۔ نماز جمعہ میں قرأت

نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری میں سورۃ المنافقون پڑھنا مسنون عمل ہے۔ ابن ابی رافع کہتے ہیں کہ مروان نے سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں قائم مقام گورنر مقرر کیا اور وہ خود مکہ چلا گیا، سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور سورۃ الجمعہ کے بعد دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون پڑھی۔ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا: آپ نے دو سورتیں پڑھی ہیں جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھا کرتے تھے۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے جمعہ کے دن یہ سورتیں سنی ہیں۔ [2]

❁ دوسری روایت میں یہ وضاحت ہے کہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری میں سورۃ المنافقون پڑھی۔ [3]

اسی طرح سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی قرأت بھی مسنون عمل ہے۔ جیسا کہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمعہ میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰىكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب عید اور جمعہ ایک دن میں اکٹھے ہو جاتے تو تب آپ بھی دونوں نمازوں میں انہی سورتوں کو پڑھتے تھے۔ [4]

---

[1] مسائل ابی داؤد، رقم: ٤١٧۔
[2] مسلم، کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة، رقم: ٨٧٧۔
[3] ایضاً۔ [4] ایضاً، رقم: ٨٧٨۔

❁ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ [1]

❁ جناب عمیر بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی انھوں نے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھی۔ [2]

نماز جمعہ میں قرأت کے سلسلے میں ایک تیسرا عمل بھی ملتا ہے اور وہ ہے سورۃ الجمعہ اور سورۃ الغاشیہ کی قرأت کا، جناب عبید اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ضحاک بن قیس نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن سورۃ الجمعہ کے علاوہ اور کون سی سورت پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ [3]

نماز جمعہ میں قرأت کے مذکورہ بالا تینوں عمل مسنون ہیں گو قرآن کریم کہیں سے بھی پڑھ لیا جائے تو جائز ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کردہ قرأت کو معمول بنانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کی سنت سے محبت کی علامت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کا باعث ہے اور اس میں جو لذت اور شرف ہے وہ صرف اہل الحدیث ہی کا نصیبہ ہے۔

۱۰۔ خواتین کے لیے نماز جمعہ کا حکم

جہاں تک خواتین کا معاملہ ہے تو اگرچہ ان پر جمعہ فرض نہیں تاہم اگر وہ جمعہ میں شرکت کر لیں تو جائز اور درست ہے۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اجماع ہے کہ عورتیں اگر جمعہ میں آئیں اور امام کے ساتھ جمعہ ادا کر لیں تو درست ہے۔ [4]

آج کل جبکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت دینی تعلیم کا فقدان زیادہ ہے انہیں چاہیے کہ جمعہ میں شریک ہو کر امام کی وعظ ونصیحت سے مستفید ہوں اور احکام ومسائل سے آگاہی حاصل کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جمعہ میں شرکت کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ صرف

---

[1] ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب ما یقرء بہ فی الجمعۃ، رقم: ۱۱۲۵، وسندہ صحیح۔

[2] مصنف ابن ابی شیبۃ، ٤/ ١٣٨، و سندہ صحیح۔

[3] مسلم، کتاب الجمعۃ، باب ما یقرء فی صلاۃ الجمعۃ، رقم: ٨٧٨۔

[4] کتاب الاجماع، رقم: ٥٤ ؛ الاوسط: ٤/ ١٧۔

جمعہ کی فرضیت ان سے ساقط فرمائی ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے غلام اور مریض سے جمعہ کی فرضیت ساقط ہے۔ کیا خیال ہے کہ اگر کوئی غلام یا مریض جمعہ پڑھنے آ جائے تو یہ جائز ہوگا یا ناجائز؟ علاوہ ازیں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے ((لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا)) ''اپنی عورتوں کو مسجدوں سے مت روکو جب وہ تم سے اس کے لیے اجازت مانگیں'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی تو ان کے صاحبزادے بلال نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تو انہیں ضرور روکیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے بڑی بری گالی دی جس جیسی گالی میں نے کبھی نہیں سنی اور فرمانے لگے: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو کہہ رہا ہے کہ اللہ کی قسم! ہم انہیں روکیں گے۔[1]

✪ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ))[2]

''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو اور لیکن انہیں چاہیے کہ زیب و زینت کے بغیر نکلیں''

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت مسجد میں آ کر جمعہ ادا کر سکتی ہے۔ اگر عورتوں کے لیے نماز پنجگانہ کے لیے مسجد میں آنا جائز ہے تو جمعہ کے لیے آنا بالاولیٰ جائز ہے اس سے نہ آپ ﷺ نے منع کیا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کو اختیار ہے کہ وہ عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کرے۔

۱۱۔ عید اور جمعہ اکٹھے آ جائیں تو؟

اگر کبھی نماز جمعہ اور نماز عید اکٹھے ہو جائیں تو عید پڑھنے کے بعد جمعہ کے متعلق رخصت ہے جو پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو نہ پڑھنا چاہے نہ پڑھے۔ بس نماز ظہر ادا کر لے یعنی ایسی

---

[1] مسلم، کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء الی المساجد......، رقم: ٤٤٢۔

[2] ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد، رقم: ٥٦٥، و سندہ حسن۔

صورت میں جمعہ پڑھنا مستحب ہوگا۔ تاہم امام کو چاہیے کہ وہ جمعہ پڑھائے تا کہ جو حضرات جمعہ ادا کرنا چاہیں وہ اس کی امامت میں ادا کر سکیں۔

❁ جناب ایاس بن ابو رملہ شامی کہتے ہیں کہ میں سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے ہاں حاضر تھا اور وہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کر رہے تھے کہ کیا تمھارے ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوئی ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں، اس نے پوچھا تو تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کی نماز پڑھی، پھر جمعے کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا: ''جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔'' [1]

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین اور جمعہ میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: اور جب عید اور جمعہ ایک ہی دن میں اکٹھے ہو جاتے تو تب بھی آپ دونوں نمازوں میں انہیں سورتوں کو پڑھا کرتے تھے۔ [2]

اس حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید اور جمعہ کے اکٹھے ہونے کی صورت میں عید اور جمعہ کی دونوں نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ اور افضل بھی یہی ہے کہ امام مستحب پر عمل کرے نہ کہ رخصت پر۔ ہاں، اگر نمازیوں کی تعداد محدود ہو اور سب کے اتفاق سے جمعہ نہ پڑھنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہو تو ایسی صورت میں امام اور سب نمازی ظہر کی نماز ادا کر لیں۔

❑ جمعہ کے غیر ثابت اعمال اور ان کی فضیلتیں

① والدین کی قبر پر جانے کی فضیلت

❁ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہر جمعہ کو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور وہ فرمانبردار لکھا جاتا ہے۔'' [3]

---

[1] ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب اذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید، رقم: ١٠٧٠ وسندہ حسن۔

[2] مسلم، كتاب الجمعة، باب ما يقرأ فى صلاة الجمعة، رقم: ٨٧٨۔

[3] المعجم الاوسط، رقم: ٦١١٤۔

اس کی سند سخت ضعیف ہے، اس میں عبدالکریم ضعیف، محمد بن النعمان مجہول اور اس کا استاد یحییٰ بن العلاء متروک راوی ہے۔

❁ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے جمعہ کے روز اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اور سورہ یٰسین پڑھی اسے بخش دیا جائے گا۔'' [1]

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے ساتھ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

❁ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اسے حج کے برابر ثواب ملے گا۔'' [2]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں ابومقاتل السمرقندی سخت ضعیف راوی ہے۔

② عمامہ باندھنے کی فضیلت

❁ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ باندھنے والے لوگوں پر درود بھیجتے ہیں۔'' [3]

یہ روایت موضوع ہے، اس میں ایوب بن مدرک کذاب راوی ہے۔

❁ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کی جانب سے جمعہ کے دن جامع مسجدوں کے دروازوں پر فرشتے متعین کیے جاتے ہیں جو ان لوگوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں جنھوں نے اپنے سروں پر سفید عمامے باندھے ہوتے ہیں۔'' [4]

یہ روایت باطل ہے۔ اس کی سند میں یحییٰ بن شعیب راوی ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد بن سری بن سھل الدوری اور علی بن الفتح العسکری وغیرہ نے اس سے باطل احادیث روایت کی ہیں۔

---

[1] الکامل لا بن عدی: ٦/ ٢٦٠۔
[2] تاریخ اصبھان: ١/ ٣٠٠۔
[3] الکامل لا بن عدی: ٢/ ٥۔
[4] تاریخ مدینة السلام: ١٦/ ٣٠٢۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عمامہ کے ساتھ نفل یا فرض نماز بغیر عمامے کے پڑھی جانے والی نماز کے مقابلے میں پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور عمامہ کے ساتھ پڑھا جانے والا جمعہ بغیر عمامہ کے پڑھے جانے والے جمعہ کے مقابلے میں ستر درجے زیادہ فضیلت والا ہے۔'' [1]

شیخ البانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ [2]

③ درود پڑھنے کی فضیلت

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ یہ ایسا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور بلاشبہ جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ''میں نے عرض کیا اور وفات کے بعد بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اور وفات کے بعد بھی، بلاشبہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے اجساد کو کھائے چنانچہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اسے رزق ملتا ہے۔'' [3]

اس کی سند منقطع ہے، علامہ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس سند میں راوی ثقہ ہیں لیکن دو جگہوں میں انقطاع ہے۔ عبادہ بن نسی کی سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہوتی ہے علاء بن الحارث نے یہ بات کہی۔ اور زید بن ایمن کی عبادہ بن نسی سے روایت مرسل ہوتی ہے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے۔

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کا دن تمہارے افضل ایام میں سے ہے، اسی میں آدم کی تخلیق ہوئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت کی بے ہوشی ہوگی لہذا اس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا جسدِ اطہر مٹی ہو جائے گا تب ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک

---

[1] تاریخ دمشق: ۳۷/ ۳۵۵؛ الجامع الصغیر، رقم: ۵۱۰۱۔

[2] السلسلة الضعیفة، رقم: ۱۲۷۔ [3] ابن ماجه، رقم: ۱۶۳۷۔

اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔'' [1]

قول راجح میں یہ روایت بھی ضعیف ہی ہے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں، راقم کا مضمون: جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلت والی روایات کا تحقیقی جائزہ، ماہنامہ ضربِ حق، شمارہ ۱۹، ص ۲۹)

- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درود پڑھا کرو پس جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔'' [2]

یہ روایت بھی ضعیف ہے، اس میں ابو اسحاق مدلس ہے نیز احمد بن محمد الحمرانی اور محمد بن جعفر کے حالات مطلوب ہیں۔

- سیدنا انس ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔'' [3]

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ اس میں قتادہ مدلس، سعید بن بشیر ضعیف عند الجمہور جبکہ داؤد بن جراح مختلط راوی ہے۔

- سیدنا انس ہی سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو جو ایسا کرے گا تو میں اس کے لیے قیامت کے روز گواہی دوں گا یا شفاعت کروں گا۔'' [4]

یہ روایت بھی ضعیف ہے، اس میں یزید الرقاشی اور درست بن زیاد القشیری دونوں ضعیف راوی ہیں۔

- سیدنا انس ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی جمعہ کے دن اسّی مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اسّی سال کے گناہ بخش دے گا۔'' صحابی نے کہا: اللہ کے رسول! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اللھم

---

[1] ابو داؤد، رقم: ۱۰۴۷۔ [2] فضائل الاوقات للبیھقی، رقم: ۲۷۷۔

[3] عمل الیوم و اللیلۃ لا بن السنی، رقم: ۳۷۹۔

[4] شعب الایمان، رقم: ۲۸۹۷۔

صل علی محمد عبدك و نبيك و رسولك النبي الامی ...)[1]

یہ روایت موضوع ہے، اس میں وھب بن داؤد بن سلیمان غیر ثقہ راوی ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک روز قیامت تمام مواقع پر میرے زیادہ قریب تم میں سے وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پڑھتا ہے، جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر درود پڑھا اللہ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا، ستر حاجتیں آخرت کی جب کہ تیس دنیا کی، پھر اللہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا، وہ اسے میری قبر میں ایسے پیش کرے گا جیسے تم پر تحفے پیش کیے جاتے ہیں، وہ فرشتہ مجھے اس شخص کے بارے میں بتائے گا جس نے مجھ پر درود پڑھا ہوگا، اس کے نام کے بارے میں اور اسکے نسب کے بارے میں۔ چنانچہ میں اسے اپنے پاس سفید صحیفے میں محفوظ کرلوں گا۔''[2]

یہ روایت موضوع ہے، اس کی سند میں حکامہ بنت عثمان بن دینار ہے۔ امام عقیلی فرماتے ہیں: عثمان بن دینار سے اس کی بیٹی حکامہ ایسی باطل احادیث روایت کرتی ہے جن کی کوئی اصل نہیں۔[3]

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر نور ہوگا، لہذا جس نے جمعہ کے روز مجھ پر اسی مرتبہ درود بھیجا تو اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''[4]

ہمارے شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سند میں علی بن زید وغیرہ ضعیف راوی ہیں لہذا یہ سند ضعیف ہے۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، بے شک جمعہ کے دن میری امت کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لہذا تم میں سے جس کا درود زیادہ ہوگا یعنی جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا اس کا مرتبہ بھی

---

[1] تاریخ مدینۃ السلام: ١٥/ ٦٣٦، ٦٣٧۔

[2] فضائل الاوقات، رقم: ٢٧٦۔ [3] الضعفاء: ٣/ ٩٣٦۔

[4] الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاھین، رقم: ٢٢؛ السلسلة الضعیفة، رقم: ٣٨٠٤۔

میرے نزدیک زیادہ ہوگا۔'' [1]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں حسن بن سعید الموصلی کے حالات تلاش بسیار کے باوجود ہمیں نہیں ملے نیز اس کا استاد ابراھیم بن حجاج جو ابراھیم بن حبان یا حیان ہے، سخت ضعف ہے۔

- سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''روشن رات (شب جمعہ) اور روشن دن (یوم جمعہ) میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو بلاشبہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ [2]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں عبدالمنعم بن بشیر سخت ضعیف راوی ہے۔

- سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ جمعہ کے روز جو کوئی بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے، اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' [3]

یہ روایت ضعیف ہے، اس مین ابورافع اسماعیل بن رافع ضعیف الحفظ ہے۔

- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم اپنے نبی پر روشن رات اور روشن دن (جمعہ) میں کثرت سے درود بھیجا کرو۔'' [4]

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ سند سخت ضعیف ہے۔

- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اسکے ساتھ ایک ایسا عظیم الشان نور ہوگا کہ اگر وہ نور ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔'' [5]

یہ رویت ضعیف ہے، اس میں محمد بن عجلان مدلس عنعن سے بیان کر رہا ہے۔

- سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ

---

[1] السنن الکبری للبیھقی: ۳/ ٦٥٤، رقم: ٥٩٩٥۔
[2] المعجم الاوسط، ١/ ٨٤، رقم: ٢٤١۔
[3] شعب الایمان: رقم: ٢٨٩٥۔ [4] ایضاً، رقم: ٢٨٩٨۔
[5] حلیة الاولیاء: ٨/ ٤٧، ابراھیم بن ادھم۔

کے دن مجھ پر دو سو مرتبہ درود بھیجا اس کے دو سو سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' [1]

اس روایت کے متعلق علامہ سخاوی کہتے ہیں: اسے دیلمی نے روایت کیا اور یہ صحیح نہیں ہے۔

✿ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس نے جمعہ کے دن سو مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر نور میں سے ایک نور ہو گا۔ لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ کون سا عمل کیا کرتا تھا؟ [2]

یہ موقوف روایت بھی ضعیف ہے، اس میں محمد بن عجلان مدلس راوی عنعن سے بیان کر رہا ہے جب کہ ابو فاطمہ اور ابو یحییٰ کے حالات مطلوب ہیں۔

④ مخصوص اذکار کی فضیلت

✿ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی جمعہ کے دن نماز فجر سے پہلے تین مرتبہ ((استغفر الله الذی لا اله الا هو وأتوب اليه)) پڑھے گا تو اس کے تمام گناہ خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں، معاف کر دیے جائیں گے۔'' [3]

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ اس میں عبدالعزیز بن عبدالرحمن القرشی سخت ضعیف راوی ہے جبکہ خصیف ضعیف عند الجمہور ہے۔

✿ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ کے دن مومن مردوں اور مومن عورتوں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے استغفار کیا کرتے تھے۔ [4]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں خبیب بن سلیمان مجہول، جعفر بن سعد ضعیف عند الجمہور ہے۔

✿ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی جمعہ سے فارغ ہو کر سو مرتبہ سبحان الله العظيم و بحمده پڑھے گا اس کے ایک ہزار گناہ اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف ہو جائیں گے۔'' [5]

---

[1] القول البديع، ص ١٩٦۔ [2] شعب الايمان، رقم: ٢٩٠٠۔
[3] عمل اليوم والليلة لا بن السنی، رقم: ٨٣۔
[4] المعجم الكبير: ٤/ ٢٢٠، رقم: ٧٠٧٩۔
[5] عمل اليوم والليلة لا بن السنی، رقم: ٣٧٧

محققین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن جب مسجد میں داخل ہوتے تو مسجد کا دروازہ پکڑ کر یہ دعا پڑھتے: ((اللھم اجعلنی وجه من توجه الیك، واقرب من تقرب الیك و افضل من سألك و رغب الیك)) [1]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں ابراھیم بن قدیر مجہول، سمرہ الخزار ضعیف راوی ہے۔

⑥ مختلف سورتوں کی فضیلت

❁ سورہ آل عمران:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے جمعہ کے دن سورہ آل عمران کی تلاوت کی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سورج غروب ہونے تک اس پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ [2]

اس کی سند سخت ضعیف ہے، اس میں طلحہ بن زید الرمی متروک راوی ہے۔

❁ سورہ ھود:

جناب کعب الاحبار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن سورہ ھود پڑھا کرو۔'' [3] (یہ روایت مرسل ہے)

❁ سورہ یٰسین:

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کی رات سورہ یٰسین پڑھی اسے بخش دیا جائے گا۔'' [4]

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

❁ سورہ الدخان:

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کی

---

[1] عمل الیوم واللیلة، رقم: ٣٧٤۔ [2] المعجم الاوسط: ٤/٣٣٥، رقم: ٦١٥٧۔

[3] دارمی، رقم: ٣٤٠٤۔

[4] الترغیب والترھیب للمنذری، رقم: ١٠٩٠، السلسلة الضعیفة، رقم: ٥١١١۔

رات سورہ حٰم الدخان پڑھی اسے بخش دیا جائے گا۔'' [1]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں ھشام ابو المقدام متروک ہے نیز امام ترمذی فرماتے ہیں کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔

سیدنا امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن سورہ حٰم الدخان پڑھی اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔'' [2]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں فضال بن جبیر سخت ضعیف راوی ہے۔

⑥ نماز با جماعت کی فضیلت

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اس کے لیے ایک مقبول حج کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اگر وہ عصر بھی پڑھ لے تو اسے عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ پھر اگر وہ اپنی اسی جگہ چہل قدمی بھی کرے تو اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے گا اسے ملے گا۔'' [3]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں ابراہیم بن حبان جو کہ ابراھیم بن براء بن نضر بن انس بن مالک ہے وہ سخت ضعیف ہے، اس نے امام شعبہ اور دونوں حمادوں سے باطل روایات بیان کی ہیں۔ [4] مذکورہ روایت بھی اس نے شعبہ ہی سے بیان کی ہیں۔

❑ جمعہ کی متفرق بدعات

علامہ احمد بن حجر نے ''بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم'' میں جمعہ کے حوالے سے بعض بدعات ذکر کی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

① ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ پانچ مرتبہ مندرجہ ذیل دونوں اشعار کو یہ عقیدہ رکھتے ہوئے پڑھنا کہ جو لوگ ہمیشہ ایسا کریں گے انہیں اللہ تعالیٰ اسلام پر مرنے کی توفیق دے گا، باطل قانون

---

[1] ترمذی، رقم: ۲۸۸۹۔

[2] المعجم الکبیر، ٤/ ۲۲۱، رقم: ۸۰۲٦۔

[3] موضح اوھام الجمع و التفریق، ص:٤٠٨۔

[4] المغنی فی الضعفاء، ١/ ٢٥۔

اور بُری بدعت نیز مضحکہ خیز حماقت ہے اس سے عقول سلیمہ کو کوفت اور کبیدگی ہوتی ہے۔
دونوں اشعار یہ ہیں۔

اِلٰهِيْ لَسْتُ لِلْفِرْدَوْسِ اَهْلًا
وَلَا اَقْوٰى عَلٰى نَارِ الْجَحِيْمِ

"اے اللہ! میں فردوس کے لائق نہیں ہوں اور جہنم کی آگ کو برداشت کرنے کی مجھے طاقت نہیں ہے۔"

فَهَبْ لِيْ تَوْبَةً وَّاغْفِرْ ذُنُوْبِيْ
فَاِنَّكَ غَافِرُ الذَّنْبِ الْعَظِيْمِ

"لہٰذا تو مجھے توبہ کی توفیق دے اور میرے گناہوں کو معاف فرما، کیونکہ تو بڑے بڑے گناہوں کا معاف کرنے والا ہے۔"

مذکورہ اشعار کو یہ لوگ امام شعرانی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ فقہائے شافعیہ میں سے کچھ متاخرین نے ان اشعار کو پڑھنے کی تحسین کی ہے مگر کوئی شک نہیں کہ اس بات کو باقی رکھنا اور اس سلسلے میں مذکورہ بالا عقیدہ رکھنا مقام تباہی ہے اور جہل کی بنا پر ہے۔ پتہ نہیں کہ کس دلیل کی بنا پر حاشیہ نگاروں اور شارحین کتب نے مذکورہ بات گھڑ لی اور اس کو سنت و مستحب قرار دے ڈالا؟

کوئی شک نہیں کہ مسنون، مستحب اور مندوب وہی چیز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جبکہ مذکورہ بالا بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہونا بہت دور کی بات ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کی اس تحسین سے تم ہوشیار و خبردار رہنا، یہ کام ظن پرستی ہے، اللہ نے ظن پرستی کی بنا پر مشرکین کی مذمت کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ﴾ (النجم:۲۸)

"یہ (مشرکین) صرف ظن کی پیروی کر رہے ہیں اور بے شک ظن حق کے بالمقابل کسی کام کا نہیں ہے۔"

② نماز جمعہ کے بعد دونوں پاؤں موڑنے سے پہلے سات، سات مرتبہ سورۂ معوذتین اور فاتحہ کا پڑھنا جیسا کہ شوافع نے ابوالاسعد قشیری کی روایت کردہ ایک حدیث کو دلیل بنا کر کہا ہے، بدعت ہے، کیونکہ یہ حدیث بہت ہی زیادہ ضعیف ہے۔تم احادیث صحیحہ پر کاربندرہو، کیونکہ احادیث صحیحہ بہت زیادہ ہیں۔

③ بعد نماز جمعہ ایک ہزار مرتبہ سورہ ''قل ھواللہ احد'' پڑھنے کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو ہمیشہ ہونا چاہیے، لیکن بے اصل اور غیر ثابت شدہ قیود کے ساتھ نہیں۔ اس سلسلے میں ایک روایت یوم جمعہ کی قید کے بغیر مروی ہے کہ جس نے ایک ہزار مرتبہ سورہ قل ھو اللہ پڑھی اس نے اپنے آپ کو خرید لیا۔۔۔لیکن یہ حدیث موضوع ہے۔اس کی سند میں مجاشع نامی راوی کذاب ہے اور حجاج بن میمون بصری ساقط الاعتبار ہے۔

④ جمعہ کی نماز کے بعد ''شخیر ونخیر'' کا ورد کرنے کے لیے صوفیا کا اکٹھا ہونا گناہ وضلال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں یہ بڑا الحاد اور ردّ وبدل ہے۔

⑤ اقربا یا اولیا یا سلسلۂ تصوّف کے مشائخ طریقت کے لیے فاتحہ خوانی مثلاً یہ کہنا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کے لیے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے، سیدی احمد البدوی کے لیے یا شیخ دسوقی جیلانی، نقشبندی، رفاعی کے لیے یا ہمارے آبا وَاجداد اور مشائخ اقربا کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

پھر امام تین تین بار سورہ فاتحہ واخلاص یا گیارہ، گیارہ باران دونوں سورتوں کو پڑھے اور مقتدی لوگ امام کی پیروی کرتے ہوئے ان سورتوں کو اسی طرح پڑھیں۔

کوئی صاحب عقل اس میں شک نہیں کرسکتا کہ یہ فعل وعمل بدعت وباطل ہے چاہے نماز جمعہ کے بعد کیا جائے یا پنجگانہ نمازوں کے بعد۔

⑥ بعض عوام اور خطیب لوگ خطبۂ جمعہ کے دوران یا بعد نماز جمعہ دھاگہ میں متعدد گرہیں لگاتے ہیں اور یہ خیال وعقیدہ رکھتے ہیں کہ ان گرہوں کے ذریعہ بخار وحرارت کو باندھ رہے ہیں اور اس تدبیر سے بخار زدہ کا بخار ختم ہوجائے گا۔ چنانچہ بخار زدہ آدمی کو حکم دیا جاتا ہے کہ گرہ لگائے ہوئے اس دھاگا کو اپنے بازو میں باندھ لے یا گلے میں لٹکائے۔ یہ طریق بدعت

وممنوع ہے۔

⑦ جمعہ کے دن دوسری اذان کے بعد ''الترقیۃ'' نامی عمل بدعت وممنوع ہے۔ بعض مقامات پر ''الترقیہ'' اذان سے پہلے کیا جاتا ہے۔ ''الترقیہ'' ان لوگوں کی اصطلاح میں وقتِ مذکور میں یہ قرآنی آیت پڑھتے ہیں۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٥٦)

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجو۔''

⑧ جمعہ کے روز ''التذکیر'' نامی عمل بھی بدعت ہے۔ ''التذکیر'' ان لوگوں کی اصطلاح میں جمعہ کے دن یا رات میں منارہ پر چڑھ کو مؤذن کا بعض اذکار اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا لوگوں کو یہ بتلانے کے لیے کہ آج کی رات جمعہ کی رات یا آج کا دن جمعہ کا دن ہے تاکہ لوگ جمعہ کی تیاری کریں۔

⑨ بدعات میں سے بعض مؤذنوں کی ایجاد کردہ یہ بات بھی ہے کہ کچھ شہروں میں امام جب مسجد میں خطبہ دینے کے لیے منبر کا ارادہ کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے آتا ہے تو مؤذن لوگ کھڑے ہوکر مکرر سہ کرر بار بار بلند آواز سے نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک امام منبر پر نہ پہنچ جائے۔

مذکورہ بالا بات بدعت ہے۔ اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا جلیل القدر عبادتوں میں سے ہے، لیکن اس کیفیت کے ساتھ درود پڑھنا مروی نہیں اور رسول اللہ ﷺ جب منبر پر بیٹھنے کا ارادہ کرتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔

⑩ جمعہ کی نماز کے بعد لوگوں کا یہ کہنا بدعت ہے: ((تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ)) ''اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری نمازیں قبول کرے۔''

⑪ جو بچہ چل نہیں پاتا اور سرین کے بل گھسٹتا ہوا چلتا ہے اس کے دونوں پاؤں کے انگوٹھوں کو ایک دھاگا سے باندھ کر بعض عورتیں جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو

جاتی ہیں اور مسجد سے نکلنے والے سب سے پہلے شخص سے کہتی ہیں کہ بچے کے انگوٹھوں میں لگی ہوئی گرہ کو کھول دو اور یہ گمان وخیال رکھتی ہیں کہ یہ کاروائی کرنے سے دو ہفتہ بعد بچہ پاؤں کے بل چلنے لگے گا۔ یہ بدعت اور غلط کام ہے۔

⑫ جمعہ کے روز بعض لوگ مسجد کے دروازہ پر پانی سے بھرا ہوا پیالہ لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں تاکہ مسجد سے نکلنے والے لوگ یکے بعد دیگرے اس پانی میں تھوک دیں جس سے برکت و شفا حاصل ہونے کا اعتقاد رکھا جاتا ہے، یہ اعتقاد وعمل بدعت اور غلط ہے۔ (الاجوبۃ النافعۃ)

⑬ بعض مسجدوں اور جامع مسجدوں میں مؤذن لوگوں کی عادت ہے کہ نماز جمعہ کے بعد اور دوسری نمازوں کے بعد یہ قرآنی آیت تلاوت کرتے ہیں: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجو۔'' اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، یہ کام بدعت ہے۔

⑭ جمعہ کے دن امام کا ''فاعلم انه'' پڑھنا اور مقتدیوں کا اس کے جواب میں دس مرتبہ یا بعض جگہ سو مرتبہ ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھنا بدعت ہے۔

⑮ یہ بات بھی بدعات میں سے ہے کہ نماز جمعہ کے لیے اقامت ہونے سے پہلے صحابہ کرام کے لیے رضی اللہ عنہم دعا پڑھنے اور سلطان کے لیے دعا کرنے کے وقت مؤذن لوگ کھڑے ہو جائیں اور سب مل کر اقامت کہیں۔ خصوصاً یہ صورت عمل اور بھی خراب ہے کہ ہر آدمی کی زبان سے اقامت کا ہر لفظ نکلے، سنت یہ ہے کہ ایک آدمی اقامت کہے اور کھڑے ہو کر اقامت کہے، لیکن اس وقت کھڑا ہونا چاہیے جب کہ اقامت کہنی ہو، اور اقامت اسے کہنا چاہیے جس نے اذان دی ہو۔ [1]

---

[1] بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم، ص ۳۷۳ تا ۳۸۳ ملخصاً۔

یوم جمعہ کے چند دیگر مسائل

① روزہ رکھنا

خاص جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ محمد بن عباد بن جعفر سے مروی ہے کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اس موقع پر میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ تو انھوں نے کہا: جی ہاں! مجھے اس گھر کے رب کی قسم ہے۔ [1]

اس حدیث سے پتا چلا کہ خاص جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ ممکن ہے کہ اس ممانعت کی وجہ یہ ہو کہ چونکہ جمعہ کا دن مسلمانوں کی ہفتہ وار عید ہے لہٰذا اس دن کا اکیلا روزہ رکھنا ایک لحاظ سے عید کے دن روزہ رکھنے سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے شریعت نے اس سے منع فرما دیا ہو۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مسلمان جمعہ کی اس طرح تعظیم نہ کریں جس طرح یہود نے ہفتہ کے دن کی تعظیم کی تھی اور باقی اعمال سے غفلت برتنے لگ جائیں۔ واللہ اعلم۔

تاہم چونکہ یہ ہفتہ وار عید ہے اس لیے اگر اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کے دن کا روزہ بھی رکھ لیا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((لَا يَصُوْمُ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ)) [2]

> ''تم میں سے کوئی بھی جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا بھی روزہ رکھے۔''

✪ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے پاس آئے اور وہ اس وقت روزے سے تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((اَصُمْتِ اَمْسِ؟)) ''کیا تو نے گذشتہ کل روزہ رکھا تھا؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ((تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُوْمِيْ غَدًا؟)) ''کیا آئندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟'' کہنے لگی: نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مسلم، کتاب الصیام، باب کراھة افراد یوم الجمعة......، رقم: ۱۱٤۳۔

[2] بخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعة، رقم: ۱۹۸۵۔

((فَأَفْطِرِيْ)) ''پھر تو روزہ کھول دے۔'' ❶

معلوم ہوا کہ خالی جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ہے اگر اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ رکھ لیا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ یا اگر کسی خاص تاریخ کا روزہ آ گیا ہو اور اتفاقاً اس دن جمعہ ہو تو اس صورت میں بھی جمعہ کا روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں مثلاً یوم عرفہ کا روزہ جمعہ کے دن آ جائے تو ایسی صورت میں یہ ممانعت نہ ہو گی۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ وَلَا تَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُهُ أَحَدُكُمْ)) ❷

''تم راتوں میں سے صرف جمعہ کی رات کو قیام کے ساتھ مخصوص نہ کرو اور نہ دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزے کے ساتھ خاص کرو سوائے اس شخص کے جو (کسی تاریخ کو) روزہ رکھتا ہو۔''

✪ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ((إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمُ عِيْدٍ، فَلَا تَجْعَلُوْا يَوْمَ عِيْدِكُمْ يَوْمَ صِيَامِكُمْ إِلَّا أَنْ تَصُوْمُوْا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ)) ❸

''بے شک جمعہ کا دن عید کا دن ہے۔ لہٰذا تم اپنے عید کے دن کو اپنے روزے کا دن مت بناؤ، اِلا یہ کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد (ایک دن) روزہ رکھ لو۔''

حاصل کلام یہ ہے کہ جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے اگر کسی نے رکھنا ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

① ایک تو یہ کہ وہ جمعہ کے ساتھ ہفتہ یا جمعرات کا بھی روزہ رکھے۔

② دوسری صورت یہ ہے کہ جب کسی خاص تاریخ مثلاً یومِ عرفہ وغیرہ کا روزہ آ جائے اور اتفاقاً اس دن جمعہ ہو تو اس صورت میں اجازت ہے۔ بصورتِ دیگر صرف جمعہ کا روزہ رکھنا

---

❶ ایضاً، رقم: ۱۹۸٦۔

❷ مسلم، کتاب الصیام، باب کراھة افراد یوم الجمعة......، رقم: ۱۱٤٤۔

❸ ابن خزیمة، رقم: ۲۱٦۷؛ احمد، ۱۳/ ۳۹۵، اسنادہ حسن۔

جائز نہیں۔

ہمارے ہاں بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ وہ رمضان کے مہینے کے عام دنوں میں روزہ نہیں رکھتے لیکن جمعہ کے دن بڑی عقیدت اور احترام سے رکھتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ صرف جمعہ کا روزہ ان کے ذمہ باقی روزوں کی تلافی کر دے گا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ صرف جمعہ کا روزہ تو منع ہے اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی ممنوع دن کا روزہ رکھنے سے ہفتہ بھر کے گناہوں کی تلافی ہو جائے۔ ماہ رمضان کا جان بوجھ کر روزہ چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے۔

② ہفتہ وار تعطیل

یومِ جمعہ کے حوالے سے ایک مسئلہ ہفتہ وار تعطیل کا بھی ہے کہ آیا یہ جمعہ کے دن ہونی چاہیے یا اتوار کے دن؟ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جمعہ کے دن ہونی چاہیے جب کہ کچھ کہتے ہیں کہ اتوار اس کے لیے موزوں دن ہے۔ ہمارے ملک میں سرکاری سطح پر پہلے اتوار کو چھٹی ہوتی تھی پھر جمعہ کے دن کر دی گئی لیکن اب پچھلے کوئی سولہ سترہ سال سے اتوار ہی کے دن ہو رہی ہے۔ باوجود اس کے کہ مذہبی حلقوں کی جانب سے گاہے بگاہے یہ مطالبہ سامنے آتا رہتا ہے کہ جمعہ کی چھٹی بحال کی جائے مگر بے سود۔

مجھے یاد ہے کہ شروع میں جب جمعہ کی چھٹی ختم کر کے اتوار کو کی گئی تو اس کی وجہ یہ بیان کی گئی تھی کہ جمعہ کی چھٹی سے ملک کو معاشی نقصان ہو رہا ہے، وہ یوں کہ جمعہ کے دن عالمی منڈیوں میں کاروبار ہوتا ہے جب کہ ہم لوگ اس دن چھٹی منا رہے ہوتے ہیں اور اتوار کو ہمارے ہاں کاروبار ہوتا ہے لیکن اس روز عالمی منڈیاں بند ہوتی ہیں۔

مذہبی لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے یہ جواز پیش کیا گیا کہ جمعہ کی چھٹی سے لوگ لغویات میں مبتلا ہو کر جمعہ کا تقدس پامال کرتے ہیں، نماز جمعہ نہیں ادا کر پاتے، لہٰذا جمعہ کو چھٹی ہی نہ دی جائے۔ اب اس میں در پردہ کیا پلان اور سازش تھی، اغیار کا دباؤ تھا یا اپنوں کی چال تھی؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ تاہم اہل وطن کو مطمئن کرنے کے لیے بس یہ دو دلیلیں تھیں جنہیں طفل تسلیاں ہی کہا جائے تو بہتر ہوگا۔ باقی جہاں تک ہفتہ وار تعطیل کا تعلق ہے تو اس

حوالے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کا حکم کیا ہے؟ کیونکہ اسلام میں یہ فرض تو ہے نہیں کہ ہفتے میں ایک دن چھٹی کی جائے اور نہ ہی کوئی دوسرا ایسا حکم ہے کہ جس سے یہ واضح ہوتا ہو کہ ہفتے میں ایک دن ضرور چھٹی کی جائے۔ اگر نہ کی تو گناہ ہوگا۔ ایسا بالکل نہیں، لہٰذا اگر ہفتہ وار چھٹی کا نظم نہ بھی ہو تو شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن اگر کسی وجہ سے اس کی ضرورت سمجھی جائے کہ ہفتہ میں ایک دن لازماً چھٹی کرنی ہے تو اس کے لیے جمعہ ہی کا دن موزوں اور مناسب ہے۔ جس کی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً:

① اس میں مسلمانوں کی موافقت اور عیسائیوں کی مخالفت ہے کیونکہ وہ اتوار کو چھٹی کرتے ہیں اگر ہم بھی اتوار کو چھٹی کریں گے تو عیسائیوں سے موافقت ہوگی اور مسلمانوں سے مخالفت ہوگی۔ کیونکہ اکثر مسلم ممالک جمعہ ہی کو چھٹی کرتے ہیں اور شریعت نے ہمیں یہود ونصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا ہے اور یہ مخالفت تبھی ہوگی جب ہم جمعہ کو چھٹی کریں گے۔

② جمعہ کا دن ہمارے لیے ایک خاص عبادت کا دن ہے لہٰذا اس میں دنیاوی مشغولیات کم کر کے خود کو عبادت کے لیے فارغ کرنا مستحب عمل ہے اور جمعہ کی چھٹی سے اس مقصد کو بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جمعہ کا تیئسواں خاصہ یہ ہے کہ یہ وہ دن ہے کہ جس دن عبادت کے لیے فارغ ہونا مستحب ہے اور واجب عبادت کے باعث باقی ایام پر اس دن کو ایک خاص فوقیت حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر ملت کے لیے ایک دن ایسا بنادیا کہ وہ اس دن دنیا کے کاموں سے الگ ہو کر یکسوئی سے عبات کرسکیں۔ تو اہل اسلام کے ہاں بھی جمعہ کا دن عبادت کا دن ہے۔ اس طرح دنوں میں اس کی حیثیت ایسی ہے جیسے مہینوں میں رمضان شریف کی ہے اور اس میں ساعت اجابت کی مثال ایسی ہے جیسی کہ رمضان المبارک میں لیلۃ القدر کی حیثیت ہے۔ [1]

③ جمعہ اہلِ اسلام کے لیے ہفتہ وار عید کا دن ہے جیسا کہ احادیث نبوی میں اسے عید کہا گیا ہے۔ تو جس طرح عید کے دن چھٹی کو ترجیح دی جاتی ہے اسی طرح یہ دن بھی چھٹی کا مستحق ہے۔

④ بطور خاص ہمارے ملک کے آئین کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اتوار کے بجائے جمعہ کے

---

[1] زاد المعاد: ۱/ ۳۳٦۔

دن چھٹی ہو کیونکہ ملکی آئین میں یہ صاف لکھا ہے کہ مسلمان اس بات کے قابل بنائے جائیں کہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے گوشے قرآن وسنت میں عطا کی گئی تعلیمات اسلامی اور اس کے تقاضوں کے مطابق ترتیب دے سکیں۔'' ظاہر ہے کہ قرآن وسنت کا تقاضا اتوار کے دن چھٹی کا نہیں بلکہ جمعہ کے دن چھٹی کا ہے۔

⑤ تمام مکاتب فکر کے جید علما بھی اس بات پر متفق ہیں کہ اگر ہفتہ وار چھٹی کرنی ہی ہو تو وہ اتوار کی بجائے جمعہ کے دن ہو۔

علامہ محمد یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں: اتوار کا دن عیسائیوں کا مذہبی دن ہے اور ہفتہ کا دن یہودیوں کا ''یوم السبت'' یعنی چھٹی کا دن ہے اس لیے ہفتہ اور اتوار کو چھٹی میں یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ہے جس کی وجہ سے پورا مسلمان معاشرہ گناہ گار ہوگا اس لیے چھٹی تو جمعہ کے دن ہی ہونی چاہیے۔ (اگر ہفتے میں ایک دن کی چھٹی ضروری ہو) رہا یہ کہ لوگ اس مقدس دن کو لغویات میں گزارتے ہیں۔ اس کے لیے ان لغویات پر پابندی ہونی چاہیے اور جو لوگ ان لغویات میں مبتلا ہو کر جمعہ کی نماز میں کوتاہی کرتے ہیں ان کو اپنے دین وایمان کی خیر منانی چاہیے۔ [1]

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: ''اسلام میں چھٹی کرنے کا کوئی حکم نہیں ہے لیکن جب ہفتہ میں ایک دن چھٹی کرنی ہی ہے تو اس دن چھٹی کرنی چاہیے جو اسلام میں مقدس ہے۔ عیسائی اور یہودی اپنے اپنے مقدس دنوں میں اتوار اور ہفتہ کی چھٹی کرتے ہیں۔ سو ہمیں اپنے مقدس دن میں چھٹی کرنی چاہیے اور وہ جمعہ کا دن ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ باقی تمام مسلمان ملکوں میں جمعہ کے دن چھٹی ہوتی ہے تو ہمیں بھی باقی مسلمان ملکوں سے موافقت کرتے ہوئے جمعہ کے دن چھٹی کرنی چاہیے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ اتوار کو چھٹی کرنے سے عیسائیوں کی موافقت ہوگی۔ جب کہ ہمیں عیسائی کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ [2]

ہمارے علم کے مطابق علماء اہل حدیث میں سے بھی کوئی عالم اس کے مخالف نہیں کہ ہفتہ وار چھٹی جمعہ کے روز ہو۔

---

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۸/ ٤١٤۔ [2] تبیان القرآن: ۱۱/ ۸۹۱۔

باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جمعہ کی چھٹی کرنے سے ملک کو معاشی نقصان ہوتا ہے۔ ہم اس سے متفق نہیں کیونکہ: اولاً تو مسلمان اگر جمعہ کے دن چھٹی، جمعہ کے دن عبادت اور اطاعت میں مشغولی کے باعث کریں، اس دن کے جو خصوصی اعمال بیان فرمائے گئے ہیں انہیں بجا لائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اس قدر وافر رزق عطا فرمائے کہ جس کا انہیں وہم وگمان بھی نہ ہو۔

ثانیاً: مغربی ممالک کے ساتھ جغرافیائی فرق کی وجہ سے ویسے بھی ہمارے اور ان کے اوقات کی یکسانیت نہیں ہے۔ مثلاً امریکہ کا وقت ہم سے تقریباً بارہ گھنٹے پیچھے ہے۔ آسٹریلیا کا وقت ہم سے تقریباً دس بارہ گھنٹے پہلے ہے اور برطانیہ کا وقت پانچ گھنٹے پیچھے ہے۔ دیگر بہت سارے ممالک کا وقت بھی ہمارے وقت سے کافی مختلف ہے۔ ہمارے ہاں صبح ہوتی ہے تو وہاں شام ہوتی ہے لہٰذا ان ممالک کی یکسانیت سے استدلال کرنا درست نہیں۔ علاوہ ازیں یہ کہنا کہ جمعہ کے دن چھٹی ہونے سے لوگ مختلف قسم کی خرافات میں مبتلا ہو کر جمعہ کے تقدس کو پامال کرتے ہیں۔ یہ بھی محض طفل تسلی ہے اور کچھ نہیں کیونکہ اگر یہی بات ہے تو پابندی ان لغویات اور خرافات پر لگنی چاہیے جن کی وجہ سے جمعہ کا تقدس پامال ہوتا ہے نہ کہ اس کی چھٹی ہی بند کر دی جائے۔

⑤ جمعہ کے دن دعوت کرنا

جمعہ کے دن دوست احباب کی دعوت کرنا اور اکٹھے مل بیٹھ کر کھانا جائز ہے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک خاتون رہتی تھی اس نے پانی کے کھال پر ایک کیاری بنائی ہوئی تھی جس میں وہ چقندر کاشت کرتی جمعہ کا دن آتا تو وہ چقندر اکھاڑ لاتی انھیں ایک ہانڈی میں پکاتی پھر اوپر سے ایک مٹھی جَو کا آٹا چھڑک دیتی اس طرح یہ چقندر گوشت کی طرح ہو جاتے۔ ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس آتے اور اسے سلام کرنے کے لیے حاضر ہوتے تو وہ یہی پکوان ہمارے آگے کر دیتی ہم اسے چاٹ جاتے، ہم لوگ ہر جمعہ کو اس کے ہاں کھانے کے آرزومند رہا کرتے تھے۔ [1]

---

[1] بخاری، کتاب الجمعة، باب قول اللہ تعالیٰ، ﴿فاذا قضیت الصلاة......﴾ رقم: ۹۳۸۔

④ حج اکبر کا دن:

عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ جو حج جمعہ کے دن ہو وہ ''حج اکبر'' ہے اور اس کی بڑی فضیلت ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں۔ جمعہ کا دن بلا شبہ بڑی عظمت اور فضیلت والا ہے لیکن یہ کہنا کہ جو حج جمعہ کے دن ہو وہ ''حج اکبر'' ہے۔ یہ درست نہیں۔ حج اکبر کے بارے میں راجح قول یہی ہے کہ اس سے مراد عام حج ہے جو ہر سال کیا جاتا ہے اور اس کے مقابلے میں عمرہ حج اصغر ہے۔ چنانچہ حج کو عمرہ سے ممتاز کرنے کے لیے 'حج اکبر'' کہا گیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ حج کو حج اکبر اس لیے کہا گیا کہ لوگ (عمرہ کو) حج اصغر کہنے لگے تھے۔ [1]

قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ [2]

''اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کے سامنے اعلان ہے کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری ہیں۔''

اس آیت میں حج اکبر سے مراد وہی حج ہے جو ہر سال کیا جاتا ہے اور یوم حج اکبر یعنی ''حجِ اکبر کا دن'' سے مراد یومِ نحر ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر یوم نحر کو جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: ((هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ)) [3] ''یہ ہے حجِ اکبر کا دن۔''

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن شداد سے حج اکبر اور حج اصغر کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حج اکبر یوم نحر ہے اور حج اصغر عمرہ ہے۔ [4]

معلوم ہوا کہ حج اکبر سے مراد عام حج ہے جو ہر سال کیا جاتا ہے اور یوم حج اکبر یومِ نحر ہے، نہ کہ جمعہ کا دن۔ ایک روایت میں ہے ''تمام دنوں میں وہ دن افضل ہے جو عرفہ کے ساتھ

---

[1] بخاری، کتاب الجزیۃ، باب کیف ینبذ الی اهل العهد، رقم: ۳۱۷۷۔
[2] ۹/التوبہ: ۳۔
[3] بخاری، کتاب الحج، باب الخطبة ایام منی، رقم: ۱۷٤۲۔
[4] جامع البیان للطبری، ۹/ ۵۸، و سنده حسن۔

جمعہ کے دن ہو اور وہ ان ستر حجوں سے افضل ہے جو جمعہ کے علاوہ دوسرے دنوں میں ہوں۔"
محدث مبارک پوری رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: اور یہ مرسل حدیث ہے مجھے اس کی سند نہیں ملی۔ [1]

بہر حال یہ بات درست نہیں کہ جو حج جمعہ کے دن ہو وہ حج اکبر ہے بلکہ ہر حج خواہ وہ کسی بھی دِن ہو حج اکبر ہی ہے، جمعہ کے روز حج کا واقع ہونا ایک اتفاقی امر ہے۔

❑ شب جمعہ کے فضائل

جس طرح جمعہ کا دن بڑی فضیلت والا ہے اسی طرح جمعہ کی رات بھی بڑی فضیلت والی ہے۔
گزشتہ سطور میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت بیان ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ)) [2]

"جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوتا ہے اللہ اسے فتنہ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔"

شب جمعہ کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس میں فوت ہونے والا مسلمان فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے اور جو فتنہ قبر سے محفوظ رہا وہ یقیناً عذاب قبر سے بھی محفوظ رہے گا۔ ان شاء اللہ

✪ شب جمعہ کی ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ اس میں بنی آدم کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ ابو ایوب سلیمان کہتے ہیں کہ ایک روز جمعہ کی شب سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: جو بھی کوئی ایسا شخص یہاں موجود ہو جو قطع رحمی کیے ہوئے ہے وہ ہمارے پاس سے اٹھ جائے۔ آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا لیکن کوئی نہ اٹھا، پھر ایک نوجوان (آپ کی یہ بات سن کر) اپنی پھوپھی کے پاس گیا جس نے دو سال سے اپنی پھوپھی سے قطع تعلق کر رکھا تھا۔ پھوپھی نے کہا: اے بھتیجے! تم کیسے آئے ہو؟ اس نے کہا: میں نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ایسی بات سنی ہے۔ پھوپھی نے کہا: واپس جاؤ اور ان

---

[1] تحفة الاحوذي، ٣/ ٨٥٢۔

[2] ترمذي، باب الجنائز، باب ما جاء فيمن مات يوم الجمعة، رقم: ١٠٧٤؛ احمد: ١١/ ١٤٧، وسنده حسن۔

سے دریافت کرو کہ انھوں نے ایسا کیوں کہا (وہ واپس آیا اور سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ((اِنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ تُعْرَضُ عَلَی اللّٰہِ تَبَارَكَ وَ تَعَالیٰ عَشِیَّةَ كُلَّ خَمِیْسٍ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ فَلَا یُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ)) [1]

''بے شک بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات کی شام شب جمعہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں لیکن قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔''

اس روایت کو بعض محققین ضعیف قرار دیتے ہیں لیکن ہماری تحقیق میں یہ روایت حسن درجے کی ہے اس کا راوی خزرج بن عثمان جمہور کے نزدیک ثقہ ہے۔ حافظ ابن حبان اور ابن شاھین نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ [2]

علامہ منذری اور ہیثمی نے ثقہ کہا ہے۔ [3]

علاوہ ازیں محققین مسند احمد نے بھی اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

بہر حال یہ روایت حسن درجے کی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ انسانوں کے اعمال ہر جمعہ کی شب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں لیکن قطع رحمی کرنے والے کا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔ اس روایت میں ((عَشِیَّةَ كُلِّ خَمِیْسٍ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ)) (ہر جمعرات شب جمعہ) کے الفاظ ہیں لیکن دوسری روایات میں یَوْمَ الْخَمِیْسِ (جمعرات کے دن) کے الفاظ بھی ہیں لہٰذا ہر دو روایات میں تطبیق یوں بنتی ہے کہ یا تو اعمال کی پیشی کا سلسلہ جمعرات کے دن سے لے کر آنے والی رات یعنی شب جمعہ تک جاری رہتا ہے یا پھر اعمال کی پیشی تو جمعرات کے دن ہی ہوتی ہے البتہ قاطع رحم کا عمل قبول نہیں ہوتا۔ اس کا معاملہ شب جمعہ تک موخر کر دیا جاتا ہے اگر وہ شب تک اپنی اصلاح کر لے تو ٹھیک ورنہ اس کا عمل رد کر دیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] الادب المفرد، رقم: ٦١؛ مسند احمد ٢/ ٤٨٤؛ و سندہ حسن۔

[2] دیکھیے: الثقات لا بن حبان، ٦/ ٢٧٧؛ تاریخ اسماء الثقات لابن شاھین، رقم: ٣٤٧۔

[3] دیکھیے: الترغیب و الترھیب، ١٣/ ١٩١؛ مجمع الزوائد ٨/ ١٩٣۔

غیر ثابت روایات

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوا وہ عذاب قبر سے مامون ہو گیا اور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر لگی ہو گی۔'' ❶

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ اس میں عمر بن موسیٰ بن وجیہ کذاب منکر الحدیث راوی ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رجب کا مہینہ چڑھ آتا ہے تو فرماتے: اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت رکھ اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی فرمایا کرتے تھے: بے شک جمعہ کی رات روشن رات ہے اور اس کا دن روشن دن ہے۔'' ❷

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں زائدہ بن ابی الرقاد منکر الحدیث اور اس کا استاد زیاد النمیری ضعیف ہے۔

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آ گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ قرآن میرے سینے سے نکل جاتا ہے اور میں اسے یاد نہیں رکھ پاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوالحسن! کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں جن کے ذریعے اللہ تجھے نفع دے اور ان لوگوں کو بھی نفع دے جنہیں تو سکھائے اور جو تو سکھائے وہ تیرے سینے میں بھی محفوظ رہے؟'' عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ مجھے سکھایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب جمعہ کی رات ہو تو اگر اس کے آخری حصے میں عبادت کر سکے (تو کرو) کیونکہ وہ وقتِ مشہود ہے اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے اور یہی بات میرے بھائی یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہی تھی کہ میں عنقریب تمہارے لیے اپنے

---

❶ حلية الاولياء، ٢/ ٤٣٥۔

❷ عمل اليوم و الليلة لا بن السني، رقم: ٦٥٩۔

رب سے مغفرت کی دعا کروں گا، یہاں تک کہ جمعہ کی رات آ گئی۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو رات کے درمیانی حصے میں عبادت کر اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو رات کے پہلے حصے میں عبادت کر (اور عبادت کا طریقہ کار یہ ہے کہ) چار رکعت نفل پڑھ، پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت یٰسین، دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد الم تنزیل السجدہ، تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد حم الدخان اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد تبارک المفصل پڑھ، جب تشہد سے فارغ ہو تو اللہ کی حمد و ثنا کر اور میرے اوپر اور تمام انبیاء پر احسن طریقے سے درود بھیج اور اپنے ان بھائیوں کے لیے مغفرت کی دعا کر جو اس سے پہلے ایمان لائے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت کی دعا کر، پھر سب سے آخر میں یہ دعا کر: اے اللہ! مجھ پر رحم کر، جب تک تو مجھے زندہ رکھے، میں گناہوں سے بچا رہوں اور میں فضولیات کو چھوڑے رکھوں اور یا اللہ! مجھے وہ حسن نظر عطا کر جو تجھے مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ! زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے، اے بزرگ اور ایسی بزرگی اور عزت والے جو کبھی ختم نہیں ہونے والی! اے اللہ! اے رحمان! میں تیرے جلال اور نور کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے دل کو اپنی کتاب یاد کرنے کے قابل کر دے۔ جیسا کہ تو نے مجھے سکھایا ہے اور تو مجھے اس کی تلاوت اس طریقے سے کرنے کی توفیق دے جو تجھے مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ! زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! ایسی بزرگی اور عزت والے جو کبھی کم نہیں ہونے والی، اے اللہ! اے رحمان! تیرے جلال اور نور کے صدقے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی کتاب کے ساتھ میری آنکھوں کو روشن کر دے اور اس کے ساتھ میری زبان کو روانی دے اور میرے دل کو کشادہ کر دے اور میرے سینے کو کھول دے اور میرے بدن کو صاف کر دے کیونکہ تیرے سوا حق پر میری مدد کرنے والا کوئی نہیں اور تیرے سوا مجھے یہ چیز کوئی نہیں دے گا اور ہر طاقت اور قوت اس اللہ کے لیے ہے، جو بڑا ہے عظمت والا ہے۔'' (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) اے ابوالحسن! یہ عمل تین جمعہ یا پانچ یا سات جمعہ تک کر، اللہ کے حکم سے دعا قبول ہوگی۔ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، کوئی شخص مومن ہوتے ہوئے کبھی خطا نہیں کرتا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ کی قسم! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات جمعہ یہ عمل نہیں کیا تھا کہ اس طرح کی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس سے پہلے چار یا اس کے قریب کچھ آیات بھی سیکھ نہیں پاتا تھا، جب میں ان کو پڑھتا تھا تو بھول جاتا تھا لیکن آج کل میں چالیس کے قریب آیتیں سیکھ لیتا ہوں اور جب ان کو پڑھتا ہوں تو یوں لگتا ہے گویا کہ کتاب اللہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور میں کوئی حدیث سنا کرتا تھا اور جب میں اس کو دہراتا تو بھول چکا ہوتا تھا اور اب میں کئی احادیث سنتا ہوں تو جب ان کو بیان کرتا ہوں تو کوئی ایک حرف بھی نہیں بھولتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: ''رب کعبہ کی قسم! ابوالحسن مومن ہے۔'' [1]

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں ولید بن مسلم مدلس ہے جو تدلیس تسویہ کیا کرتا تھا۔ اور اس نے مسلسل سماع کی صراحت نہیں کی۔ [2]

❂ سیدنا ابو امامہ الباھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں ہوتی، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرھویں رات، جمعہ کی رات، عیدالفطر کی رات اور نحر (دس ذی الحجہ) کی رات۔ [3]

شیخ البانی نے اس روایت کو موضوع کہا ہے۔

❂ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر شب جمعہ کو چھ لاکھ فرشتوں میں دار دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، پھر نور کی کرسی پر تشریف فرما ہوتا ہے اور اس کے سامنے سرخ یاقوت کی ایک تختی ہوتی ہے جس میں امت محمد کے ان لوگوں کے نام ہوتے ہیں جو رویت باری تعالیٰ،، کیفیت اور صورت کا اثبات کرتے ہیں۔ وہ ان کی وجہ سے ان فرشتوں میں فخر فرماتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے وہ بندے ہیں جنھوں نے میرا انکار نہیں کیا۔ میرے نبی کی سنت کو قائم رکھا اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی کوئی پروا نہ کی۔ اے میرے فرشتو! گواہ ہو جاؤ! مجھے میری

---

[1] مستدرك حاكم، ١/ ٣١٧، دوسرا نسخه: ١/ ٦٢٥، واللفظ له؛ ترمذی، رقم: ٣٥٧٠۔ [2] انوار الصحيفة، ص: ٣٠٠۔

[3] تاريخ دمشق، ١٠/ ٤٩٠٨؛ السلسلة الضعيفة، رقم: ١٤٥٢۔

عزت وجلال کی قسم! میں ضرور ان سب کو جنت میں بغیر حساب کے داخل کروں گا۔'' [1]

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث موضوع ہے۔ اللہ اس کے وضع کرنے والے پر لعنت کرے اور اسے گھڑنے والے پر رحم نہ کرے۔

شب جمعہ کے احکام ومسائل

① شب جمعہ کو نوافل کے لیے خاص کرنا

شب جمعہ کو نوافل کے لیے خاص کرنا جائز نہیں۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُ أَحَدُكُمْ)) [2]

''تم راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے ساتھ خاص نہ کرو اور نہ ہی دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزے کے ساتھ خاص کرو سوائے اس شخص کے جو (کسی تاریخ کو) روزہ رکھتا ہو۔''

اس حدیث سے پتا چلا کہ شب جمعہ کو نوافل کے لیے کرنا جائز نہیں۔ بعض لوگ جو اس رات میں چند مخصوص قسم کی نمازیں پڑھتے ہیں وہ بدعت کے زمرے میں آتی ہیں لہٰذا ان سے بچنا چاہیے۔ اس سلسلے میں بطور ثبوت پیش کی جانے والی روایات میں سے کوئی ایک بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

② قبروں اور مزاروں پر جانا

بعض لوگ شب جمعہ میں قبروں اور مزاروں پر حاضری کا بڑا اہتمام کرتے ہیں، اس کے لیے باقاعدہ دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں اور رات گئے تک دعا ومناجات کرتے رہتے ہیں۔ جس میں صاحب قبر سے اپنی حاجات مانگتے ہیں۔ اسی طرح قبروں اور مزاروں پر چراغ جلائے جاتے ہیں اور بعض جگہوں پر تو قوالی وغیرہ کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ حالانکہ ان

---

[1] الموضوعات لا بن الجوزی: ۱/ ۷۸۔

[2] مسلم، كتاب الصيام، باب كراهة افراد يوم الجمعة......، رقم: ۱۱۴٤۔

سب باتوں کا شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ شرک کے زمرے میں آتی ہیں۔ لہٰذا ایک مسلمان کے لیے ان سے بچنا از حد ضروری ہے۔

③ مخصوص ذکر

جمعہ کی رات میں بعض مسجدوں اور گھروں میں صوفیا اور فقرا کا ''اہ...... اہ اللہ...... اہ یاھو'' یا اس قسم کے کلمات کہتے ہوئے رقص و ناچ کے لیے جمع ہونا بدعات اور گمراہی کے کاموں میں سے ہے بلکہ یہ اللہ کے دین کے شعار کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔

□ جمعہ تاریخ کے آئینے میں

غزوہ بدر

غزوہ بدر اسلام اور کفر کی پہلی فیصلہ کن جنگ تھی جس میں اہل اسلام فتح سے ہمکنار ہوئے اور اہل کفر کو شکست فاش ہوئی۔ ستر کافر مقتول اور تقریباً اتنے ہی قیدی ہوئے جب کہ چودہ کے قریب مسلمان بھی شہید ہوئے۔ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کی نصرت کے لیے ایک ہزار فرشتے بھیجے۔ یہ جنگ ۱۷ رمضان ۲ھ جمعہ کے دن لڑی گئی۔ [1]

شہادت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ راشد، سابقین اولین میں سے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں، سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے ان کی زوجیت میں رہیں، آپ کے فضائل میں بے شمار احادیث مروی ہیں۔ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کے دن شہید کیے گئے۔ رضی اللہ عنہ [2]

---

[1] السیرة النبویة لابن ھشام ۲/ ۳۴۹؛ تاریخ خلیفة بن خیاط، ص ۲۰؛ ابن سعد ۲/ ۱۹؛ ضعیف تاریخ طبری ۷/ ۷۴؛ حاشیه صحیح تاریخ طبری ، ۲/ ۸٤ ؛ تاریخ ابی زرعة، ص: ۲۷؛ جوامع السیرة، ص: ۱۱۳؛ البدایة و النهایة: ٤/ ۱۰۵۔

[2] ابن سعد: ۳/ ۷۳؛ تاریخ خلیفة : ص ۱۰٤؛ صحیح تاریخ طبری: ۳/ ۳۶۲؛ الاستیعاب ۳/ ۱۵۹؛ تهذیب الاسماء و اللغات ۱/ ۳۵۱؛ البدایة والنهایة: ۷/ ۳٤۳؛ الاصابة: ۲/ ۱۲۳۹، تاریخ ابی زرعة، ص: ٤۱۔

✪ شہادت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد اور سابقین اولین میں سے ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر نامدار، حسنین کریمین کے والد ماجد اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ کے فضائل اس قدر ہیں کہ ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو جمعہ کے دن شہید کیے گئے۔ رضی اللہ عنہ [1]

✪ خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

چھٹے اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے بعد خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا دور شروع ہوتا ہے۔ بعض اہل علم نے آپ کو پانچواں خلیفہ راشد شمار کیا ہے۔ آپ کا دور ایک طرح سے خلافت راشدہ کا احیاء اور اسلامی تہذیب و ثقافت، قرآنی احکام و سنت رسول اور اسلامی تعلیمات کے نشاۃ ثانیہ کا دور ہے۔ جس کا قیام ۱۰ صفر ۹۹ھ کو جمعہ کے دن عمل میں آیا۔ [2]

✪ وفات عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز بن مروان جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ حد درجہ عبادت گزار، زاہد و متقی اور صاحب حسن و سیرت تھے۔ بالخصوص عرصہ خلافت کے دوران تو یہ اوصاف اور بھی نمایاں رہے۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں۔ ۲۵ رجب ۱۰۱ھ کو جمعہ کے دن وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [3]

✪ وفات امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

امام حسن بن ابی الحسن یسار بصری سادات تابعین میں سے ہیں۔ آپ بلند پایہ عالم،

---

[1] تاریخ خلیفة، ص ۱۲۰؛ صحیح تاریخ طبری: ۳/ ۵۱۸؛ تاریخ القضاعی، ص ۵۹؛ الثقات لا بن حبان: ۲/ ۳۰۳، البدایة: ۷/ ۵۴۹۔

[2] تاریخ خلیفة، ص۲۰۲؛ صحیح تاریخ طبری.٤/ ٢٣٦؛ جوامع السیرة، ٣٦١، ٣٦٢، تاریخ القضاعی: ص ۱۱۱؛ البدایة، ۹/ ۳۸۔

[3] تاریخ خلیفة، ص ٢٠٦؛ جوامع السیرة، ص ٣٦٢؛ تهذیب الاسماء:١/ ٤٠٣ ؛ البدایة : ١٠/ ٥۔

ثقہ، حجت، عبادت گزار، کثیر العلم، فصیح البیان اور حسین وجمیل تھے۔ آپ نے مرسل روایتیں بھی بیان کی ہیں اور تدلیس بھی کیا کرتے تھے۔ آپ نے ماہ رجب ۱۱۰ھ کے آغاز میں جمعہ کی رات وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ

امام لیث بن سعد بن عبدالرحمن کا شمار ان ممتاز تبع تابعین میں ہوتا ہے جن کی مجلس درس میں کبار آئمہ نے شرکت کی ہے۔ آپ مصر کے رہنے والے نامور، بلند پایہ حافظ حدیث اور ثقہ بالاجماع ہیں۔ نصف شعبان ۱۷۵ھ کو جمعہ کی رات وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

ولادت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امام بخاری کا اسم گرامی محمد بن اسماعیل اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو جمعہ کے دن بعد از نماز جمعہ علاقہ خراسان کے مشہور و معروف شہر "بخارا" میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ کو "بخاری" کہا جاتا ہے۔ آپ کا مقام و مرتبہ اہل علم پر مخفی نہیں۔ آپ اصح الکتب بعد کتاب اللہ "الجامع الصحیح" کے مؤلف ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ [3]

وفات امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ آئمہ اربعہ میں سے ہیں۔ آپ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ تمام محدثین وعلماء امت کا اجماع ہے کہ آپ عادل، ضابط، ثقہ اور انتہائی قابل اعتماد امام تھے۔ فتنہ خلق قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور آپ کے ذریعہ امت محمدیہ کی مدد فرمائی۔ ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو جمعہ کے دن اس فانی دنیا کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ رحمۃ اللہ علیہ [4]

---

[1] ابن سعد: ۹/ ۱۷۷؛ سیر اعلام النبلاء: ٤/ ٦٥٢؛ تاریخ الاسلام: ۷/ ۳۵۔

[2] ابن سعد: ۹/ ٥٢٤؛ تاریخ مدینة السلام: ١٤/ ٥٣٨؛ تذكرة الحفاظ: رقم: ۲۱۰ ؛ سیر: ٦/ ٣٥٤؛ تهذيب الكمال: ٨/ ٤٨٦۔

[3] سيرة البخاری، ص: ٥٧۔

[4] المعرفة و التاریخ: ١/ ٢١٢؛ تاریخ مدینة السلام: ٦/ ١٠٢، ١٠٣؛ تهذيب الاسماء: ١/ ١١٩؛ تاریخ الاسلام: ١٨/ ١٠٦؛ البداية: ١١/ ١٦١۔

ولادت ووفات حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر اور کنیت ابوعمر ہے، حافظ المغرب اور شیخ الاسلام کے لقب سے ملقب ہیں۔ ۲۵ ربیع الثانی ۳۶۸ھ کو جمعہ کے دن عین اس وقت پیدا ہوئے جب امام خطبہ دے رہا تھا۔ قرطبہ کے بلند پایہ حافظ حدیث اور بہت ساری گرانقدر کتب کے مؤلف ہیں۔ صرف موطا امام مالک کی شرح میں تین کتابیں ''التمھید، الاستذکار اور التقصی'' لکھیں اور تینوں ہی اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کے علاوہ دوسری کتب بھی اپنے فن میں لاجواب ہے۔ آپ کا انتقال بھی ربیع الثانی کے مہینے ۴۶۳ھ کے آخر میں جمعہ کی رات میں ہوا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبدالرحمن بن علی بن محمد، کنیت ابوالفرج اور لقب جمال الدین ہے۔ آپ بغداد کے رہنے والے جلیل القدر حافظ حدیث، عالمِ عراق، واعظِ آفاق اور مفسر بے بدل ہیں۔ مختلف علوم وفنون میں آپ نے ایسی عظیم الشان اور پُرمغز کُتب تصنیف کیں جو چار دانگ عالم میں پھیل گئیں۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ ان میں اغلاط واوہام بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ شاید یہی ہے کہ آپ کو ان پر نظرِ ثانی کا موقع نہیں ملا۔ بہرحال آپ بہت بڑے عالم، حافظ اور مفسر قرآن تھے۔ ۱۳ رمضان ۵۹۷ھ جمعہ کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

وفات علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبدالرحمن بن ابی بکر بن محمد، کنیت ابوالفضل اور لقب جلال الدین ہے۔ مصر کے شہر ''سیوط'' میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ کو ''سیوطی'' کہا جاتا ہے۔ اپنے دور کے بہت بڑے عالم تھے۔ مختلف علوم وفنون میں سینکڑوں کتابیں لکھیں۔ جن میں رطب بھی پایا جاتا ہے۔ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ کو جمعہ کی صبح وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [3]

---

[1] التمهيد، ترجمة المؤلف: ١/ ٢٧؛ سير ١١/ ٤٥٥؛ الصلة: ٣/ ٩٧٤۔

[2] سير ١٣/ ٢٠٥؛ البداية: ١٤/ ٤٦٩؛ زاد الميسر، مقدمة التحقيق، ١/ ٨۔

[3] شذرات الذهب: ٨/ ٩٠؛ البدر الطالع: ص ٣٧٣۔

وفات قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا مولد و مسکن ریاست پٹیالہ کا قصبہ منصور پور ہے۔ آپ ایک بہت بڑے سیرت نگار، مقرر، مناظر، زاہد و عابد، با اخلاق اور باکردار انسان تھے۔ ریاست پٹیالہ میں سیشن جج کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ کی تمام ملازمت دیانت، تقویٰ اور عدل وانصاف کی منہ بولتی تصویر ہے۔ علوم اسلامیہ پر آپ کی نظر وسیع تھی۔ بڑے حلیم الطبع اور شریف النفس انسان تھے۔ یکم محرم ۱۳۴۹ھ جمعہ کے دن بمطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء میں دوسری بار حج بیت اللہ سے واپس لوٹتے ہوئے بحری جہاز میں انتقال ہوا۔ احباب نے نماز جنازہ پڑھا کر سمندری لہروں کے حوالے کر دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات مولانا محمد جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد جوناگڑھی کی ولادت ۱۸۹۰ء میں ہندوستان کے صوبہ گجرات کے شہر جوناگڑھ میں ہوئی۔ دہلی میں تعلیم حاصل کی اور پھر اسی شہر کو اپنا مسکن بنایا۔ آپ کا شمار متحدہ ہندوستان کے جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نواز رکھا تھا۔ آپ خطیب اور مقرر بھی تھے اور مناظر بھی تھے، مدرس بھی تھے، مصنف بھی تھے اور مترجم بھی۔ قلمی میدان میں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا حوصلہ عطا فرمایا تھا کہ کتاب و سنت کی اشاعت میں بہت سی کتابیں حوالہ قلم فرمائیں اور ہر کتاب مضاف بنام محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی جیسے ایمان محمدی، توحید محمدی، سیرت محمدی وغیرہ۔ آپ کی تمام کتب مجموعی لحاظ سے بڑی شاندار اور گرانقدر ہیں۔ ۵۱ برس عمر پا کر یکم صفر ۱۳۶۰ھ بمطابق یکم مارچ ۱۹۴۱ء کو جمعہ کی رات گیارہ بجے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

وفات مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام صفی الرحمن بن عبداللہ مبارکپوری اعظمی ہے۔ ۱۹۴۲ء کے وسط میں ہندوستان کے ضلع اعظم گڑھ کے ایک معروف علمی اور صنعتی قصبے ''مبارک پور'' کے نواح موضوع حسین

---

1 قاضی محمد سلیمان منصور پوری، ص ۳۹۷

2 مولانا محمد جوناگڑھی، حیات و خدمات: ص ۱۰۵ ؛ برصغیر کے اہلحدیث خدام قرآن: ۴۵۹

پور میں پیدا ہوئے۔ مبارک پور کی نسبت سے ''مبارکپوری'' کہلائے۔ ابتدائی تعلیم مبارک پور ہی سے حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم کے لیے مدرسہ فیض عام مئوناتھ کا رخ کیا۔ انیس سال کی عمر میں مروجہ تعلیم کی تکمیل کر لی، پھر درس وتدریس میں مشغول ہو گئے اور مسلسل ستائیس سال اسی شعبہ سے وابستہ رہے۔ بعد ازاں مدینہ یونیورسٹی کی دعوت پر وہاں کے شعبہ ''خدمة السنه و السيرة'' سے وابستہ ہو گئے اور تقریباً نو سال اسی میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس کے بعد ریاض میں کتاب وسنت کے معروف عالمی ادارے ''دار السلام'' کے شعبہ تحقیق وتصنیف کے نگران مقرر ہوئے۔ اس دوران مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر بھی رہے۔ بلا شبہ آپ نے مصروف ترین زندگی گزاری، بے حد محنتی اور مستند عالم دین تھے۔ اُردو اور عربی میں ڈیڑھ درجن سے زائد کتابیں لکھیں۔ جن میں ''الرحیق المختوم''، ''اتحاف الکرام شرح بلوغ المرام'' اور ''منة المنعم شرح صحیح مسلم'' شامل ہیں۔ اول الذکر ''الرحیق المختوم'' کو سیرت نبوی پر دنیا بھر میں اول انعام یافتہ کتاب ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ ۹ ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ بمطابق یکم دسمبر ۲۰۰۶ء کو جمعہ کے دن اپنے آبائی گاؤں حسین پور میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ
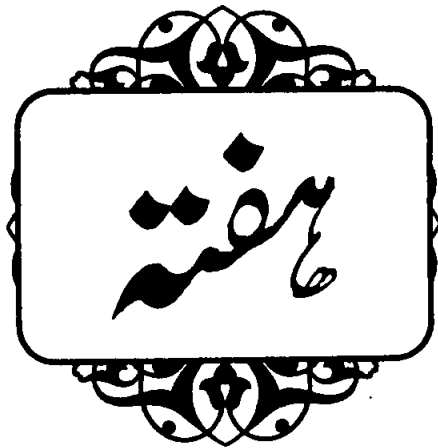
ہفتہ

بعض لوگوں کے نزدیک ہفتہ پہلا دن ہے اور بعض کے نزدیک ساتواں لیکن ہمارے نزدیک ہفتہ کا پہلا دن چونکہ جمعہ ہے لہٰذا ہفتہ دوسرا دن ہے۔ ہفتہ فارسی زبان کا لفظ ہے جو مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اس کا معنی ہے: سات دن یا ساتواں دن یعنی جمعہ کے بعد کا اور اتوار سے پہلے کا دن۔

❑ ہفتہ کے دوسرے نام

ہفتہ کو ہمارے ہاں اردو میں ''ہفتہ'' ہی کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں ''سنیچر ڈے (Saturday)'' کہتے ہیں۔ عربی میں اسے ''یوم السبت'' کہا جاتا ہے۔ سنسکرت میں ''شانی وار'' فارسی میں ''شنبہ'' جبکہ ہندی میں ''سنیچر'' کہتے ہیں۔

❑ ہفتہ کے فضائل

① یہود کی ہفتہ وار عید کا دن

ہفتہ کے دن کا یہود کے ہاں وہی مقام ومرتبہ ہے جو ہمارے ہاں جمعہ کا ہے۔ گویا جس طرح ہمارے لیے جمعہ کا دن ہفتہ وار عید ہے اسی طرح یہود کے لیے یہ دن ہفتہ وار عید کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ دونوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا، فَكَانَ لِلْيَهُوْدِ يَوْمُ السَّبْتِ، وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْاَحَدِ فَجَاءَ اللّٰهُ بِنَا، فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْاَحَدَ، وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَ الْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيِّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ)) [1]

''ہم سے پہلے لوگوں کو اللہ نے جمعہ سے بھٹکا دیا، پس یہود کے لیے ہفتہ کا دن اور نصاریٰ کے لیے اتوار کا دن (مقرر) ہوا پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لایا اور ہمیں جمعہ کے دن کی ہدایت بخشی تو اس نے ترتیب یوں بنادی: جمعہ، ہفتہ، اتوار۔ اور اسی طرح وہ قیامت کے روز بھی ہمارے پیچھے ہوں گے، ہم دنیا والوں میں سے

---

[1] مسلم، كتاب الجمعة، باب هداية هذه الامة......، رقم: ٨٥٦۔

آخری ہیں جب کہ قیامت کے دن اول ہوں گے، جن کا فیصلہ بھی ساری مخلوق سے پہلے ہو جائے گا۔"

اس حدیث سے پتا چلا کہ جس طرح ہمارے لیے جمعہ کا دن ہے اسی طرح یہود کے لیے ہفتہ کا دن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝﴾ [1]

"ہفتے کا دن تو صرف ان لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا جنھوں نے اس میں اختلاف کیا اور بے شک آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن ضرور اس کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔"

حافظ عبد السلام بھٹوی حفظہ اللہ رقمطراز ہیں: ہفتے کے دن کی تعظیم جیسے ملت اسلام میں نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں بھی نہ تھی۔ یہ دن تو بعد میں صرف ان لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا تھا جنھوں نے اس میں اختلاف کیا تھا۔ اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان پر جمعہ کے دن کی تعظیم واجب کی تھی مگر انھوں نے اس میں اختلاف کر کے ہفتے کا دن مقرر کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر اسی دن کی تعظیم فرض کر دی کہ اس میں شکار مت کرو۔ اس کی تائید ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ، الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ)) [2]

"ہم سب سے بعد میں آنے والے ہیں، جو قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے، باوجود اس کے کہ ان لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی، پھر یہ ان کا دن جو ان پر فرض کیا گیا انھوں نے اس میں اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس (جمعہ کے دن) کی ہدایت دی، سو لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں، یہودی ہم سے بعد والے دن اور عیسائی اس سے بھی اگلے دن۔" صحیح مسلم کی

---

[1] ١٦/ النحل: ١٢٤۔ [2] بخاري، الجمعة، باب فرض الجمعة: ٨٧٦۔

حدیث میں اس فرض کردہ دن کی تعیین موجود ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا جس سے اختلاف کر کے یہود نے ہفتہ اور نصاریٰ نے اتوار مقرر کر لیا۔ (دیکھیے: مسلم، الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة:٨٥٥)❶

یہود کی زیادتی

یہودیوں پر اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنا حرام کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾❷

''اور ہم نے ان سے فرمایا: ہفتے کے دن میں زیادتی مت کرو اور ہم نے ان سے ایک مضبوط عہد لیا۔''

لیکن یہود نے مختلف حیلوں بہانوں سے اس دن مچھلی کا شکار جاری رکھا۔ مزید برآں کہ اس دن مچھلیاں بھی پانی کے اوپر آ جاتیں جب کہ دوسرے دنوں میں ایسا نہ ہوتا تھا یہ ایک آزمائش تھی اور یہود بھلا اس آزمائش میں کیسے پورے اتر سکتے تھے؟ چنانچہ وہ حکم الٰہی کی پرواہ کیے بغیر مچھلیاں پکڑنے لگے اور یوں اپنے ہی من چاہے دن کی بے حرمتی کر کے اس میں زیادتی کر بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَ سْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّ يَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝﴾❸

''اور آپ ان سے اس بستی کے متعلق پوچھیے جو سمندر کے کنارے تھی جب وہ ہفتہ کے دن حد سے تجاوز کرنے لگے جب ان کی مچھلیاں ان کے ہفتے کے دن سر اٹھائے ہوئے ان کے پاس (پانی کے اوپر) آ جاتیں اور جس دن ان کا ہفتہ نہ ہوتا تو وہ ان کے پاس نہ آتیں، اس طرح ہم ان کی آزمائش کرنے لگے کیونکہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ تم ایسے

---

❶ تفسير القرآن الكريم: ٢/ ٤٣٦، ٤٣٧۔

❷ ٤/ النساء: ١٥٤۔ ❸ ٧/ الاعراف: ١٦٣، ١٦٤۔

لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انھیں عذاب دینے والا ہے۔ عذاب بھی بہت سخت۔ تو انھوں نے کہا: تمہارے رب کے سامنے عذر پیش کرنے کے لیے اور اس لیے بھی کہ شاید وہ ڈر جائیں۔"

ان میں جو نیک لوگ تھے انھوں نے اپنی ہر ممکن کوشش کی اور انہیں بڑا سمجھایا کہ اپنے اس فعل سے باز آجاؤ ورنہ اللہ کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے مگر ان بدبختوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور بالآخر وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گئے۔ اللہ نے ان پر لعنت کی اور انھیں ذلیل بندر بنا دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿١٦٦﴾﴾ [1]

"پھر جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو انھیں کی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو اس بری عادت سے منع کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔ پھر جب وہ جس کام سے انھیں منع کیا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے تو ہم نے ان سے کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔"

سورۃ البقرہ میں ہے: ﴿وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَ مَا خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾﴾ [2]

"اور بلاشبہ تمھیں ان لوگوں کا بھی علم ہو چکا ہے جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے تو ہم نے ان سے کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔ پھر اس (واقعہ) کو ہم نے اگلوں پچھلوں کے لیے عبرت اور پرہیزگاروں کے لیے وعظ و نصیحت بنا دیا۔"

✪ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: ہمارے ساتھ اس نبی کی طرف چلو، تو اس کے ساتھی نے کہا: نبی مت کہو کیونکہ اگر اس نے سن

---

[1] ۷/ الاعراف: ۱۶۵، ۱۶۶۔ [2] ۲/ البقرۃ: ۶۵، ۶۶۔

لیا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی یعنی وہ بہت خوش ہوگا۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے نو واضح نشانیوں کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں فرمایا: ((لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تُسْرِفُوْا، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِيْءٍ اِلٰى ذِيْ سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهٗ، وَلَا تَسْحَرُوْا، وَلَا تَاْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَةً وَلَا تُوَلُّوا الْفِرَارَ يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُوْدَ اَلَّا تَعْتَدُوْا فِي السَّبْتِ))

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور اسراف نہ کرو اور زنا نہ کرو اور جس جان کو اللہ نے حرمت بخشی ہے اسے ناحق قتل نہ کرو، اور کسی بے قصور شخص کو حاکم کے پاس مت لے جاؤ تا کہ وہ اسے قتل کرے (یعنی تہمت لگا کر کسی کا خون نہ کرو) اور جادو نہ کرو اور سود نہ کھاؤ اور پارسا عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ اور جنگ میں کافروں کے مقابلے سے نہ بھاگو، اور اے یہود! تمھارے لیے خاص یہ حکم بھی ہے کہ ہفتہ کے دن میں زیادتی مت کرو۔"

راوی کہتا ہے: پس انھوں نے آپ کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ؟)) "پھر تمھیں میری اتباع کرنے سے کونسی چیز روک رہی ہے؟" انھوں نے کہا: بے شک داود علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں سے ہی ہوا کرے اور بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ اگر ہم نے آپ کی اتباع کی تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے۔ [1]

② ہفتہ کا قرآن مجید میں ذکر

ہفتہ کے دن کو ایک یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ اسی دن کا ذکر ہوا ہے۔ تقریباً سات مقامات ایسے ہیں جہاں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

① ﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ﴾ [2]

---

[1] ترمذی، کتاب الاستیذان، باب ماجاء فی قبلة الید والرجل، رقم: ۲۷۳۳، وقال: هذا حديث حسن صحيح۔

[2] البقرة: ٦٥۔

''اور بلا شبہ تم ان لوگوں کو بھی جان چکے ہو جنھوں نے تم میں سے ہفتے کے دن کے بارے میں زیادتی کی۔''

② ﴿اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ [1]

''یا ہم ان پر اسی طرح لعنت کریں جس طرح ہفتے والوں پر لعنت کی اور اللہ کا حکم پورا کیا ہوا ہے۔''

③ ﴿وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ﴾ [2]

''اور ہم نے انھیں کہا کہ ہفتے کے دن میں زیادتی مت کرو۔''

④ ﴿وَسْـَٔـلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ﴾ [3]

''اور آپ ان سے اس بستی کے بارے میں پوچھیے جو سمندر کے کنارے پر واقع تھی جب وہ ہفتے کے دن میں زیادتی کرنے لگے۔''

⑤ ﴿اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا﴾ [4]

''جب ان کی مچھلیاں ان کے ہفتے کے دن سر اٹھائے ہوئے (پانی پر) ان کے پاس آجاتیں۔''

⑥ ﴿وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ﴾ [5]

''اور جس دن ان کا ہفتہ نہ ہوتا وہ ان کے پاس نہ آتی تھیں۔

⑦ ﴿اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَي الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ﴾ [6]

''ہفتے کا دن تو صرف ان لوگوں پر مقرر کیا گیا جنھوں نے اس میں اختلاف کیا۔''

قرآن مجید کے یہ وہ سات مقامات ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے ''سبت'' یعنی ہفتے کے دن کا ذکر فرمایا ہے۔ یاد رہے کہ قرآن مجید کے ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ [7]

---

[1] النساء:٤٧۔ [2] النساء: ١٥٤۔ [3] الاعراف: ١٦٣۔
[4] ایضاً [5] ایضاً [6] النحل: ١٢٤۔
[7] ترمذی، رقم: ٢٩١٠۔

③ زمین کی تخلیق کا دن

ہفتہ کے دن کو ایک یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے زمین اور مٹی کی تخلیق فرمائی۔ چنانچہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:((خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عليه السلام بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ آخِرِ الْخَلْقِ فِيْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ)) [1]

”اللہ عزوجل نے مٹی (زمین) کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور اس میں پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا اور درخت پیر کے دن پیدا کیے اور مکروہات کو منگل کے دن پیدا کیا اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن اس میں چوپایوں کو پھیلایا اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن تمام مخلوق کے آخر میں عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعات میں سے کسی ساعت میں عصر سے لے کر رات تک پیدا کیا۔“

یہ حدیث بالکل صحیح ہے اس سے صاف پتا چل رہا ہے کہ ہفتہ کے دن اللہ تعالیٰ نے زمین کی تخلیق فرمائی۔ اس حدیث کو امام مسلم کے علاوہ بھی کئی کبار محدثین نے بیان کیا ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ بہت سارے اہل علم نے اس پر کلام بھی کی ہے۔ علاوہ ازیں منکرین حدیث بھی اس حدیث کے ساتھ حسب عادت کھیلتے رہتے ہیں۔ بنیادی طور پر اس حدیث کے بارے میں دو اعتراض اٹھائے جاتے ہیں:

① یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کی تخلیق چھ دنوں میں ہوئی جب کہ اس حدیث کی رو سے سات دن بنتے ہیں۔

② یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں بلکہ کعب احبار کی اسرائیلیات میں سے ہے جسے سیدنا

---

[1] مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب ابتداء الخلق و خلق آدم، رقم: ٢٧٨٩۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے سن کر بیان کیا تو بعض راویوں کو اشتباہ ہوگیا لہٰذا انھوں نے اسے مرفوعاً ذکر کر دیا۔

جہاں تک پہلے اعتراض کی بات ہے تو وہ بنتا ہی نہیں کیونکہ قرآن مجید میں بارہا یہی فرمایا گیا ہے کہ زمین و آسمان اور جو ان کے درمیان ہے اس کی تخلیق چھ دنوں میں ہوئی۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ﴾ [1]

''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔''

تقریباً یہی بات سورۃ الفرقان آیت ۵۹ اور سورۃ قٓ آیت نمبر ۳۸ میں فرمائی گئی ہے اور یہ بات بالکل برحق ہے کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کی تخلیق چھ دنوں میں ہوئی، قرآن یہی کہہ رہا ہے جبکہ حدیث بھی یہی کہہ رہی ہے کہ ان سب کی تخلیق چھ دن میں ہوئی ہے نہ کہ سات دنوں میں۔ حدیث کے الفاظ پر غور کریں:

① اللہ نے ہفتہ کے دن مٹی کو پیدا کیا۔
② اتوار کے دن پہاڑوں کو پیدا کیا۔
③ پیر کے دن درختوں کو پیدا کیا۔
④ منگل کے دن مکروہات کو پیدا کیا۔
⑤ بدھ کے دن نور کو پیدا کیا۔
⑥ جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

ان چھ دنوں میں تخلیق ہوئی ہے جیسا کہ ''خَلَقَ'' کے لفظ سے عیاں ہے جب کہ جمعرات کے دن تخلیق نہیں بلکہ چوپایوں کو پھیلانے کا ذکر ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یوں ہیں: ((وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ)) ''اور اس نے جمعرات کے دن اس میں چوپائے پھیلائے۔'' معلوم ہوا کہ تخلیق چھ دن میں کی گئی۔ جمعہ، ہفتہ، اتوار، پیر، منگل اور بدھ، جب کہ ساتویں دن یعنی جمعرات کو تخلیق نہیں بلکہ چوپایوں کو پھیلایا گیا ہے، لہٰذا قرآن

---

[1] سورۃ السجدۃ: ٤۔

اور حدیث دونوں برحق ہیں۔ والحمدللہ

اور جہاں تک دوسرے اعتراض کی بات ہے تو وہ بھی درست نہیں کیونکہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ خود فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اگر یہ الفاظ نہ ہوتے تو اشتباہ والی بات میں کچھ وزن ہوسکتا تھا مگر ان الفاظ کی موجودگی میں یہ بات بالکل بے وزنی ہے۔ اور اسے اسرائیلیات میں سے بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر اس میں ہفتہ کے دن مٹی کی تخلیق کا ذکر نہ ہوتا۔ بائبل میں صاف لکھا ہے کہ خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب بنایا اور ساتویں دن آرام کیا اس لیے خداوند نے سبت (ہفتہ) کے دن میں برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا۔ [1]

یہود کا آج بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دن کام کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور ان کے ہاں ساتواں دن ہفتہ ہے۔ چنانچہ آج بھی یہودی ہفتہ کے روز اپنے کام کاج سے چھٹی کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث اسرائیلیات کے بالکل خلاف ہے۔ یہ ہمیں بتا رہی ہے کہ اللہ نے ہفتہ کے دن بھی کام کیا ہے۔ لہٰذا اسے کسی بھی صورت کعب احبار کی اسرائیلیات میں سے قرار نہیں دیا جاسکتا۔

غیر ثابت روایات

✿ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے آسمان و زمین کی تخلیق کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا: ''اللہ نے زمین کو اتوار اور پیر کے دن، پہاڑوں اور ان میں جو منافع ہے ان کو منگل کے دن پیدا کیا، بدھ کے دن درخت، پانی، شہر، آبادیاں اور کھنڈرات بنائے تو یہ چار دن ہیں۔ ﴿قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ۝۹ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ ۝۱۰﴾ [2]

''فرما دیجیے: کیا بے شک واقعی تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن

---

[1] خروج، باب ۲۰، آیت :۱۱۔ [2] حٰمٓ السجدة: ۹، ۱۰۔

میں پیدا کیا اور تم اس کے لیے شریک بناتے ہو وہی سب جہانوں کا رب ہے۔ اور اس نے اس میں اس کے اوپر سے گڑے ہوئے پہاڑ بنائے اور اس میں بہت برکت رکھی اور اس میں اس کی غذائیں اندازے کے ساتھ رکھیں، چار دن میں اس حال میں کہ سوال کرنے والوں کے لیے برابر (جواب) ہے۔'' جمعرات کے دن آسمان، جمعہ کے دن ستارے، سورج، چاند اور فرشتے بنائے جب کہ ابھی اس کی تین ساعتیں باقی تھیں ان تین ساعتوں میں سے پہلی میں وہ مدتیں پیدا کیں جن میں مرنے والا مرے گا دوسری میں اللہ نے ہر اس شے پر آفت ڈالی جس سے نفع حاصل کیا جا رہا تھا اور تیسری ساعت میں آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور جنت میں سکونت دی اور ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور ساعت کے آخری حصے میں اسے جنت سے نکال دیا۔'' یہودیوں نے کہا: پھر کیا ہوا، اے محمد؟ آپ نے فرمایا: ''پھر وہ عرش پر مستوی ہوا''۔ یہود کہنے لگے: اگر آپ مکمل بات کرتے تو درست کرتے، کہنے لگے: پھر اللہ نے آرام کیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سخت غضبناک ہوئے تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ﴾ [1]

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں کسی قسم کی تھکاوٹ نے نہیں چھوا۔ پس آپ اس پر صبر کریں جو وہ کہتے ہیں۔''

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں ابو سعد البقال راوی ہے جسے حافظ ابن حجر نے ضعیف مدلس کہا ہے۔ [2]

✪ جناب عکرمہ کہتے ہیں کہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ اتوار کا دن کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس میں اللہ نے زمین کو پیدا کیا''۔ انھوں نے کہا: پیر کا دن کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمائی اور منگل کے دن پہاڑ اور پانی اور جو اللہ نے چاہا پیدا کیا''۔ انھوں نے کہا: بدھ کے دن؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] (ق: ۳۸، ۳۹)۔ جامع البیان للطبری: ۹/ ۷۸۵۔ [2] التقریب: ۲۳۸۹۔

"روز یاں۔" وہ کہنے لگے ، جمعرات کے دن؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی دو ساعتوں میں فرشتے اور دو ساعتوں میں جنت ودوزخ، دوساعتوں میں سورج، چاند ستارے اور دوساعتوں میں رات اور دن کو بنایا"۔ انھوں نے کہا: ہفتہ (پھر خود ہی) انھوں نے (اس میں اللہ کے) آرام کرنے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللہ" اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝﴾ [1]

یہ روایت مرسل ہے اسے عکرمہ تابعی نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

☐ یوم ہفتہ کے احکام و مسائل

ا۔ ہفتہ کے دن سینگی لگوانا

سینگی لگانے کو حجامہ یا پچھنے لگانا بھی کہتے ہیں، جسم کے کسی حصے میں خون کا دباؤ بڑھ جانے یا اس میں جوش آ جانے کی صورت میں جلد کو نشتر کے ساتھ گود کر ایک خاص طریقے سے خون اور دیگر فاسد مادوں کو کھینچا جاتا ہے۔ طب قدیم میں یہ طریق علاج ہمیشہ سے مستعمل رہا ہے۔ عربوں میں تو خاص کر اسے اپنایا گیا اور اب مغرب میں بھی بعض ہسپتالوں میں اس سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ یہ تقریباً ہر بیماری کا علاج ہے بشرطیکہ معالج سمجھ دار ہو، جسے یہ علم ہو کہ کس مرض کے لیے جسم کے کس حصے پر سینگی لگانی ہے۔

سینگی کے متعلق بہتر یہی ہے کہ قمری مہینے کی ۱۷، ۱۹ یا ۲۱ تاریخ کو لگائی جائے کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو کوئی مذکورہ تاریخوں میں سے کسی میں سینگی لگوائے اسے ہر بیماری سے شفا ملے گی۔" [2]

بعض روایات میں ہفتے کے دنوں کا بھی تعین ملتا ہے جن میں سے ایک ہفتہ کا دن بھی ہے کہ اس میں سینگی لگوانے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت مقصود ہے کہ اس سلسلے کی تمام روایات کمزور ہیں کوئی ایک بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ لہٰذا اگر

---

[1] (ق: ۳۸، ۳۹) العظمة لابی الشیخ الاصبهانی، ٤/ ١٣٧١۔

[2] ابو داؤد، کتاب الطب، رقم: ٣٨٦١، و سنده حسن۔

بوقت ضرورت کسی ہنگامی حالت میں ہفتہ کے دن سینگی لگوانا پڑ جائے تو جائز ہے، منع نہیں۔ ممانعت کے سلسلے میں مرفوع روایات ضعیف ہیں جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے تاہم بعض اطباء اور آئمہ کے اقوال کی روشنی میں احتیاط بہتر ہے۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ان اوقات کا حجامت کے موقع پر اختیار کرنا محض مزید اذیت سے بچنا ہے اور حفظان صحت کے طور پر ہے مگر علاج کے موقع پر اگر ضرورت ہو تو ان قوانین کی رعایت نہ کی جائے۔ اس وقت ایمرجنسی کے طریقے اختیار کیے جائیں اور جو مناسب ہو اسی کو اپنایا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ((لَا يَتَبَيَّغْ بِأَحَدِكُمُ الدَّمُ فَيَقْتُلَهُ)) [1] میں اس پر روشنی پڑتی ہے کہ ایمرجنسی میں ہیجان دم کا لحاظ نہ کریں اور فوراً سینگیاں کھنچوائیں تاکہ ہیجان خون ختم ہو جائے۔ ہم اس سے پہلے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عمل نقل کر چکے ہیں کہ ان کو جب بھی ہیجان دم ہوا انھوں نے اسی وقت دن وغیرہ کا لحاظ کیے بغیر پچھنا کھنچوالیا تھا۔ [2]

❑ غیر ثابت روایات

✪ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے جناب نافع سے کہا: میرے خون میں جوش کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے، لہٰذا میرے لیے کوئی سینگی لگانے والا تلاش کرو، ہو سکے تو نرم مزاج آدمی لانا اور بہت بوڑھا یا بہت کم سن نہ لانا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہار منہ سینگی لگوانا زیادہ مفید ہے۔ اس میں شفا اور برکت ہے۔ اس سے عقل اور حافظہ میں ترقی ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ کا نام لے کر جمعرات کو سینگی لگوالیا کرو، بدھ، جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو سینگی لگوانے سے پرہیز کیا کرو۔ پیر کے دن سینگی لگوالیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو بیماری سے اسی دن شفا دی تھی اور آپ کی آزمائش بدھ سے شروع کی تھی۔ کوڑھ اور پھلبہری کا مرض صرف بدھ کے دن یا بدھ کی رات کو ظاہر ہوتا ہے۔ [3]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں سوید بن سعید اور عثمان بن مطرف ضعیف راوی ہیں۔

---

[1] ابن ماجه، رقم: ٣٤٨٦، و سنده ضعيف۔ [2] طب نبوی: ص ٩٨۔

[3] ابن ماجه، رقم: ٣٤٨٧

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے بدھ یا ہفتے کے دن سینگی لگوائی پھر اس نے کوئی نشان (پھلبہری کا) دیکھ لیا تو اسے چاہیے کہ خود کو ہی ملامت کرے۔'' [1]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں سلیمان بن ارقم ضعیف راوی ہے۔

۲۔ ہفتہ کے دن روزہ رکھنا

سیدنا عبداللہ بن بسر سلمی کی ہمشیرہ سیدہ صماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَصُوْمُوْا يَوْمَ السَّبْتِ اِلَّا فِيْمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُمْ وَاِنْ لَمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا لِحَاءَ عِنَبٍ اَوْ عُوْدَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضَغْهُ)) [2]

''ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھو سوائے ان ایام کے جن میں تم پر فرض ہوں، ہفتے کے دن اگر تمہیں انگور کی شاخ کا چھلکا میسر آجائے یا کسی درخت کی لکڑی تو اسے ہی چبا لو۔''

عبید الاعرج کہتے ہیں مجھے میری دادی نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے اور یہ ہفتہ کا دن تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((تَعَالَيْ فَكُلِيْ)) ''آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھا لو'' ۔ اس نے کہا: میں تو روزے سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ((صُمْتِ اَمْسِ)) ''کل تُو نے روزہ رکھا تھا؟'' وہ کہنے لگی: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ((فَكُلِيْ، فَاِنَّ صِيَامَ يَوْمِ السَّبْتِ لَا لَكِ وَلَا عَلَيْكِ)) ''کھاؤ، بے شک ہفتہ کے دن کا روزہ نہ تجھ پر (فرض) ہے اور نہ تیرے لیے (اس میں اجر) ہے۔'' [3]

اہلِ علم کے ہاں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ آیا اکیلا ہفتے کے دن کا روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض اس کے جواز کے قائل ہیں لیکن جمہور اس کی ممانعت ہی کی طرف گئے ہیں۔

---

[1] حاکم: ٤/ ٤٠٩، دوسرا نسخہ: ٥/ ٥٨٥۔

[2] ابو داؤد، کتاب الصیام، باب النهی ان یخص یوم السبت بصوم، رقم: ٢٤٢١، وقال شیخنا علی زئی: اسنادہ حسن۔

[3] احمد: ٨/ ٤٥، و سندہ حسن۔

ہمارے نزدیک بھی راجح یہی ہے جیسا کہ درج بالا حدیثوں سے صاف پتا چل رہا ہے کہ صرف ہفتے کے دن کا روزہ رکھنا منع ہے۔ سنن ابوداؤد میں عبداللہ بن بسر سے مروی حدیث پر امام ابوداؤد نے بھی ہی باب باندھا ہے کہ **باب النھی ان یخص یوم السبت بصوم** یعنی باب ہے کہ ہفتے کے دن کو خاص کر کے روزہ رکھنا منع ہے۔ تاہم امام موصوف کا اس حدیث کو منسوخ کہنا محل نظر ہے۔ شاید امام موصوف کے پیش نظر درج ذیل روایات ہوں:

① ''تم میں سے کوئی بھی جمعے کے دن کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے ایک دن پہلے کا یا بعد کا بھی روزہ رکھ لے۔'' [1] جمعہ کے بعد والا دن ہفتہ ہی ہے لہٰذا مذکورہ روایت میں ہفتہ کے دن روزہ رکھنے کی اجازت مل رہی ہے۔

اور اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کریب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ نے مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ میں ان سے پوچھ کر آؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن دنوں میں بکثرت روزہ رکھا کرتے تھے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ہفتہ اور اتوار کا روزہ بکثرت رکھتے تھے۔ (کریب کہتے ہیں) میں نے واپس آ کر انہیں اس کی خبر دی تو گویا انھوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا، چنانچہ وہ تمام افراد اٹھ کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہم نے اسے آپ کی خدمت میں یہ مسئلہ پوچھنے بھیجا تھا اور اس نے ہمیں بتایا ہے کہ آپ نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس نے سچ بتایا ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر و بیشتر ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ((اِنَّھُمَا یَوْمَا عِیْدٍ لِلْمُشْرِکِیْنَ وَاَنَا اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَھُمْ)) ''یہ دو دن مشرکوں کے عید کے دن ہیں (وہ ان میں کھاتے پیتے ہیں) اور میں (روزہ رکھ کر) ان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔'' [2]

---

[1] بخاری، رقم: ۱۹۸۵۔

[2] احمد: ۴۴/ ۳۳۰؛ ابن خزیمة، رقم: ۲۱۶۷، و سندہ حسن۔

یہ اور اس طرح کی دیگر روایات کے پیش نظر بھی ممانعت والی حدیث کو منسوخ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ ان سب میں جمع و تطبیق ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ اکیلا ہفتہ کا روزہ جائز نہیں بلکہ اگر اس کے ساتھ ایک دن پہلے (جمعہ) یا ایک دن بعد (اتوار) کا روزہ ملا لیا جائے تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر ایام بیض، ایام عشوراء یا یوم عرفہ کا روزہ آ جائے یا اگر کوئی صوم داودی کا عامل ہو تو ایسی صورت میں بھی ممانعت نہ ہوگی کیونکہ یہ تخصیص نہیں۔

امام بن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس دلیل کا ذکر کہ ہفتہ کے دن نفلی روزے کی ممانعت اسی صورت میں ہے جب اکیلے اسی ہفتے کے دن کا روزہ رکھا جائے اور اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں روزہ نہ رکھا جائے۔

مزید فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث جن میں آپ نے اکیلے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، الا یہ کہ جمعہ سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں بھی روزہ رکھا جائے، تو ان تمام احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے ہفتہ کے دن روزہ رکھنے کی اجازت دی ہے جب کہ اس سے پہلے جمعہ کے دن روزہ رکھا جائے یا اس سے بعد اتوار کا روزہ رکھا جائے۔

مزید فرماتے ہیں: ہفتہ کے دن روزہ رکھنے کی رخصت اس وقت ہے جب اس کے بعد اتوار کا بھی روزہ رکھا جائے۔ [1]

اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اکیلا ہفتہ کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہاں اگر ہفتہ کے ساتھ جمعہ یا اتوار کا روزہ رکھ لیا جائے تو ایسی صورت میں جواز ہے۔

غیر ثابت روایات

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے ہفتہ، اتوار اور پیر کا روزہ رکھتے اور دوسرے مہینے منگل، بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ [2]

اس کی سند ضعیف ہے، اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیثمہ بن عبدالرحمن بیان کر رہا ہے،

---

[1] صحیح ابن خزیمۃ: ۳/ ۵۵٦، ۵۵۷۔

[2] ترمذی، رقم: ۷٤٦۔

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ خیثمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا۔ ❶

✪ سیدنا عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور آپ اس وقت ہفتہ کے دن روزے سے تھے۔ چنانچہ روغنِ زیتون اور عودِ ہندی کی آپ کے حلق میں دوائی ڈالی گئی، پس آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا: ''تم نے زبردستی میرے حلق میں دوائی ڈالی ہے، حالانکہ میں روزے سے تھا، لہٰذا گھر میں جتنے بھی افراد ہیں سب کے حلقوں میں زبردستی دوائی ڈالی جائے۔'' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے چچا عباس کے سوا باقی سب کے؟ فرمایا: ''ہاں' میرے چچا عباس کے سوا۔'' سیدنا عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر عورتوں نے ایک دوسرے کے حلق میں زبردستی دوائی ڈالی۔ ❷

اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے، اس میں جابر جعفی سخت ضعیف راوی ہے۔

۳۔ مسجدِ قبا کی زیارت کے لیے جانا

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن پیدل یا سوار مسجد قباء تشریف لے جاتے تھے۔ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ❸

مسجد قباء مدینہ سے کوئی دو، تین میل کے فاصلے پر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں قباء نام کا ایک کنواں تھا، اسی وجہ سے اس مسجد کو بھی مسجد قباء کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کی حدود میں پہنچے تو سب سے پہلے آپ نے اسی مسجد کی بنیاد رکھی تھی۔

مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں سیدنا اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ كَعُمْرَةٍ)) ❹

''مسجد قباء میں ایک نماز ادا کرنا ایک عمرے کے برابر ہے۔''

---

❶ سنن ابی داؤد، رقم: ۲۱۲۸۔
❷ فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، رقم: ۱۷۵٤۔
❸ بخاری، کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة، باب مسجد قباء، رقم: ۱۱۹۳۔
❹ ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی الصلاة فی مسجد قباء، رقم: ۱٤۱۱، صحیح۔

❂ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ اَتٰى مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلّٰى فِيْهِ صَلَاةً كَانَ لَهٗ كَاَجْرِ عُمْرَةٍ)) ❶

''جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے پھر مسجد قباء میں آ کر ایک نماز پڑھے اسے ایک عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔''

مسجد قباء کے انہی ان گنت فضائل کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مسجد محترم میں ہر ہفتہ کے روز تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعتیں ادا فرماتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری ❷ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہفتہ کے دن مسجد قباء میں تشریف لے جانا اہل علم نے اس کی اور بھی کئی وجوہات اور حکمتیں بیان کی ہیں۔ مثلاً: اکثر اہل قباء جمعہ کے دن مدینہ چلے جاتے اور آپ کی زیارت سے شادکام ہوتے جب کہ بعض لوگ کسی عذر کی بنا پر نہ جاسکتے لہٰذا وہ آپ کی زیارت سے محروم رہ جاتے، اس لیے آپ خود تشریف لاتے تاکہ جو لوگ نہیں جاسکے تھے وہ بھی آپ کی زیارت سے شادکام ہوجائیں۔

چونکہ ابتدا ہجرت میں سب سے پہلے مسجد قباء کی بنیاد رکھی گئی تھی پھر اس کے بعد مسجد نبوی کی اور پھر اس مسجد نبوی میں آپ جمعہ پڑھاتے تو جمعہ کے لیے اہلِ قباء مسجد نبوی میں آجاتے جس کی وجہ سے مسجد قباء نماز سے معطل ہوجاتی تھی، اس کی تلافی اور تدارک کے لیے آپ ہفتہ کے دن اس مسجد میں تشریف لاتے اور یہاں دو رکعت ادا فرماتے۔

ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہفتہ کے دن فارغ ہوتے تھے اس لیے اپنے احباب سے ملاقات کے لیے مسجد قباء میں تشریف لے جاتے تھے۔ ❸

۴۔ ہفتہ کی مخصوص نمازوں کی حقیقت

بعض روایات میں ہفتہ کے دن اور رات کی کچھ مخصوص نمازوں کا ذکر بھی ملتا ہے جن کی بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں اور بعض غیر ثقہ معاصر نے ان روایتوں کو اپنی کتابوں کی زینت بنا کر بڑے دھڑلے سے ہفتہ کی ان مخصوص نمازوں کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ

---

❷ ایضاً، رقم: ۱٤۱۲، صحیح۔ ❸ حدیث نمبر: ۱۱۹٤۔

❶ عمدة القاری: ۷/ ۲۵۹۔

ہفتہ کے دن یا رات کی کوئی مخصوص نماز ثابت نہیں۔ جب اس سلسلے میں حدیث ہی ثابت نہیں تو نماز کا ثبوت کہاں سے آ گیا؟ مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں:

❂ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی ہفتہ کے روز چار رکعتیں پڑھے، ہر رکعت میں ایک بار الحمد للہ اور تین مرتبہ سورہ کافرون پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر آیۃ الکرسی پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک حرف کے بدلے میں ایک حج اور عمرہ کا ثواب لکھے گا۔ اور ہر ایک حرف کے بدلہ میں ایک برس کے دنوں کے روزوں اور راتوں کی شب بیداری کا ثواب عنایت فرمائے گا اور ہر ایک حرف کے عوض ایک شہید کا ثواب دے گا اور وہ پیغمبروں اور شہیدوں کے ساتھ عرش کے سایہ تلے رہے گا۔'' [1]

حافظ ابو الفضل زین الدین العراقی کہتے ہیں: ''اس روایت کو ابو موسیٰ المدینی نے کتاب ''وظائف اللیالی والایام'' میں نہایت سخت ضعیف سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ [2]

❂ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی ہفتہ کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعتیں پڑھے تو اس کے لیے جنت میں ایک محل بنایا جائے گا اور گویا کہ اس نے ہر مومن مرد اور عورت پر خیرات بانٹی اور یہودی ہونے سے بری ہوا اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو بخش دے۔'' [3]

حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے اس روایت کی کوئی اصل نہیں ملی۔ [4]

❂ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہفتہ کی رات چار رکعتیں پڑھیں، ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ پچیس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھی اللہ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دے گا۔ [5]

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بے اصل ہے، اس کے اکثر راوی مجہول ہیں اور یزید رقاشی ضعیف، ہیثم متروک ہے۔ حمیدی نے کہا: اور بشر بن سدی اس لائق نہیں کہ اس

---

[1] احیاء العلوم: ۱/ ۳۱۶، ۳۱۷۔
[2] تخریج احادیث الاحیاء: ۱/ ۲۳۵۔
[3] احیاء العلوم: ۱/ ۳۱۸۔
[4] تخریج احادیث الاحیاء: ۱/ ۲۳۷۔
[5] الموضوعات: ۲/ ۳۶۔

سے کچھ لکھا جائے اور احمد بن عبداللہ جو یباری کے متعلق گزر چکا ہے کہ وہ کذاب وضاع ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے ہفتہ کے دن چاشت کے وقت چار رکعتیں پڑھیں، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ پندرہ مرتبہ قل هو الله احد پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر رکعت کے بدلے ہونے کے ایک ہزار ایسے محل عطا کرے گا جو موتیوں اور یاقوت کے ساتھ آراستہ ہوں گے ہر محل میں چار نہریں ہوں گی، ایک نہر پانی کی، ایک دودھ کی، ایک شراب کی اور ایک شہد کی۔ ان نہروں کے درمیان میں نور کے درخت ہوں گے، ہر درخت پر دنیا کے دنوں کی تعداد جتنی ٹہنیاں ہوں گی، ہر ٹہنی پر ریت اور گٹھلیوں کی تعداد برابر پھل ہوں گے، جن کی خوشبو کستوری ہے۔ ہر درخت کے نیچے رحمن کے نور سے سایہ فگن مجلس ہوگی، ان درختوں کے پاس اللہ کے ولیوں کو جمع کیا جائے گا بشارت ہے ان کے لیے اور اچھا ٹھکانا ہے۔" [2]

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث موضوع ہے۔ ابھی ذکر کیا گیا ہے کہ یزید، ھیثم اور بشر سب ضعیف ہیں، جب کہ احمد جو کہ جو یباری ہے وہ کذابوں اور وضاعوں میں سے ہے۔

ہفتہ تاریخ کے آئینے میں

غزوہ احد

جنگ احد مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان دوسری بڑی جنگ تھی جو صحیح ترین قول کے مطابق ۳ھ ماہ شوال کے نصف میں ہفتہ کے دن احد کے میدان میں لڑی گئی۔ مسلمانوں کی تعداد ۷۰۰ جب کہ کفار ۳۰۰۰ کی تعداد میں تھے۔ جنگ کے آغاز میں مسلمانوں کی فتح یقینی نظر آرہی تھی مگر تیراندازوں کے دستے کی ایک خوفناک غلطی نے مسلمانوں کو اس فتح سے محروم کر دیا۔ مسلمانوں کا اس جنگ میں بہت سا جانی نقصان ہوا۔ تقریباً ۷۰ کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش کیا جن میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور نضر بن انس رضی اللہ عنہ جیسے لوگ بھی شامل تھے۔ [1]

---

[2] الموضوعات: ۲/ ۹۳۔

[1] السيرة النبوية لابن اسحاق ۱/ ۳۳۲؛ السيرة النبوية لابن هشام: ۳/ ٤٧٢؛ صحيح تاريخ طبرى، ۲/ ۱۲۷، الثقات لابن حبان: ۱/ ۲۲۳؛ جوامع السيرة، ص: ۱۷۵؛ تاريخ الاسلام للذهبى: ۲/ ۸۵؛ البداية: ٤/ ۱۷٤؛ تاريخ خليفة: ۲۷۔

معرکہ اجنادین

کہا جاتا ہے کہ اجنادین فلسطین کے ایک علاقے کا نام ہے جو رملہ اور جبرین کے درمیان پڑتا ہے۔ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو ہفتہ کے دن یہاں اہل اسلام اور رومیوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی۔ بالآخر رومی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح عطا فرمائی۔ [1]

وفات امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابومحمد اور نام سفیان بن عیینہ الہلالی ہے۔ ۱۰۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں مکہ مکرمہ کو اپنا مسکن بنایا، اسی وجہ سے آپ کو "محدث حرم" بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کے علم وفضل اور دیانت وتقویٰ کے سب معترف ہیں۔ زمرہ تبع تابعین میں بہت بڑے عالم اور نامور حافظ حدیث شمار ہوتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ مدلس بھی ہیں۔ بقول جمہور یکم رجب ۱۹۸ھ کو ہفتہ کے روز وفات پائی اور حرم پاک کے مشہور قبرستان "حجون" میں دفن کیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

وفات امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابویعقوب اور نام اسحاق بن ابراہیم بن مخلد ہے۔ 'ابن راہویہ' کی نسبت سے معروف ہیں۔ ۱۶۱ھ اور ایک دوسرے قول کے مطابق ۱۶۶ھ میں خراسان کے علاقے "مرو" میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے خراسان، عراق، حجاز اور شام وغیرہ کا سفر کیا اور بالآخر نیشاپور کو اپنا مستقل ٹھکانہ ٹھہرایا۔ اسی وجہ سے آپ کو "عالم نیشاپور" اور "شیخ اہل مشرق" کے القاب سے بھی نوازا گیا ہے۔ آپ حدیث، فقہ، حفظ، صدق اور زہد وتقویٰ کے جامع تھے۔ نصف شعبان ۲۳۸ھ ہفتہ کی رات نیشاپور میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [3]

---

[1] تاریخ خلیفة: ٦٣؛ الکامل فی التاریخ، ٢/ ٢٥٧؛ البدایة ٧/ ١٢١؛ اٹلس فتوحات اسلامیہ، ص ١٩٣۔

[2] ابن سعد: ٨/ ٥٩؛ الثقات: ٦/ ٤٠٣؛ تهذیب الاسماء و اللغات، ١/ ٢٤٦؛ تاریخ ابن خلکان ٢/ ٣٢٨

[3] تاریخ الکبیر: ١/ ٢٧٩؛ الثقات: ٨/ ١١٦؛ تهذیب التهذیب: ١/ ١٩٨؛ تذکرة المحدثین: ١/ ٩٩ ؛ تاریخ مدینة السلام: ٧/ ٣٧٤ (نوٹ: دوسرا قول جعرات کا ہے۔)

وفات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور نام محمد بن اسماعیل ہے۔ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ بروز جمعہ علاقہ خراسان کے مشہور شہر بخارا میں پیدا ہوئے، اسی مناسبت سے آپ کو ''بخاری'' کہا جاتا ہے۔ آپ کے فضائل ومناقب ذکر و بیان سے بڑھ کر ہیں۔ شب عیدالفطر ۲۵۶ھ کو ہفتہ کی رات وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوبکر اور نام محمد بن اسحاق ہے۔ ابن خزیمہ سے مشہور ہیں۔ ۲۲۳ھ کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ خراسان کے اندر اپنے زمانے میں امامت وحفظ کی آپ پر انتہا تھی۔ بے شمار کتب کے مصنف ہیں۔ ''صحیح ابن خزیمہ'' آپ ہی کی تالیف ہے۔ ۳۱۱ھ کے ماہ ذی القعدہ کے آغاز میں ہفتہ کی رات نیشاپور میں فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

وفات حافظ ابوالحجاج المزی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوالحجاج، نام یوسف بن زکی عبدالرحمن بن یوسف اور لقب جمال الدین ہے۔ حلب کی نواح میں ۶۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ''مزہ'' میں پرورش پائی اسی نسبت سے آپ کو ''مزی'' کہا جاتا ہے۔ حصول علم کے لیے شام، حرمین شریفین اور مصر وغیرہ کا سفر کیا، آپ نامور حافظ حدیث اور بلند پایہ عالم تھے۔ ''تھذیب الکمال فی اسماء الرجال'' اور ''تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف'' آپ ہی کی گرانقدر تالیفات ہیں۔ ۱۲ صفر ۷۴۲ھ ہفتہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان وفات پائی اور اگلے روز جامع اموی دمشق میں قاضی تقی الدین سبکی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ''مقابر الصوفیہ'' میں سپرد خاک کیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [3]

وفات حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوالفضل اور نام احمد بن علی بن محمد ہے لیکن مشہور ''ابن حجر عسقلانی'' سے

---

[1] الثقات: ۹/ ۱۱۳؛ سیرة البخاری، ص ۱۴۳۔

[2] الثقات: ۹/ ۱۵٦؛ مقدمة صحیح ابن خزیمة، تحقیق ماهر یاسین: ۱/ ۱۴۔

[3] البدایة ۱٦/ ۲۹۷۔

ہیں۔ ماہ شعبان ۷۷۳ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔ طلبِ علم کے لیے مصر، فلسطین، یمن، شام، عراق اور حرمین شریفین کا سفر کیا۔ آپ تقریباً اکیس سال تک مصر میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے عہدے پر فائز رہے۔ تحریر کے میدان میں تقریباً ہر موضوع پر قلم اٹھایا بالخصوص فن حدیث میں تو آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ ڈیڑھ سو کے لگ بھگ آپ کی تالیفات ہیں جن میں صحیح بخاری کی ضخیم شرح ''فتح الباری'' بھی شامل ہے۔ ہفتہ کے رات ۱۸ ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

آپ کا نام ولی اللہ بن عبدالرحیم ہے۔ لیکن شہرت ''شاہ ولی اللہ محدث دہلوی'' کے نام سے پائی۔ ۱۴ شوال ۱۱۱۴ھ کو اپنے ننھیال قصبہ پھلت ضلع 'مظفر نگر' اتر پردیش (یو۔ پی) میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا پھر اپنے والد بزرگ وار شاہ عبدالرحیم سے تفسیر وحدیث اور فقہ وغیرہ علوم کی کتابیں پڑھیں۔ حصول علم کے بعد والد ہی کی مسند درس کو زینت بخشی اور بارہ سال اس پر متمکن رہ کر حجاز کا سفر کیا، فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد مشائخ حرمین سے علم حدیث پڑھا اور واپس ہندوستان آ گئے۔ اس وقت ہندوستان کے حالات نہایت ابتر تھے آپ نے اپنی تقریر، تحریر، تدریس ہر لحاظ سے معاشرے میں رائج بدعات وخرافات کے خلاف آواز اٹھائی۔ فتح الرحمن کے نام سے قرآن مجید کا پہلا فارسی ترجمہ بھی کیا جس سے قرآن فہمی کا دروازہ کھلا۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری کتابیں لکھیں۔ ماہ محرم ۱۱۷۶ھ ہفتہ کے دن چاشت کے وقت دہلی شہر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

وفات حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن بارک اللہ بن احمد ہے، متحدہ پنجاب کے ضلع فیروز پور کے ایک گاؤں ''موضع لکھو کے'' میں ۱۲۲۱ھ یا ۱۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ لکھو کے کی نسبت سے ''لکھوی'' کہلائے۔ آپ نے زیادہ تر تعلیم تو اپنے گھر پر والد بزرگ وار ہی سے حاصل کی مگر مزید

---

[1] النجوم الزاهرة: ١٥/ ٥٣٣؛ شذرات الذهب: ٧/ ٤٠٩؛ تهذيب التهذيب، مقدمة المحقق: ١/ ٣٠۔

[2] نزهة الخواطر: ٦/ ٤٩٩؛ برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن، ص: ٦٧٦۔

حصول علم کے لیے پہلے لدھیانہ اور بعد ازاں دہلی کا رخ کیا۔ آپ ایک عظیم مدرس اور مبلغ تھے آپ کی صالحیت معروف تھی۔ پنجابی زبان کے بہت بڑے شاعر تھے۔ آپ کی تمام تصانیف پنجابی نظم میں ہیں جن میں قرآن مجید کی تفسیر بنام ''تفسیر محمدی'' اور معروف کتاب ''احوال الآخرت'' بھی شامل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ صاحب کرامات بھی تھے۔ ۱۳ صفر ۱۳۱۱ھ ہفتہ کے دن وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محی الدین، کنیت ابو الکلام اور تخلص ''آزاد'' ہے۔ دنیا آپ کو ''امام الہند'' بھی کہتی ہے۔ ۱۳۰۳ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے مفکر، دانشور اور میدانِ سیاست کے مدبر بھی تھے۔ ہندوستان کی سیاست سے اگر ''ابو الکلام آزاد'' کا نام نکال کر دیا جائے تو تاریخ ادھوری رہ جاتی ہے۔ آپ جادو بیان مقرر اور شعلہ بیان خطیب تھے۔ بہت ساری کتابیں بھی لکھیں جن میں قرآن مجید کی تفسیر ''ترجمان القرآن'' بھی ہے۔ علمی حوالے سے آپ کے کچھ تفردات بھی ہیں جن پر اہل علم نے گرفت بھی کی ہے۔ ۲ شعبان ۱۳۷۷ھ بمطابق ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کو ہفتہ کی شب فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

وفات شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد ناصر الدین بن نوح نجاتی ہے۔ ۱۹۱۴ء میں البانیہ کے دار الحکومت اشقودرہ میں پیدا ہوئے۔ البانیہ کی نسبت سے آپ کو ''البانی'' کہا جاتا ہے۔ آپ موجودہ صدی کے عظیم محقق، محدث اور داعی کبیر ہیں۔ آپ کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ حدیث کی تخریج و تحقیق اور اس کے ذوق کو عام کرنا ہے۔ تقریباً سوا سو کے لگ بھگ آپ کی تصانیف ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں مختلف مقامات پر دیے ہوئے دروس ہیں جو آج بھی کیسٹوں میں محفوظ ہیں۔ اسی طرح فرق باطلہ سے بے شمار مناظرے بھی کیے ہیں جن میں اللہ نے آپ کی مدد فرمائی ہے۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ غروب شمس سے کچھ پہلے آپ نے وفات پائی اور وصیت کے مطابق گھر کے قریبی قبرستان میں نماز عشاء کے فوراً بعد دفن کر دیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الفیوض المحمدیہ، ص ۱۳۷۔ [2] بزم ارجمنداں، ص: ۱۳۱۔

اتوار ہفتہ کا تیسرا دن ہے۔ یہ ہندی زبان کا لفظ ہے جو اسم مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اتوار کا معنی ہے، آفتاب کا دن، سورج کا دن۔[1]

افسوس کہ اردو میں ہفتے کے اس دن کا یہی نام رائج اور معروف ہے۔ حالانکہ غور کریں تو پتا چلے گا کہ لفظ ''اتوار'' میں سے شرک کی بُو آتی ہے کیونکہ سورج کی پوجا کرنے والوں نے اپنے دیوتا سورج کے نام پر اس دن کو ''اتوار'' کا نام دے دیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اُردو میں اس کے لیے ہندی کی بجائے فارسی (یک شنبہ) یا عربی (یوم الاحد) زبان کا لفظ معروف ہوتا۔

❑ اتوار کے دوسرے نام

اتوار کو عربی میں ''یوم الاحد'' انگریزی میں ''سنڈے'' (Sunday) اور فارسی میں ''یک شنبہ'' کہا جاتا ہے۔

❑ اتوار کے فضائل

① عیسائیوں کی ہفتہ وار عید کا دن

اتوار عیسائیوں کی ہفتہ وار عید کا دن ہے بالکل اسی طرح جیسے مسلمانوں کے لیے جمعہ اور یہود کے لیے ہفتہ کا دن ہے، اسی طرح عیسائیوں کے لیے اتوار کا دن ہے۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا، فَكَانَ لِلْيَهُوْدِ يَوْمُ السَّبْتِ، وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْاَحَدِ فَجَاءَ اللّٰهُ بِنَا، فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْاَحَدَ، وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيِّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ))[2]

''ہم سے پہلے لوگوں کو اللہ نے جمعہ سے بھٹکا دیا، پس یہود کے لیے ہفتہ کا دن اور نصاریٰ کے لیے اتوار کا دن (مقرر) ہوا پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لایا اور ہمیں جمعہ

---

[1] نور اللغات: ١/ ٢٣٤؛ فرهنگ آصفیه: ١/ ١٠٩۔

[2] مسلم، کتاب الجمعة، باب هداية هذه الامة......، رقم: ٨٥٦۔

کے دن کی ہدایت بخشی تو اس نے ترتیب یوں بنا دی: جمعہ، ہفتہ، اتوار۔ اور اسی طرح وہ قیامت کے روز بھی ہمارے پیچھے ہوں گے، ہم دنیا والوں میں سے آخری ہیں جب کہ قیامت کے دن اول ہوں گے، جن کا فیصلہ بھی ساری مخلوق سے پہلے ہو جائے گا۔"

② پہاڑوں کی تخلیق کا دن:

پہاڑ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی مخلوق ہیں۔ اللہ نے انسان کو ان میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے جیسا کہ سورۃ الغاشیہ آیت نمبر ۱۹ میں ہے۔ اسی طرح پہاڑوں کا ایک فائدہ بھی بیان فرمایا کہ زمین حرکت نہ کرے۔ گویا پہاڑ زمین کے لیے کیل اور میخیں ہیں اگر زمین ہلتی رہتی تو اس پر سکونت ممکن ہی نہ تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو اس میں گاڑ دیا تا کہ وہ حرکت نہ کرے۔ سورۃ النحل میں ہے: ﴿وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ﴾ [1]

"اور اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ گاڑ دیے تا کہ وہ تمہیں ہلا نہ دے۔"

زمین پر اللہ نے بڑے بڑے پہاڑ پیدا فرمائے ہیں جن میں سے بعض فضیلت والے بھی ہیں جیسے جبل احد ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا: "یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے۔" [2]

اسی طرح کوہ طور ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم اٹھائی ہے: ﴿وَالطُّوْرِ﴾ [3]

"قسم ہے طور کی" سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر نبوت سے نوازا گیا تھا۔

دنیا میں بڑے بڑے عظیم پہاڑ ہیں۔ یہ تمام پہاڑ اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن پیدا فرمائے ہیں۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ((خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ علیہ السلام بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ آخِرِ الْخَلْقِ فِيْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيْمَا

---

[1] النحل: ۱۵۔ [2] بخاری، کتاب المغازی، باب احد جبل یحبنا......، رقم: ۴۰۸۳۔
[3] الطور: ۱۔

بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ)) ❶

''اللہ عزوجل نے مٹی (زمین) کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا اور درخت پیر کے دن پیدا کیے اور مکروہات کو منگل کے دن پیدا کیا اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن میں چوپائے پھیلائے اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن تمام مخلوق کے آخر عصر کے بعد جمعہ کی آخری گھڑیوں میں سے کسی گھڑی میں عصر سے لے کر رات تک پیدا کیا۔''

❑ اتوار کے احکام و مسائل

ا۔ اتوار کے دن روزہ رکھنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ جناب کریب کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ میں ان سے پوچھ کر آؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن دنوں کا بکثرت روزہ رکھا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا: ہفتہ اور اتوار کے دن کا۔ چنانچہ میں نے واپس آ کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دی تو گویا انھوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا۔ وہ سب اٹھ کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے اسے آپ کی خدمت میں یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا تھا اور اس نے ہمیں بتایا ہے کہ آپ نے اس کا یہ جواب دیا۔ انھوں نے فرمایا: اس نے سچ بتایا ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر و بیشتر ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

((إِنَّهُمَا يَوْمَا عِيْدٍ لِلْمُشْرِكِيْنَ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُخَالِفَهُمْ)) ❷

''بے شک یہ دو دن مشرکوں کے لیے عید کے دن ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔''

گذشتہ سطور میں ہم یہ وضاحت کر آئے ہیں کہ صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنا منع

---

❶ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب ابتداء الخلق و خلق آدم، رقم: ۲۷۸۹۔

❷ صحيح ابن خزيمة، رقم: ۲۱٦۷، و سنده حسن۔

ہے۔ البتہ اگر اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا بعد والے کا روزہ ملا لیا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں آپ ﷺ کے ہفتہ اور اتوار کے دن روزہ رکھنے کا ذکر ہے۔ جس کی وجہ یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہو کیونکہ یہ ان کے ہفتہ وار عید کے دن ہیں جن میں وہ کھاتے پیتے ہیں اور موج اڑاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان ایام میں روزہ رکھ کر ان کی مخالفت کی ہے۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ جمعہ اور ہفتہ کا منفرد روزہ رکھنا منع ہے، اتوار کا نہیں۔ اس کی ممانعت کسی حدیث میں نہیں آئی۔ لہٰذا اگر کوئی بغیر معمول بنائے اور بغیر اجر عظیم کا اعتقاد رکھتے ہوئے صرف اتوار کا روزہ رکھ لے تو جائز ہے۔ واللہ اعلم

۲۔ اتوار کی مخصوص نمازوں کی حقیقت

اتوار کی گذشتہ سطور میں بیان کی جانے والی فضیلتوں کے علاوہ اور کچھ ثابت نہیں البتہ اس کی کچھ مخصوص نمازوں کا ذکر ملتا ہے لیکن تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں لہٰذا اس دن بھی عام معمول کی عبادت کرنی چاہیے۔ اسے خاص کر کے کوئی نماز پڑھنا بدعت کے زمرے میں آئے گا۔ کیونکہ اس سلسلے میں بیان کی جانے والی ساری روایات یا تو موضوع اور من گھڑت ہیں اور یا پھر سخت ضعیف ہیں۔ مثلاً:

- سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اتوار کے دن چار رکعات ایک ہی سلام کے ساتھ یوں ادا کیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿ آمن الرسول ﴾ آخر تک ایک مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر عیسائی مرد و زن کے بدلے ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرے اور ایک ہزار جہاد کا ثواب لکھے گا اور ہر رکعت کے بدلے ایک ہزار نماز لکھے گا اور اس کے اور آگ کے درمیان ہزار خندقیں بنا دے گا اور اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا۔ وہ جنت کے جس دروازے سے داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے اور قیامت کے دن اس کی حاجتیں پوری کرے گا۔'' [1]

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت موضوع ہے۔ اس میں مجہول راویوں

---

[1] الموضوعات، ۲/ ٤١۔

کی ایک جماعت ہے۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اتوار کی رات چار رکعات ادا کیں، ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے ساتھ پچاس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی، اللہ اس کے گوشت کو آگ پر حرام کر دے گا اور قیامت کے دن اسے عذاب سے محفوظ اٹھائے گا اور اس کا حساب آسان سا لے گا اور وہ پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائے گا۔'' [1]

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت موضوع ہے اور اس کے اکثر راوی مجہول ہیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اتوار کی رات چار رکعات یوں ادا کیں کہ ہر رکعت میں ایک بار سورت فاتحہ اور پندرہ بار سورت اخلاص پڑھی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن دس بار قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ثواب دے گا اور قیامت کے دن جب وہ اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہو گا اور اللہ اسے ہر رکعت کے بدلے یاقوت کے ایک ہزار گھر عطا کرے گا اور ہر گھر میں کستوری کے ہزار کمرے ہوں گے اور ہر کمرے میں ہزار تخت ہوں گے۔ ہر تخت پر حوریں ہوں گی، ہر حور کے پاس ہزار نوکر اور ہزار نوکرانیاں ہوں گی۔'' [2]

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث موضوع مظلم الاسناد ہے۔ اس کی سند میں زیادہ تر مجہول راوی ہیں۔ یحییٰ نے کہا: اور سلمہ بن وردان کوئی چیز نہیں۔ اور احمد بن حنبل نے کہا: وہ منکر الحدیث ہے۔ ابن حبان نے کہا: وہ قابل حجت نہیں۔ ابو حاتم رازی نے کہا: احمد بن محمد بن عمر کذاب راوی ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اتوار کے روز نماز کی کثرت سے اللہ کی توحید کرو کیونکہ وہ وحدہ لاشریک ہے لہٰذا جو کوئی اتوار کے روز ظہر کے فرض اور سنتوں کے بعد چار رکعتیں پڑھے، اول میں الحمد اور الٓمٓ السجدہ اور دوسری میں الحمد اور سورت ملک پڑھ کر التحیات پڑھ کر سلام پھیرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں اور پڑھے اور

---

[1] الموضوعات، ٢/ ٤٠۔ [2] ایضاً۔

اول میں الحمد اور سورت جمعہ اور دوسری میں بھی یہی دونوں سورتیں پڑھے اور اللہ سے اپنی حاجت مانگے تو اللہ تعالیٰ پر اس کی حاجت کا پورا کرنا لازم ہوگا۔" [1]

حافظ عراقی فرماتے ہیں: اس حدیث کو ابوموسی المدینی نے بغیر سند کے ذکر کیا ہے اور اسے ابن جوزی اور سیوطی نے روایت نہیں کیا۔ [2]

اتوار تاریخ کے آئینے میں

حمراء الاسد کی طرف روانگی

حمراء الاسد مدینے سے کوئی ۱۳ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بستی ہے۔ جنگ احد کا واقعہ ۱۵ شوال ۳ھ کو ہفتہ کے دن پیش آیا۔ اس سے اگلے روز اتوار کی صبح آپ ﷺ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ دشمن کے تعاقب کے لیے نکلنا ہے۔ کیونکہ خدشہ تھا کہ کہیں وہ مسلمانوں کو مغلوب سمجھ کر دوبارہ حملہ نہ کر دے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرلے کر دشمن کو خوف زدہ کرتے ہوئے حمراء الاسد پہنچے اور تین دن یہاں قیام فرمایا: اس سے دشمن کے دل میں مسلمانوں کی دہشت بیٹھ گئی اور وہ پلٹ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ [3]

وفات امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبدالرحمن بن عمرو بن محمد اور کنیت ابوعمرو ہے۔ دمشق کے نواح میں واقع قصبہ "اوزاع" یا ہمدان کے ذیلی قبیلے "اوزاع" کی طرف منسوب ہیں۔ آپ کو "شیخ الاسلام" اور "عالم اہل الشام" بھی کہا گیا ہے۔ ثقہ، مستند، فاضل، صدوق، صالح، کثیر الحدیث، "صاحب علم وفقہ اور حجت ہیں۔ ملک شام میں آپ سے بڑا کوئی عالم نہ تھا۔ ۲۸ صفر ۱۵۷ھ اتوار کے دن بیروت میں وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر ستر سال کے لگ بھگ تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ [4]

---

[1] احیاء العلوم: ۱/ ۳۱۵۔

[2] تخریج احادیث احیاء العلوم: ۱/ ٤٨٣۔

[3] ابن سعد ۲/ ٤٥؛ خلیفة: ۳۱؛ ابن هشام: ۳/ ٤٧٢؛ المغازی، ص ۲۵۳؛ الثقات: ۱/ ۲۳۵؛ جوامع السیرة، ص ۱۷۵؛ دلائل النبوة للبیهقی: ۳/ ۲۵۱؛ الکامل فی التاریخ: ۲/ ٥٧؛ سیر اعلام النبلاء: ۱/ ۲٦۲؛ البدایة: ٤/ ۲۲۸۔

[4] المعرفة و التاریخ: ۱/ ۱٤۳؛ البدایة: ۱۰/ ۳٦٦؛ تاریخ ابن خلکان: ۳/ ۹۹۔

وفات امام یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام یحییٰ بن سعید بن فروخ اور کنیت ابو سعید ہے۔ بصرہ کے رہنے والے چوٹی کے عالم اور سید الحفاظ ہیں۔ آپ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور جلیل القدر آئمہ حدیث سے استفادہ کیا۔ آپ کے تلامذہ میں بھی بہت سارے آئمہ کرام کا نام ملتا ہے۔ آپ ثقہ، حجت، مامون اور اونچے مرتبے کے حامل تھے۔ ۷۸ برس کی عمر پا کر ۱۲ صفر ۱۹۸ھ اتوار کے دن فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن سعد بن منیع اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ کاتب واقدی کے لقب سے مشہور ہیں۔ "طبقات الکبیر" جسے "طبقات ابن سعد" بھی کہا جاتا ہے، آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپ ثقہ وصدوق، بلند پایہ حافظ حدیث اور مورخ ہیں۔ ۶۲ سال عمر پا کر ۴ جمادی الاخری ۲۳۰ھ کو اتوار کے دن بغداد میں فوت ہوئے اور باب الشام کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

وفات امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری اور کنیت ابو الحسین ہے۔ حجۃ الاسلام اور حفاظ حدیث کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ کی امامت وعدالت پر اجماع ہے۔ ۲۰۴ھ کو خراسان کے مشہور شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ طلب علم کے لیے عراق، حجاز، مصر اور شام کے سفر کیے اور کبار محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔ بہت سی کتب کے مصنف ہیں۔ آپ کی کتاب "الصحیح"، صحیح بخاری کے بعد صحیح ترین کتاب ہے۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ ۵۷ برس عمر پا کر ۲۵ رجب ۲۶۱ھ بروز اتوار شام کے وقت نیشاپور میں فوت ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کسی حدیث کو تلاش کرتے کرتے کھجوریں اتنی کھا بیٹھے تھے کہ جن کی وجہ سے موت

---

[1] الثقات: ۷/ ٦١١؛ الانساب للسمعانی: ١٠/ ١٨٤۔

[2] تاریخ مدینة السلام ٣/ ٢٦٨؛ تاریخ الاسلام للذهبی: ١٦/ ٢١٠؛ ابن خلکان: ٤/ ٦٩٧؛ تهذیب الکمال: ٨/ ٧٠٩۔

واقع ہوگئی۔ لیکن یاد رہے کہ یہ واقعہ بسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام علی بن احمد بن سعید بن حزم اور کنیت ابو محمد ہے۔ ابن حزم الظاہری کے عرف سے مشہور ہیں۔ ۳۸۴ھ کو ماہ رمضان کے آخر میں بدھ کے روز طلوع آفتاب سے قبل قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ قاضی یونس بن عبداللہ، ابوبکر حمام بن احمد اور ابو محمد بن بنوش وغیرہ سے استفادہ کیا۔ آپ کے تلامذہ میں آپ کے بیٹے ابو رافع الفضل اور دوسرے بہت سے لوگ شامل ہیں۔ آپ کا شمار بلادِ اندلس کے نامور علماء میں ہوتا ہے۔ پہلے پہل شافعی المسلک تھے بعد ازاں اہل الظاہر کا مسلک اختیار کر لیا۔ فروع میں حیرت ناک ظاہری تھے اور قیاس وغیرہ سے کوئی بات نہ کہتے تھے۔ صفات باری تعالیٰ کے باب میں تاویل کرنے والے تھے۔ بے شمار کتابیں لکھیں۔ جن میں "المحلی"، "الملل والنحل" اور "جوامع السیرۃ" وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کو زندگی میں مختلف صعوبتوں اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ۲۸ شعبان ۴۵۶ھ کو اتوار کے دن کے آخری حصے میں فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

وفات شیخ محمد فاخر الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد فاخر بن محمد یحییٰ بن محمد امین اور تخلص زائر ہے۔ ۱۱۲۰ھ کو ہندوستان کے صوبہ یوپی کے شہر الٰہ آباد میں پیدا ہوئے۔ اسی لیے آپ کو "الٰہ آبادی" کہا جاتا ہے۔ بارھویں صدی ہجری میں آپ کا شمار برصغیر کے ان علماء عظام میں ہوتا ہے جو مسلکاً اہل حدیث اور قول و عمل میں متبع کتاب و سنت اور اس کے زوردار مبلغ تھے۔ ایک فارسی کے شعر میں اپنے مسلک کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

ما اہل حدیثم دغا را نہ شناسیم
صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست

---

[1] تاریخ مدینة السلام: ۱۵/ ۱۲۵؛ ابن خلکان ۵/ ۲۲۵؛ البدایة، ۱۱/ ۲۷۲، تذکرة المحدثین: ۱/ ۱۹۷۔

[2] الصلة لابن بشکوال: ۲/ ٦٠٦؛ ابن خلکان: ۳/ ۲٦۵؛ سیر: ۱۱/ ٤٧٨۔

آپ نے سنت نبوی کے انتصار وحمایت اور بدعات اور اہل بدعت کے رد میں متعدد کتاب بھی لکھیں۔آپ کی معروف کتاب ''رسالہ نجاتیہ'' ہے۔۱۱ ذی الحجہ ۱۱۶۲ھ کو اتوار کے دن برہان پور میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبدالمنان بن عبدالحق بن عبدالوارث بن قائم الدین ہے۔ ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۹۴۴ء کو قلعہ دیدار سنگھ سے مشرق کی جانب واقع گاؤں نور پور چہل میں پیدا ہوئے۔اسی وجہ سے آپ کو ''نور پوری'' کہا جاتا ہے۔آپ نے وقت کے جید علماء کرام سے استفادہ کیا جن میں حافظ عبداللہ محدث روپڑی، شیخ العرب والعجم حافظ محمد گوندلوی، مولانا اسماعیل سلفی، خواجہ محمد قاسم اور علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہم بھی شامل ہیں۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار متجاوز سے ہے۔راقم کو بھی آپ سے سند اجازہ حاصل ہے۔بلا مبالغہ آپ عالم باعمل اور ولی اللہ انسان تھے۔آپ نے زہد وتقویٰ کو شعار بنایا اور ہر ایسے قول وفعل سے دور رہے جس سے اس پر آنچ آسکتی تھی۔آپ کی شخصیت جامع الکمالات تھی۔آپ نے عربی، اور اردو میں دو درجن سے زائد کتابیں لکھیں جو بڑی علمی ہیں۔ ۳ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۶ فروری ۲۰۱۲ء اتوار کی شب پونے تین بجے وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

وفات حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام زبیر بن مجدد خان بن دوست محمد خان بن جہانگیر خان اور کنیت ابو معاذ ہے۔علی زئی قبیلے سے تعلق کی بنا پر ''علی زئی'' کہلائے۔آپ ۲۵ جون ۱۹۵۷ء کو بمقام پیر داد حضرو ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔حصول علم کے لیے مختلف شہروں کا سفر کیا۔آپ کے معروف اساتذہ میں شیخ العرب والعجم پیر بدیع الدین شاہ راشدی، پیر محب اللہ شاہ راشدی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا عبدالغفار حسن، مولانا فیض الرحمان ثوری، حافظ عبدالسلام بھٹوی، حافظ عبدالمنان نور پوری اور حافظ عبدالحمید ازہر شامل ہیں۔آپ عصرِ حاضر کے عظیم محدث، محقق، مجتہد، مفتی اور غیور ناقد تھے۔میں نے آپ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔

---

[1] نزهة الخواطر: ٦/ ٤١٤۔

آپ کثیر المطالعہ اور کثیر الحافظہ تھے۔ حدیث، اصول، رجال اور اخبار و انساب کے امام تھے۔ آپ کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ احادیث کی تخریج و تحقیق اور اس کے ذوق کو عام کرنا ہے۔ آپ کی تصانیف سو سے متجاوز ہیں۔ ۵ محرم ۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۰ نومبر ۲۰۱۳ بروز اتوار راولپنڈی کے بے نظیر ہسپتال میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

سوموار

ہفتے کا چوتھا دن پیر ہے۔ اسے سوموار بھی کہتے ہیں۔ سوموار سنسکرت زبان کا لفظ ہے، جو اسم مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: چاند کا دن، دیوتاؤں کا سوم رس پینے کا دن۔ چاند کے پجاریوں نے اپنے دیوتا چاند کے نام پر اس دن کا نام ''سوم وار'' رکھا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

❏ پیر کے دوسرے نام

پیر کو اردو میں ''سوموار'' بھی کہتے ہیں۔ عربی میں اسے ''یوم الاثنین'' قدیم عربوں میں ''اھون'' فارسی میں ''دوشنبہ'' اور انگریزی میں ''منڈے'' (Monday) کہا جاتا ہے۔

❏ سوموار کے فضائل

① درختوں کی تخلیق کا دن

درخت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور دلائل توحید میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین کی رونق اور خوبصورتی کا باعث بنایا ہے۔ ہمارے لیے بھی ان میں کئی فوائد ہیں۔ ان کی لکڑی ہمارے استعمال میں آتی ہے۔ ان کی چھاؤں میں بیٹھتے ہیں اور ان میں سے بعض کے ہم پھل بھی کھاتے ہیں۔ بعض درخت اس قدر عظیم ہیں کہ اللہ نے ان کی قسم اٹھائی ہے۔ فرمایا: ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ [1] ''قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔'' درختوں اور پودوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ ﴿وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ﴾ [2] ''اور بیل بوٹے اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔'' پیر کا دن وہ عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان درختوں اور پودوں کو پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ((خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عليه السلام بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ آخِرِ الْخَلْقِ فِيْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ

---

[1] التین: ۱۔ [2] الرحمن: ٦۔

سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ)) ❶

''اللہ عزوجل نے مٹی (زمین) کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور پہاڑوں کو اس میں اتوار کے دن پیدا کیا اور درخت پیر کے دن پیدا کیے اور مکروہات کو منگل کے دن پیدا کیا اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن اس میں چوپایوں کو پھیلایا اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن تمام مخلوق کے آخر میں عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعات میں سے کسی ساعت میں عصر سے لے کر رات تک پیدا کیا۔''

② ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دن

پیر کا دن اس وجہ سے بھی بڑا اہم اور فضیلت والا ہے کہ اس روز جس طرح اللہ تعالیٰ نے درخت پیدا فرما کر زمین کو رونق بخشی ہے اسی طرح اپنے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرما کر انسانیت کو رونق بخشی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیر کے روزے کی بابت پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ)) ❷

''اسی میں میری ولادت ہوئی ہے اور اسی میں مجھ پر وحی نازل کی گئی ہے۔''

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **واتفقوا على انه ولد يوم الاثنين من شهر ربيع الاول۔** ❸

اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن ہوئی ہے۔

پتا چلا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ گویا پیر کا دن بڑے ہی شرف اور بزرگی والا ہے کہ اس میں نبی آخر الزمان سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے۔ جمہور کا قول ہے

---

❶ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب ابتداء الخلق و خلق آدم، رقم: ٢٧٨٩۔
❷ مسلم كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام، رقم: ١١٦٢۔
❸ تهذيب الاسماء واللغات: ١/ ٣٠۔

کہ یہ پیر ماہ ربیع الاول کا تھا۔ تاہم اس میں سخت اختلاف ہے کہ ربیع الاول کا یہ کون سا پیر تھا۔ پہلا، دوسرا، تیسرا یا پھر چوتھا؟ [1]

③ نزولِ وحی کا دن

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ جو اس نے اپنے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر تقریباً تیئس سال کے طویل عرصے میں تھوڑی تھوڑی کر کے نازل فرمائی۔ یہ کتاب ہر لحاظ سے جامع اور اکمل ہے۔ اس کے ان گنت فضائل ہیں۔ اس عظیم کتاب کے نزول کا آغاز بھی پیر کے دن ہوا تھا۔ چنانچہ ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے پیر کے روزے کی بابت سوال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ)) [2]

''یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور وہ دن ہے کہ میں مبعوث کیا گیا۔'' یا فرمایا کہ اسی میں مجھ پر وحی نازل کی گئی۔''

وحی کے نزول کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ پر وحی کا ابتدائی دور اچھے سچے پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا۔ آپ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔ پھر من جانب قدرت آپ تنہائی پسند ہو گئے اور آپ ﷺ نے غار حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت اور یادِ الٰہی و ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ جب تک گھر آنے کو دل نہ چاہتا توشہ ہمراہ لیے ہوئے وہاں رہتے۔ توشہ ختم ہونے پر ہی اہلیہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور کچھ توشہ ہمراہ لے کر پھر وہاں جا کر خلوت گزیں ہو جاتے، یہی طریقہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ آپ پر حق منکشف ہو گیا اور آپ غار حرا ہی میں قیام پذیر تھے کہ اچانک جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! پڑھو۔'' آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔'' آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ

---

[1] مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام......، رقم: ١١٦٢۔

[2] تاریخ ولادت کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں راقم کی تالیف: اسلامی مہینے اور ان کا تعارف۔

کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا: پڑھو۔ میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا: پڑھو، میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴾ [1]

''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو خون کی پھٹکی سے پیدا کیا، پڑھو اور آپ کا رب بہت ہی مہربانیاں کرنے والا ہے۔''

پس یہی آیتیں آپ جبرئیل علیہ السلام سے سن کر اس حال میں غار حرا سے واپس ہوئے کہ آپ کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا۔ آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا'' مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو۔'' لوگوں نے آپ کو کمبل اوڑھا دیا۔ جب آپ کا ڈر جاتا رہا۔ تو آپ نے اپنی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اور فرمانے لگے:'' مجھے اب اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے۔''

آپ کی اہلیہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ کا خیال صحیح نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں، آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایسے اوصاف حسنہ والا انسان یوں بے وقت ذلت وخواری کی موت نہیں پا سکتا۔ پھر مزید تسلی کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچا زاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ انجیل کو بھی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ کے حالات بیان کیے اور کہا کہ اے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد) کی زبانی ذرا

---

[1] العلق: ۱۔۳۔

ان کی کیفیت سن لیجیے۔ وہ بولے: بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے، اس کی تفصیل سناؤ۔ چنانچہ آپ نے از اول تا آخر پورا واقعہ سنایا، جسے سن کر ورقہ بے اختیار بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا، کاش! میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟ ورقہ بولا: ہاں، یہ سب کچھ سچ ہے۔ جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہوئے ہیں۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر کچھ عرصہ تک وحی کی آمد موقوف رہی۔ [1]

④ وفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دن

پیر کا دن سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بڑا اہم ہے۔ آپ کی ولادت بھی اسی دن ہوئی، وحی کا نزول بھی اسی دن ہوا اور یہی وہ دن ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ چنانچہ خادم رسول سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے، پیر کے دن جب لوگ نماز (فجر) میں صف باندھے کھڑے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے کا پردہ ہٹائے کھڑے ہوئے ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک (حسن و جمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ورق تھا۔ آپ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ خطرہ پڑ گیا کہ کہیں ہم سب آپ کو دیکھنے ہی میں مشغول نہ ہو جائیں اور نماز توڑ بیٹھیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر صف کے ساتھ آ ملنا چاہتے تھے۔ انھوں نے سمجھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لا رہے ہیں لیکن آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ نماز پوری کر لو۔ پھر آپ نے پردہ ڈال دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دن فوت ہو گئے۔ [2]

---

[1] بخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، رقم: ۳۔

[2] بخاری، کتاب الاذان، باب اھل العلم و الفضل احق بالامامۃ، رقم: ۶۸۰۔

● سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری زیارت میں نے اس وقت کی جب آپ نے پیر کے دن پردہ ہٹایا تھا لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں باندھے نماز ادا کر رہے تھے۔ جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو گویا انھوں نے ہلنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھا تو گویا وہ مصحف کا ورق تھا۔ پھر آپ نے پردہ گرادیا اور اسی دن کے آخری حصے میں آپ فوت ہو گئے۔ ❶

● سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کی مرض الموت میں) حاضر ہوئی تو انھوں نے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم لوگوں نے کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تین سفید دھلے ہوئے کپڑوں میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفن میں قمیض اور عمامہ نہیں دیا گیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بھی پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کس دن ہوئی تھی: تو انھوں نے جواب دیا: پیر کے دن، پھر پوچھا کہ آج کونسا دن ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے بتایا: آج پیر کا دن ہے۔ فرمانے لگے: پھر مجھے بھی امید ہے کہ اب سے رات تک میں بھی رخصت ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا دیکھا جسے مرض کے دوران آپ پہن رہے تھے، اس کپڑے پر زعفران کا دھبہ لگا ہوا تھا، فرمایا: میرے اس کپڑے کو دھو لینا اور اس کے ساتھ مزید دو کپڑے ملا لینا پھر مجھے انہی میں کفن دینا۔ میں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے کہا: یہ تو پرانا ہے؟ فرمایا: زندہ آدمی نئے کپڑے کا مردے سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ تو پیپ اور خون کی نذر ہو جائے گا۔ پھر منگل کی رات کا کچھ حصہ گزرنے پر آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور صبح ہونے سے پہلے آپ کو دفن کر دیا گیا۔ ❷

● آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے متعلق بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں میں سے ایک نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات میرے گھر میں اور میری باری کے دن ہوئی۔ آپ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے

---

❶ مسند حمیدی، رقم: ۱۲۲۲، وسندہ حسن۔

❷ بخاری، کتاب الجنائز، باب موت یوم الاثنین، رقم: ۱۳۸۷۔

ہوئے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے وقت میرے اور آپ کے لعاب کو ایک ساتھ جمع کر دیا تھا۔ وہ اس طرح کہ عبدالرحمن بن ابی بکر میرے گھر میں آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ ﷺ مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں، میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا میں نے آپ سے پوچھا: یہ مسواک آپ کے لیے لے لوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے اثبات میں جواب دیا تو میں نے وہ مسواک ان سے لے لی۔ آپ ﷺ اسے چبا نہ سکے۔ میں نے عرض کیا: میں اسے آپ کے لیے نرم کر دوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے اثبات میں جواب دیا تو میں نے وہ مسواک نرم کر دی۔ آپ کے سامنے ایک بڑا پیالہ تھا چمڑے یا لکڑی کا (راوی حدیث) عمر کو اس سلسلے میں شک تھا۔ اس کے اندر پانی تھا آپ ﷺ بار بار اپنے ہاتھ اس میں ڈالتے اور پھر انہیں اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ)) ''لا الٰہ الا اللہ، بے شک موت کے وقت سختی ہوتی ہے۔'' پھر اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے: ((فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى)) ''رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے۔'' یہاں تک کہ آپ رحلت فرما گئے اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کی وفات پیر کے دن ماہ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی جیسا کہ جمہور اہل علم کا قول ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ آپ کی وفات کی خبر آناً فاناً ہر طرف پھیل گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کی ہر چیز (خوشی سے) روشن اور منور ہو گئی اور جس دن آپ کی وفات ہوئی تو ہر چیز (غم کی وجہ سے) تاریک تھی اور ہم نے ابھی اپنے ہاتھوں سے خاک نہ جھاڑی تھی اور دفن میں مشغول اور مصروف تھے کہ اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔ [2]

آپ ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری سے در و دیوار کا روشن ہو جانا، ایک تو اس خوش

---

[1] بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، رقم: ٤٤٤٩۔

[2] ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، رقم: ٣٦١٨، وسنده صحیح۔

وجہ سے تھا جو اہل ایمان کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور ہمسائیگی کے حصول سے ہوئی۔ دوسرا ان برکات اور رحمتوں کے نزول کی وجہ سے جو آپ ﷺ کی وجہ سے اہل مدینہ کو حاصل ہوئیں۔ اسی طرح وفات نبوی سے تاریکی کا احساس بھی یہ دونوں پہلو رکھتا ہے: غم کی حالت میں کوئی چیز اچھی نہیں لگتی، کہیں دل نہیں لگتا اور نبی ﷺ کی رحلت سے نبوت و رسالت کے انوار و برکات سے براہ راست فیض حاصل کرنا بھی ممکن نہ رہا۔

دلوں کی کیفیت تبدیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان میں اضافے کا ایک اہم ذریعہ، یعنی صحبت و تعلیم نبوی ختم ہو جانے کی وجہ سے قلبی احوال کا وہ مقام حاصل کرنا ممکن نہ رہا جو پہلے حاصل تھا، اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان امت میں سب سے کامل اور مضبوط تھا۔ [1]

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگی: ہائے! میرے ابا جان کی تکلیف، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ عَلٰى أَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ)) ''آج کے بعد تمہارے ابا جان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔'' پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگی: ہائے! ابا جان! آپ اپنے رب کے بلاوے پر چلے گئے، ہائے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں اپنے مقام پر چلے گئے، ہائے ابا جان! ہم جبریل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔ [2]

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت مقامِ سنح میں تھے۔ آپ کی خبر سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر یہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (بعد میں) عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! اس وقت میرے دل میں یہی خیال آ رہا تھا اور میں یہ کہتا تھا کہ اللہ آپ کو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے (جو آپ کی وفات کی باتیں کرتے ہیں) اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اندر جا کر آپ کے جسدِ اطہر کے اوپر سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ

---

[1] ابن ماجة: ٢/٥٥٨، أردو۔

[2] بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ، رقم: ٤٤٦٢۔

پر قربان ہوں، آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی پاکیزہ ہیں اور اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت ہرگز طاری نہیں کرے گا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: اے قسم کھانے والے! ذرا تامل کر۔ پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: لوگو! دیکھو جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ [1] ''اے پیغمبر! بے شک آپ بھی مرنے والے ہیں اور بے شک وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝﴾ [2]

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور عنقریب اللہ شکر گزاروں کو بدلہ دے گا۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ [3]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے پاس ئے پھر اپنا منہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا اور اپنے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لی کلائیوں پر رکھ دیے اور کہا: ہائے اللہ کے نبی! ہائے اللہ کے چنے ہوئے مخلص دوست! ہائے اللہ کے خلیل۔ [4]

---

[1] الزمر: ۳۰ [2] آل عمران: ۱٤٤۔

[3] بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب، رقم: ۳٦٦۷، ۳٦٦۸۔

[4] شمائل ترمذی، رقم: ۳۹۲، وقال شیخنا علی زئی: سندہ حسن۔

⑤ رب کے حضور اعمال کی پیشی کا دن

پیر کے دن کو ایک یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ اس روز بنی آدم کے اعمال کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ ویسے تو یہ ہر روز ہی اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں لیکن پیر کے دن کی یہ پیشی ہفتہ وار پیشی ہے۔ جیسے کہ سالانہ پیشی شعبان کے مہینے میں ہوتی ہے۔[1]

اسی طرح ہفتہ وار پیشی پیر اور جمعرات کے دن ہوتی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ، یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ، فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ، فَیُقَالُ: اتْرُکُوْا، اَوِ ارْکُوْا، هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا)) [2]

"لوگوں کے اعمال ہر ہفتے میں دو مرتبہ پیش کیے جاتے ہیں: پیر کے دن اور جمعرات کے دن پھر ہر مومن بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ سوائے اس بندے کے کہ اس کے اور اس کے (مسلمان) بھائی کے درمیان کوئی دشمنی ہو۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو یا انہیں مہلت دے دو یہاں تک کہ یہ رجوع کر لیں۔"

✪ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا کہ: ((تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ کُلِّ یَوْمِ خَمِیْسٍ وَ اثْنَیْنِ، فَیَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ لِکُلِّ امْرِئٍ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا، اِلَّا امْرَاً کَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ، فَیُقَالُ: ارْکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا، اُرْکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا)) [3]

"ہر جمعرات اور پیر کے روز اعمال پیش کیے جاتے ہیں پس اس دن اللہ عزوجل ہر اس شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، سوائے اس شخص کے کہ اس کے درمیان اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی دشمنی ہو، ارشاد ہوتا ہے: انہیں مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں، انہیں مہلت دو یہاں

---

[1] دیکھیے: سنن نسائی، رقم: ۲۳۵۹، و سنده حسن۔
[2] مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن الشحنا، رقم: ۲۵۶۵۔
[3] ایضًا۔

تک کہ صلح کر لیں۔"

ان احادیث سے پتا چل رہا ہے کہ پیر اور جمعرات دو ایسے دن ہیں جن میں لوگوں کے اعمال کی پیشی ہوتی ہے اور پھر مشرک اور اس شخص کے علاوہ جس نے اپنے کسی بھائی سے بغض رکھا ہو باقی سب کی کمیاں کوتاہیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔ لہٰذا یہ دونوں دن اس لحاظ سے بڑے اہم ہیں۔ مذکورہ برائیوں سے ہر وقت بچنا چاہیے لیکن ان دونوں دنوں میں تو خاص کر اپنا محاسبہ کرنا چاہیے۔ اعمال کی ان پیشیوں کی حکمت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ وہ تو ہر عمل سے خوب واقف ہے۔ پھر ہفتہ وار اس پیشی کا کیا مطلب؟ تو جواب یہی ہے کہ واللہ اعلم

⑤ جنت کے دروازوں کا کھلنا

پیر کے دن کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: انْظُرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا)) [1]

"پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں پھر ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا ہو سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ پس ارشاد ہوتا ہے: انہیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں، انہیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں، انہیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔"

ہمارے شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اس حدیث سے درج ذیل فوائد اخذ فرماتے ہیں:

① کسی شرعی عذر کے بغیر مسلمانوں کا آپس میں بائیکاٹ کرنا حرام ہے۔

② جنت پیدا شدہ موجود ہے اور اس کے (آٹھ) دروازے ہیں۔

③ مشرک کی بخشش نہیں ہوتی بلکہ جنت اس کے لیے ہمیشہ حرام اور جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔

---

[1] مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن الشحناء، رقم: ٢٥٦٥۔

④ بندے اپنے باہمی حقوق کا آپس میں فیصلہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔

⑤ سوموار اور جمعرات کی اہمیت بھی واضح ہو رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ ان دونوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ (سنن الترمذی، ۷۴۵، وسندہ صحیح، ۷۴۷، وسندہ حسن، وصحیح مسلم: ۱۱۶۲، دارالسلام: ۲۷۵۰۔)

تنبیہ: پیر اور جمعرات کو نبی ﷺ کی خدمت میں لوگوں کے اعمال کا پیش کیا جانا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔[1]

⑦ مغفرت اور بخشش کا دن

پیر کے دن لوگوں کی مغفرت اور بخشش ہوتی ہے لہٰذا یہ مغفرت اور بخشش کا دن بھی ہے۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے، آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ، یَغْفِرُ اللّٰہُ فِیْھِمَا لِکُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا مُتَھَاجِرَیْنِ، یَقُوْلُ: دَعْھُمَا حَتّٰی یَصْطَلِحَا))[2]

"پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتا ہے سوائے ان دو آدمیوں کے جو آپس میں قطع تعلقی کر چکے ہوں۔ وہ فرماتا ہے: انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔"

⑧ پیر کے روزے کی فضیلت

پیر کے دن روزہ رکھنا مسنون ہی نہیں یہ پیارے نبی ﷺ کا محبوب عمل بھی ہے۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کبھی آپ اس قدر روزے رکھتے ہیں کہ لگتا ہے کہ اب آپ چھوڑیں گے نہیں اور کبھی اس قدر چھوڑتے ہیں کہ لگتا ہے کہ اب آپ رکھیں گے نہیں، مگر دو دنوں کا روزہ ضرور رکھتے ہیں۔ وہ آپ کے (عمومی)

---

[1] الاتحاف الباسم فی تحقیق، تخریج و شرح موطا امام مالك، ص: ٥٢٢۔

[2] ابن ماجه، کتاب الصیام، باب صیام یوم الاثنین و الخمیس، رقم: ١٧٤٠، و سنده صحیح۔

روزوں میں آ جائیں تو بہتر ورنہ آپ ان کا روزہ خصوصاً رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ((اَیَّ یَوْمَیْنِ)) ''کون سے دو دن؟'' میں نے کہا: پیر اور جمعرات۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((ذَالِکَ یَوْمَانِ تُعْرَضُ فِیْھِمَا الْاَعْمَالُ عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فَاُحِبُّ اَنْ یُعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ)) [1]

''یہ دو دن ایسے ہیں کہ ان میں رب العالمین کے ہاں اعمال پیش ہوتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش ہو تو میں روزے سے ہوں۔''

آپ ﷺ کی کوشش ہوتی تھی کہ پیر اور جمعرات کا روزہ ضرور رکھیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کا روزہ کوشش سے رکھا کرتے تھے۔ [2]

پیر کا روزہ آپ کو دو وجہ سے پسند تھا:

① اس دن اللہ کے ہاں اعمال کی ہفتہ وار پیشی ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ کو یہ پسند تھا کہ میرا عمل اس حال میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں جیسا کہ اوپر حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

② دوسری وجہ یہ تھی کہ اس دن آپ کی ولادت ہوئی، آپ کو نبوت ملی اور آپ پر نزول وحی کا آغاز ہوا لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے شکرانے کے طور پر اس دن روزہ رکھتے تھے۔ چنانچہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ)) [3]

''یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور وہ دن کہ میں مبعوث کیا گیا۔'' یا (فرمایا): اسی میں مجھ پر وحی اتاری گئی۔''

آپ ﷺ ہر مہینے میں جو تین روزے رکھتے تھے ان کے لیے بھی پیر اور جمعرات ہی کے دن کا انتخاب فرماتے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین

---

[1] نسائی، کتاب الصیام، باب صوم النبی ﷺ بابی ھو وامی......، رقم: ۲۳٦۰، وقال شیخنا علی زئی: اسنادہ حسن۔

[2] ایضاً، رقم: ۲۳٦۲، ۲۳٦۳، ۲۳٦٤، ۲۳٦۵، صحیح۔

[3] مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام، رقم: ۱۱٦۱۔

روزے رکھا کرتے تھے۔ ایک ہفتے میں پیر اور جمعرات کو اور اگلے ہفتے کے پیر کو۔ [1]

- سیدہ حفصہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے جمعرات اور پیر کو اور دوسرے ہفتے پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ [2]

- ہنیدہ خزاعی اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں سیدہ ام سلمہ ﷞ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیا کرتے تھے کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھا کروں، (ایک) ان میں پیر کا ہو اور (دوسرا) جمعرات کا۔ [3]

پیر کے دن معمولات نبوی ﷺ

۱۔ روزہ رکھنا

سیدہ عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ [4]

پیر کے دن روزہ رکھنا معمولات نبوی ﷺ میں سے تھا۔ تفصیل گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکی ہے۔

۲۔ نبیذ پینا

یحییٰ بہرانی ﷫ کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس ﷠ کے پاس نبیذ کا ذکر ہوا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے لیے (بروایت شعبہ) پیر کی رات برتن میں نبیذ بنایا جاتا پھر آپ اسے پیر کے دن اور منگل کے دن عصر تک پیتے رہتے۔ پھر اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا تو خادم

---

[1] نسائی، کتاب الصیام، باب صوم النبی ﷺ، بابی ھو وامی......، رقم: ۲۳۶۷، وقال شیخنا علی زئی: صحیح۔

[2] ایضاً، رقم: ۲۳۶۸، وقال شیخنا : حسن۔

[3] ابوداؤد، کتاب الصیام، باب من قال الاثنین و الخمیس، رقم: ۲۴۵۲، و قال شیخنا: صحیح۔

[4] نسائی، کتاب الصیام، باب صوم النبی ﷺ بابی ھو وامی......، رقم: ۲۳۶۶ وقال شیخنا: صحیح۔

کو پلا دیتے یا اس کو بہا دیتے۔ [1]

پانی میں کھجوریں، چھوہارے یا منقیٰ ڈال کر رکھ دیا جائے تو رات بھر میں ان کی مٹھاس پانی میں حل ہو کر میٹھا مشروب تیار ہو جاتا ہے، اسے نبیذ کہتے ہیں، یہ حلال مشروب ہے کیونکہ اس میں نشہ نہیں ہوتا۔ تاہم اگر یہ دو تین دن سے زیادہ دیر پڑا رہے تو اس میں نشہ آ جاتا ہے۔ لہٰذا جب اس کی ایسی صورت بن جائے تو پھر استعمال نہیں کرنا چاہیے، پھینک دینا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پیر کی رات اسے تیار کیا جاتا آپ اسے پیر اور منگل کے دن عصر تک پیتے اس کے بعد اگر بچ جاتا تو کسی خادم کو پلا دیتے یا پھر اسے بہا دیتے کیونکہ زیادہ دیر پڑا رہنے سے نشہ پیدا ہو جانے کا خدشہ تھا۔

۳۔ مسجد قباء جانا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پیر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبا گیا جب ہم بنی سالم کے محلہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا عتبان کے مکان پر ٹھہر گئے اور انہیں آواز دی، وہ اپنا تہبند باندھتے ہوئے دروازے سے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((أَعْجَلْنَا الرَّجُلَ)) ''ہم نے اس آدمی کو جلدی میں ڈال دیا''۔ سیدنا عتبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ بتلایئے کہ جو شخص اپنی بیوی سے ہم بستری میں مشغول ہو اور انزالِ منی سے پہلے اس سے علیحدہ ہو جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَاءِ)) [2]

''درحقیقت پانی پانی سے ہے (یعنی غسل منی کے انزال سے واجب ہوتا ہے)''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام معمول تو یہی تھا کہ آپ ہفتے کے دن مسجد قباء کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے۔ تاہم مذکورہ روایت سے پتا چل رہا ہے کہ کبھی آپ پیر کے دن بھی وہاں چلے جاتے تھے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے پیر اور جمعرات کے دن مسجد قباء میں نماز پڑھی وہ

---

[1] مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اباحۃ النبیذ الذی لم یشتد ولم یعسر مسکرا، رقم: ۲۰۰٤۔

[2] مسلم، کتاب الحیض، باب بیان ان الجماع کان فی اول الاسلام......، رقم: ۳٤۳۔

ایک عمرے کا ثواب لے کر واپس لوٹا۔'' شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پیر اور جمعرات کے دنوں کے اضافے کے ساتھ یہ روایت موضوع ہے۔ [1]

بلاشبہ مسجد قباء میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے مگر مذکورہ روایت غیر ثابت ہے۔

□ پیر کے غیر ثابت اعمال

۱۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''پیر کی صبح تم اپنی اولاد سمیت میرے پاس آنا میں تمہارے حق میں دعا کروں گا جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو فائدہ پہنچائے گا۔'' چنانچہ ہم عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے تو آپ نے ہمارے اوپر ایک چادر اوڑھی اور یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! عباس اور اس کی اولاد کے ظاہری اور باطنی گناہوں کی ایسی بخشش فرما جو ان کے کسی گناہ کو باقی نہ چھوڑے، اے اللہ! ان کی اولاد کو باعزت اور باحفاظت رکھ۔'' [2]

یہ حدیث ضعیف ہے، اسے عبدالوھاب بن عطاء مدلس راوی نے عنعن سے بیان کیا ہے۔

۲۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا قصہ کتب احادیث میں تفصیلاً موجود ہے لیکن سنداً ضعیف ہے۔ مسند بزار کی ایک لمبی روایت میں ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے مجھے کہا: اے ابن الخطاب: خوش ہو جا، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر کے دن یہ دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے دین اسلام کو غلبہ عطا فرما۔'' اور ہمیں امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعا آپ کے حق میں ہے۔ [3]

---

[1] السلسلة الضعيفة، رقم: ٥٩٥٦۔

[2] ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی الفضل عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ٣٧٦٢۔

[3] مسند البزار، رقم: ٢٧٩۔

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں اسامہ بن زید بن اسلم اور اسحاق بن ابراھیم ضعیف راوی ہیں۔

۳۔ مخصوص نمازیں

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے پیر کی رات چھ رکعات اس طرح ادا کیں کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ الفاتحہ اور بیس دفعہ سورہ اخلاص پڑھی اور اس کے بعد سات دفعہ استغفار کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ہزار صدیق، ہزار عابد اور ہزار زاہد کا ثواب دے گا اور اسے نورانی موتیوں کا تاج پہنائے گا اور اسے کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف زدہ ہوں گے۔ اور وہ پل صراط سے بجلی کی سی رفتار سے گزر جائے گا۔'' [1]

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ موضوع ہے اور اس کی سند میں یزید، ہیثم اور بشر سب کے سب مجروح ہیں اور احمد بن عبداللہ الجویباری کذاب راوی ہے۔

❁ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے پیر کے دن چار رکعتیں ادا کیں، ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ ایک دفعہ آیۃ الکرسی، اخلاص، الفلق اور سورۃ الناس پڑھی اور جب سلام پھیرا تو دس دفعہ استغفار کیا اور دس دفعہ درود پڑھا تو اس کے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں سفید موتی سے بنا محل عطا کرے گا، ہر محل میں سات گھر ہوں گے، ہر گھر کی لمبائی تین ہزار ہاتھ اور چوڑائی بھی اتنی ہی ہوگی، پہلا گھر سفید چاندی کا اور دوسرا سونے کا، تیسرا گھر موتی کا، چوتھا گھر سبز قیمتی پتھر کا، پانچواں گھر مختلف رنگوں والے پتھروں کا، چھٹا گھر موتی کا اور ساتواں گھر نور کا ہوگا جو چمک رہا ہوگا۔ ان تمام گھروں کے دروازے عنبر کے ہوں گے، ہر پلنگ پر ہزار بستر ہوں گے، ہر بستر پر ایک حور ہوگی جسے اللہ تعالیٰ نے نہایت عمدہ خوشبو سے پیدا کیا ہے۔ اس کے پاؤں سے لے کر گھٹنے تک زعفران کی خوشبو ہوگی اور گھٹنے سے لے کر پستان تک تیز کستوری کی خوشبو ہوگی، پستان سے لے کر گردن تک عنبر کی اور گردن سے لے کر سر کے بالوں کی مانگ تک سفید

---

[1] الموضوعات: ۲/ ۴۱۔

کافور کی خوشبو ہوگی۔ ہر حور پر نہایت خوبصورت ہزار جنتی حلے ہوں گی۔'' [1]

ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بلاشک وشبہ موضوع ہے۔

۴۔ اسلام میں پہلی نماز کی ادائیگی

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (نبوت ملنے کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کی صبح نماز پڑھی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دن کے آخر میں نماز پڑھی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے منگل کے دن نماز پڑھی، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سات سال اور کچھ مہینے تک چھپ کر نماز پڑھتے رہے۔ [2]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں یحییٰ بن عبد الحمید الحمانی اور محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع سخت ضعیف راوی ہیں۔

۵۔ حصول علم

- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پیر کے دن علم حاصل کرو، بلاشبہ اس دن طالب علم کے حصول علم میں آسانی ہوتی ہے۔'' [3]

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں عثمان بن عبد الرحمن ضعیف راوی ہے جو مجہول لوگوں سے منکر روایتیں بیان کرتا تھا۔

- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر پیر اور جمعرات کو علم حاصل کرو کیونکہ اس دن طالب علم کو حصول علم میں آسانی ہوتی ہے اور جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ اس کے لیے صبح سویرے نکلے۔ بے شک میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری امت کے لیے اس کے صبح کے وقت میں برکت ڈال دے۔ [4]

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ اس میں ایوب بن سوید رملی ضعیف عند الجمہور ہے۔

---

[1] الموضوعات: ۲/ ۴۱، ۴۲۔
[2] المعجم الکبیر، رقم: ۹۵۲۔
[3] طبقات المحدثین باصبہان ۲/ ۲۸۷؛ تاریخ اصبہان ۱/ ۴۰۸۔
[4] الکامل لابن عدی: ۲/ ۲۹۔

سوموار تاریخ کے آئینے میں

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری

کفار نے جب مکہ المکرمہ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو آپ نے بحکم الٰہی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ سفرِ ہجرت میں آپ کے رفیق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے ۲۷ صفر ۱۴ نبوی کو مکہ چھوڑا اور ۸ ربیع الاول پیر کے دن مدینہ منورہ پہنچے۔ [1]

تحویل قبلہ

کعبہ اللہ تعالیٰ کا قابل احترام گھر ہے۔ یہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے درمیان واقع ہے۔ یہ اہل اسلام کا قبلہ بھی ہے۔ تمام مسلمان اسی کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ نبی ﷺ جب مکے سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو سولہ، سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے جب کہ آپ کی خواہش یہی تھی کہ خانہ کعبہ کی طرف ہی رُخ کر کے نماز پڑھی جائے جو قبلہ ابراہیمی بھی تھا، اس کے لیے آپ ﷺ دعا بھی فرماتے اور بار بار آسمان کی طرف نگاہ بھی اٹھاتے بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور تحویل قبلہ کا حکم دیا، تحویل قبلہ کا یہ حکم نصف رجب ۲ھ بروز پیر نمازِ عصر کے وقت آیا۔ چنانچہ عصر کی نماز خانہ کعبہ کی طرف رُخ کر کے ادا کی گئی۔ [2]

غزوہ بنی مصطلق

اسے غزوہ مریسیع بھی کہا جاتا ہے۔ بنو مصطلق قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ کے قریب قدید نامی جگہ پر آباد تھی۔ مریسیع ان کے ایک کنویں کا نام ہے جو قدید کے اطراف میں ساحل کے قریب ہے۔ یہ غزوہ کبھی قبیلے کی طرف اور کبھی ان کے کنویں کی طرف

---

[1] بخاری، رقم: ۳۹۰٦؛ ابن سعد: ۱/ ۲۰۰؛ رحمة للعالمین: ۱/ ۱۰۳،۱۰۸؛ الرحیق المختوم: ۲۳۸۔

[2] ابن سعد: ۱/ ۲۰۸؛ عیون الاثر: ۱/ ۲٦۹؛ شرف المصطفی: ۲/ ٤۰٤)

نوٹ: بعض اہل علم منگل کا دن بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

منسوب کیا جاتا ہے۔اس کا سبب یہ ہوا کہ قبیلے کے سردار حارث بن ضرار نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے لشکر جمع کیا، رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ اپنے سات سو جانثاروں کو لے کر ۲ شعبان ۵ھ پیر کے دن مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مریسیع کے کنویں پر کفار سے مڈبھیڑ ہوئی اور اللہ نے اہل اسلام کی مدد فرمائی۔ دس کافر قتل اور سات سو سے زیادہ قیدی ہوئے جب کہ ایک مسلمان بھی شہید ہوا۔ ❶

❂ خلافت صدیقی

نبی کریم ﷺ کی وفات ۱۱ھ پیر کے دن ہوئی۔ آپ کی تکفین و تدفین سے قبل ہی مسئلہ خلافت کھڑا ہو گیا۔ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں مجتمع ہو کر خلافت کی بحث چھیڑ دی۔ مہاجرین کو خبر ملی تو وہ بھی یہاں پہنچ گئے۔ انصار نے مشورہ دیا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہوگا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ہم امیر ہوں اور تم وزیر۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: واللہ! ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ ٹھیک یہی ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ مناسب نہیں بلکہ درست یہی ہے کہ ہم امیر ہوں اور تم وزیر۔ کیونکہ قریش سارے عرب میں شریف سمجھے جاتے ہیں اور ان کا ملک بھی عرب کے عین بیچ میں ہے۔ لہٰذا تم ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ یا عمر رضی اللہ عنہ میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ آپ ہمارے سردار ہیں۔ ہم سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بھی ہم سب سے بہتر ہیں اور ان تین فضیلتوں میں کوئی آپ کا ثانی بھی نہیں لہٰذا ہم آپ کی بیعت کریں گے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بیعت کر لی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بیعت کرنا تھا کہ باقی لوگ بھی بیعت پر ٹوٹ پڑے یوں یہ مسئلہ یہیں حل ہو گیا۔ پھر اگلے روز مسجد نبوی میں بیعتِ عامہ ہوئی۔ اس طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بالاتفاق عالم اسلام کے خلیفہ اوّل بن گئے اور خلافت راشدہ کا دور شروع ہو گیا۔ ❷

---

❶ المغازی، ص۲۹۹؛ ابن سعد: ۲/ ٦۰؛ المختصر الكبير: ۱/ ٦۰؛ سمط النجوم: ۲/ ۱۷۵؛ الصادق الامين، ص: ٤۲۷۔

❷ بخاری، رقم: ۳٦٦۸؛ شمائل ترمذی، رقم: ۳۹۷؛ البداية، ۷/ ٥۔

صلح سیدنا حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمان دو گروہوں میں بٹ گئے ایک علوی جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور دوسرے اموی جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ان دونوں میں ایک بڑی جنگ بھی ہوئی جسے ''جنگ صفین'' کہا جاتا ہے۔ ماہ رمضان ۴۰ھ کو جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو دونوں گروہوں کے درمیان ایک مرتبہ پھر جنگ کے بادل منڈلانے لگے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو صلح کی پیش کش کی تو آپ نے مناسب سمجھا کہ مسلمانوں کی وحدت قائم رکھنے کے لیے اور ان کے درمیان خون ریزی سے بچنے کے لیے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لیں اور ان کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔ چنانچہ آپ نے ۵ ربیع الاول ۴۱ھ پیر کے دن خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے صلح کر لی۔ اور یہ وہی چیز تھی جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ میرا یہ بیٹا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرا دے۔'' [1]

شہادت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، کنیت ابو الحسین ہے۔ ہاشمی، علوی ہیں۔ اپنے دور میں اہل بیت کے سردار اور امام تھے۔ اپنے والد بزرگوار جناب زین العابدین، بھائی ابو جعفر الباقر اور جناب عروہ بن زبیر سے علم دین کی تحصیل کی۔ حدیث کے معاملے میں ثقہ ہیں۔ آپ کا شمار علماء، صلحا میں ہوتا ہے۔ سیاسی طور پر لغزشیں بھی ہوئیں جن کے نتیجے میں شہید کر دیے گئے۔ تاہم یہ چیز آخرت میں یقیناً آپ کی بلندی درجات کا باعث ہے۔ شیعوں کا فرقہ زیدیہ آپ ہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ''مسند زید'' بھی آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ حالانکہ وہ آپ کی نہیں بلکہ زیدی شیعوں کی کتاب ہے۔ ۲ صفر ۱۲۰ھ یا ۱۲۲ھ کو پیر کے دن شہید کیے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۲ سال تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

---

[1] بخاری، رقم: ۲۷۰٤؛ الثقات لا بن حبان: ۲/ ۳۰۵۔

[2] ابن سعد: ۹/ ۳۲۰، تاریخ ابن ابی خیثمۃ: ۲/ ٤۱۔

وفات امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبید اللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ اور کنیت ابوزرعہ ہے۔ نسبتِ ولا کی وجہ سے قرشی کہلاتے ہیں۔ آپ کا شمار ائمہ جرح وتعدیل اور کبار محدثین میں ہوتا ہے۔ سماعِ حدیث کے لیے حرمین، عراق، شام، جزیرہ، خراسان اور مصر کے سفر کیے۔ امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی۔ آپ حفظ وذہانت، دین واخلاص اور علم وعمل کے اعتبار سے زمانے کے نامور لوگوں میں سے تھے۔ ۶۴ سال کی عمر پاکر ۲۶۴ھ ماہ ذی الحجہ کے آخر میں پیر کے دن فوت ہوئے اور منگل کے دن تدفین ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن یزید اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ قزوین شہر کی نسبت سے ''قزوینی'' کہلاتے ہیں۔ لیکن معروف ''ابن ماجہ'' سے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آپ کے والد کا لقب تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آپ کی والدہ کا نام ہے۔ آپ کی امامت اور توثیق متفق علیہ ہے۔ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ طلب علم کے لیے خراسان، حجاز، مصر، شام اور عراق کے شہروں کا سفر کیا۔ آپ کے اساتذہ میں ابوبکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب اور محمد بن بشار جیسے کبار محدثین کے اسماء گرامی ملتے ہیں۔ تلامذہ کی فہرست طویل ہے جن میں احمد بن ابراھیم القزوینی، ابوالحسن ابن القطان، جعفر بن ادریس اور احمد بن روح شامل ہیں۔ آپ اپنے دور کے عظیم محدث، مفسّر اور مؤرّخ تھے۔ سنن ابن ماجہ آپ ہی کی تالیف ہے جس کا شمار کتب ستہ میں چھٹے نمبر پر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر ابن ماجہ اور تاریخ ابن ماجہ بھی ہیں مگر افسوس کہ اب یہ دونوں کتابیں ناپید ہیں۔ آپ نے ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ کو پیر کے دن وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۴ سال تھی۔ وفات کے دوسرے روز منگل کے دن تدفین ہوئی اور نماز جنازہ آپ کے بھائی عبداللہ نے پڑھائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

---

[1] تاريخ مدينة السلام: ١٢/ ٤٦؛ البداية: ١١/ ٢٧٧۔

[2] تهذيب الكمال: ٩/ ٤٣٥ ؛ ابن خلكان: ٤/ ٦٣٤؛ سير: ٩/ ١٥٠؛ البداية: ١١/ ٣٠٥۔

وفات امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام احمد بن شعیب بن علی بن سنان اور کنیت ابوعبدالرحمن ہے۔ خراسان کے شہر ''نساء'' کی نسبت سے ''نسائی'' کہلاتے ہیں اور اسی نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی امامت، عدالت اور ثقاہت پر اتفاق ہے۔ ۲۱۴ھ یا ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ حصولِ علم کے لیے خراسان، جزیرہ، عراق، حجاز اور شام وغیرہ کے سفر کیے۔ آپ کے اساتذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے جن میں امام ابوداؤد السجستانی، علی بن احمد، حارث بن مسکین، یونس بن عبدالاعلیٰ، محمد بن بشار اور ہناد بن السری جیسے کبار محدثین شامل ہیں۔ تلامذہ کی فہرست میں ابوجعفر طحاوی، ابن السنی اور امام طبرانی جیسے نامور علماء کرام کے اسماء گرامی ملتے ہیں۔ آپ ایک عظیم امام حدیث، حافظ، عالم اور فقیہ تھے۔ آپ پر تشیع کا الزام بھی ہے جو کہ بالکل بے بنیاد ہے۔ آپ تو اہلسنت کے جلیل القدر اماموں میں سے ہیں۔ سنن نسائی آپ ہی کی تالیف ہے جس کا کتب ستہ میں پانچواں نمبر ہے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف موضوعات پر گرانقدر تصانیف ہیں جن میں: ''السنن الکبریٰ، فضائل الصحابہ، خصائص علی، عمل الیوم و اللیلۃ'' وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۳ صفر ۳۰۳ھ کو پیر کے دن فلسطین کے علاقے میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کے متعلق یہ معروف ہے کہ شام کے ناصبیوں نے آپ کو بہت مارا تھا جس کی وجہ سے آپ فوت ہو گئے تھے لیکن اسنادی حیثیت سے یہ قصہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام احمد بن علی بن ثابت، کنیت ابوبکر اور لقب ''محدث شام وعراق'' ہے۔ آپ بغداد کے رہنے والے بہت بڑے عالم دین اور نامور حافظ حدیث ہیں۔ بہت سی عمدہ اور پُرمغز کتابوں کے مصنف ہیں جن میں ''تاریخ بغداد''، ''الکفایۃ''، ''المتفق و المفترق''، ''الفقیہ و المتفقہ''، ''شرف اصحاب الحدیث'' اور دوسری کئی کتابیں شامل ہیں۔ ۲۴ جمادی الاخریٰ ۳۹۲ھ کو جمعرات کے دن پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے بغداد، بصرہ، کوفہ، اصبہان، ہمدان، شام اور حرمین شریفین کے سفر کیے۔ آپ کے شیوخ کی فہرست طویل ہے جن

[1] تاریخ ابن یونس المصری: ۲/ ۲٤، سیر: ۹/ ٤٠۲؛ البدایۃ: ۱۲/۱۔

میں حافظ ابونعیم اصبہانی، ابن ابی الفوارس، حسین بن حسن جوالیقی وغیرہ شامل ہیں۔ تلامذہ میں ابونصر بن ماکولا، عبد العزیز الکتانی، ابومنصور الشیبانی اور خلق کثیر کے نام آتے ہیں۔ ۷ ذی الحجہ ۴۶۳ھ کو پیر کے دن فوت ہوئے۔ مشہور صوفی بشر الحافی کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ الحرانی، کنیت ابوالعباس اور لقب تقی الدین ہے۔ ابن تیمیہ کے عرف سے معروف ہیں۔ آپ کے خاندان کے بہت سے افراد اسی عرف سے معروف ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ''تیمیہ'' آپ کے بزرگوں میں سے کسی کی والدہ کا نام تھا جو بڑی صالحہ، عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ اسی کی نسبت سے دیگر افراد بھی ابن تیمیہ کہلائے۔ جمہور محدثین وصحیح العقیدہ علماء کرام نے آپ کی تعریف وتوثیق کی ہے بلکہ بہت سے کبار علماء نے آپ کو ''شیخ الاسلام'' کے لقب سے ملقب کیا ہے۔ آپ ۱۰ یا ۱۲ ربیع الاول ۶۶۱ھ کو پیر کے دن حران میں پیدا ہوئے اور ۶۶۷ھ میں اپنے خاندان کے ہمراہ دمشق چلے گئے اور پھر تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔ علامہ ابن الدائم، کمال بن عبد، احمد بن ابی الخیر، یحییٰ بن منصور الصیرفی اور دیگر بہت سے بزرگ آپ کے شیوخ ہیں۔ حافظ ذھبی، ابن قیم، ابن کثیر اور حافظ ابن عبدالہادی جیسے نامور علماء کرام آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ کی زندگی بہت ہی ہنگامہ خیز ہے۔ آپ عالم بے بدل ہیں، بہت بڑے فقیہ بھی ہیں اور زاہد بے نظیر بھی ہیں۔ کہیں زبان وقلم سے جہاد کرتے نظر آتے ہیں تو کہیں تیر وتلوار سے اللہ کی راہ میں اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے جوہر دکھاتے نظر آتے ہیں۔ ہر محاذ پر جہاد کیا اور ہر موضوع پر قلم اٹھایا۔ فتاوی ابن تیمیہ کے علاوہ، الصارم المسلول، منہاج السنہ، اقتضاء الصراط المستقیم وغیرہ آپ ہی کی تصانیف ہیں۔ ۲۰ ذی القعدہ ۷۲۸ھ پیر کے دن سحری کے وقت قلعہ دمشق میں بحالتِ قید وفات پائی اور جیل ہی سے آپ کا جنازہ نکلا۔ آپ کو قبرستان صوفیہ میں آپ کے بڑے بھائی شرف الدین عبداللہ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

---

[1] تاريخ الاسلام: ۳۱/ ۵۸؛ البداية: ۱۳/ ۱۷۸؛ تاريخ ابن خلكان: ۱/ ۹۸۔

[2] البداية: ۱۶/ ۲۱۰

وفات حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن احمد بن عثمان، کنیت ابوعبداللہ اور لقب ''الذہبی'' ہے۔ آپ کے والد پیشہ کے لحاظ سے سنار تھے اسی لیے آپ کو ذہبی کہا جاتا ہے۔ مورخ اسلام اور شیخ المحدثین کے لقب سے ملقب ہیں۔ ماہ ربیع الآخر ۶۷۳ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے شام، مصر، فلسطین اور حرمین شریفین وغیرہ کے سفر کیے۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد ہزار سے متجاوز ہے جن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابو الحجاج المزی، ابن دقیق العید اور ابن عبدالہادی جیسی نامور شخصیات شامل ہیں۔ تلامذہ کی فہرست بھی خاصی طویل ہے۔ جن میں تاج الدین سبکی، صلاح الدین صفدی اور محمد بن مفلح الصالحی وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کے علم و فضل، ذہانت، ثقاہت اور جامع الکمالات ہونے کا اعتراف آپ کے معاصرین اور ارباب سیر نے کیا ہے۔ آپ کی ساری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزری۔ فن قرأت، فنون حدیث، عقائد سلف اور اسلامی تاریخ کے موضوعات پر سو کے قریب کتابیں لکھیں۔ جنہیں آپ کی زندگی میں ہی قبول عام حاصل ہو گیا تھا۔ سیر اعلام النبلاء، میزان الاعتدال، تاریخ الاسلام، تذکرۃ الحفاظ وغیرہ آپ کی معروف تالیفات ہیں۔ ۳ ذی القعدہ ۷۴۸ھ کو پیر کی رات مدرسہ ام صالح دمشق میں وفات پائی اور پیر کے دن ظہر کے وقت جامع دمشق میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور باب صغیر کے مقبرہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام ثناء اللہ بن خضر اور کنیت ابوالوفا ہے۔ ''رئیس المناظرین'' اور ''شیر پنجاب'' کے القاب سے پہچانے جاتے ہیں۔ ۱۸۶۸ء کو ہندوستان کے شہر ''امرتسر'' میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے ''امرتسری'' کہلاتے ہیں۔ حصول علم کے لیے متحدہ ہندوستان کے مختلف شہروں کا سفر کیا جن میں دہلی، وزیر آباد، کان پور اور دیوبند شامل ہیں۔ آپ کے اساتذہ میں سید نذیر حسین دہلوی، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، محمود الحسن دیوبندی جیسی نامور شخصیات کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ امرتسر اور مالیر کوٹلہ میں تدریس کی اور

---

[1] البدایۃ: ۱۶/ ۲۶۰

پھر تصنیف و تالیف اور مناظرات و مباحث میں مشغول ہو گئے۔ اس وقت ہندوستان میں عیسائی، آریہ سماجی، سناتن دھرمی اور مرزائی وغیرہ متعدد مذاہب باطلہ موجود تھے جو دن رات اسلام اور اہلِ اسلام پر زہر اگلتے رہتے تھے۔ آپ نے ہر محاذ پر ان مذاہب باطلہ کا مقابلہ کیا اور ہر محاذ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی سے نوازا۔ آپ کا مرزا قادیانی سے مباہلہ بھی ہوا تھا جس میں اللہ نے آپ کو فتح دی اور مرزا ہلاک ہوا۔ اسی طرح مختلف مقامات پر مختلف مذاہب کے ساتھ کوئی پچاس کے لگ بھگ مناظرے کیے جن میں اللہ نے آپ کو فتح دی۔ مختلف موضوعات پر کوئی ۱۹۰ کے قریب کتابیں لکھیں جن میں فتاویٰ ثنائیہ، تفسیر ثنائی، تفسیر القرآن بکلام الرحمن، اسلام اور مسیحیت، مقدس رسول اور حق پر کاش وغیرہ شامل ہیں۔ آپ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' کے نام سے ایک مجلہ بھی نکالا کرتے تھے جو ہر خاص و عام میں معروف تھا۔ جماعت اہل حدیث کے لیے آپ کی ان گنت خدمات ہیں۔ تاہم اس سب کے باوجود کچھ تسامحات بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے۔ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو پیر کے دن صبح کے وقت سرگودھا میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد داؤد بن سید عبدالجبار بن سید عبداللہ غزنوی ہے۔ آپ کے والد محترم اور دادا افغانستان کے شہر ''غزنی'' سے ہجرت کر کے امرتسر آئے تھے اسی نسبت سے آپ کا سارا خاندان ''غزنوی'' کہلاتا ہے۔ آپ کے والد نامدار سید عبدالجبار غزنوی اور دادا سید عبداللہ غزنوی کا شمار ان اولیاء اللہ میں ہوتا ہے جن کے علم و فضل اور ورع و تقویٰ کا اہل علم نے اعتراف کیا ہے۔ آپ ۱۳۱۲ھ کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے امرتسر سے نکل کر دہلی کا سفر کیا۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد سید عبدالجبار غزنوی، چچا زاد بھائی سید عبدالاول غزنوی کے علاوہ مولانا سیف الرحمن کابلی اور حافظ عبداللہ غازی پوری کے اسماء گرامی ملتے ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ اپنی آبائی درس گاہ ''مدرسہ غزنویہ'' امرتسر میں پڑھاتے رہے۔ بعد ازاں سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ اس وقت ہندوستان پر

---

[1] سیرت ثنائی، ص: ٤٧٩؛ چالیس علماء اهل حدیث: ٢١١۔

انگریز کی حکومت تھی۔ آپ نے ہر محاذ پر حکومت وقت کو للکارا جس کے نتیجے میں کئی دفعہ جیل بھی جانا پڑا۔ جمعیت علماء ہند کی تاسیس میں آپ کا کردار بڑا اہم تھا۔ ابتدا میں اس کے رکن تھے پھر مدتوں نائب صدر بھی رہے۔ آپ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ ۱۳۴۶ھ میں اپنے چچازاد بھائی سید اسماعیل غزنوی کے ساتھ مل کر غلاف کعبہ تیار کروایا جسے کعبۃ اللہ کی زینت بنایا گیا تھا۔ آپ امرتسر سے ایک ہفت روزہ اخبار ''توحید'' بھی نکالا کرتے تھے جس میں ممتاز اہل علم کے مضامین چھپتے تھے۔ مدارس کی پہلی کلاس میں پڑھائی جانے والی کتاب ''نخبۃ الاحادیث'' بھی آپ ہی کی تالیف ہے۔ اگر آپ نے سیاست کے ہنگاموں میں دامن نہ الجھایا ہوتا اور اپنی سرگرمیاں صرف علمی حد تک محدود رکھتے تو بلاشبہ آپ کے فیوض وکمالات لازوال صورت اختیار کر لیتے لیکن بہر حال یہ اس دور کی ضرورت تھی جس میں آپ نے حصہ لینا ضروری سمجھا۔ قیام پاکستان کے بعد منتشر اہل حدیثوں کو جمعیت اہل حدیث کی لڑی میں پرونا آپ ہی کا کارنامہ ہے۔ ۱۳۸۳ھ ماہ رجب کے آخر میں بمطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء پیر کے دن لاہور میں صبح نو بجے ہارٹ اٹیک ہوا جس کے نتیجے میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اگلے روز یونیورسٹی گراؤنڈ میں جنازہ ہوا۔ جنازہ کی امامت مولانا اسماعیل سلفی نے کی، بعد ازاں لاہور کے معروف قبرستان ''میانی صاحب'' میں سپرد خاک کر دیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

---

[1] غزنوی خاندان، ص ۱۳۵۔

منگل

منگل ہفتے کا پانچواں دن ہے۔ یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ جو اسم مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اس کا لفظی معنی تو خوشی، مسرت، شادمانی اور جشن وغیرہ کے ہیں جیسا کہ کتب لغت میں مرقوم ہے۔[1]
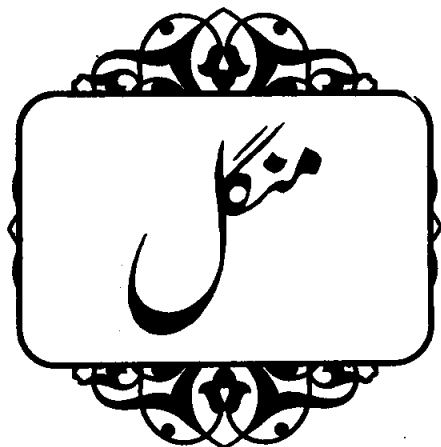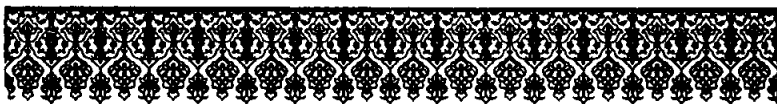
لیکن سنسکرت میں مریخ سیارے کو منگل کہتے ہیں اور یہ مریخ ہندوؤں کے ہاں جنگ کا دیوتا ہے۔ انھوں نے اپنے اسی دیوتا کے نام پر اس دن کو ''منگل وار'' کا نام دے دیا۔

□ منگل کے دوسرے نام

منگل کو عربی میں ''یوم الثلاثاء'' فارسی میں ''سہ شنبہ'' اور انگریزی میں ''ٹیوز ڈے'' (Tuesday) کہا جاتا ہے۔

□ منگل کے فضائل

① مکروہات کی تخلیق کا دن

مکروہات سے مراد بری چیزیں ہیں جیسے تاریکی اور ظلمت، نجس اور گندے حیوانات وغیرہ۔[2]

نیز اس سے وہ چیزیں بھی مراد ہیں جن سے کار معاش حاصل ہوتے ہیں جیسے لوہا اور زمین کے دیگر معدنیات وغیرہ۔[3]

ان تمام چیزوں کی تخلیق منگل کی دن ہوئی ہے۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

((خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عليه السلام بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ

---

[1] فیروز اللغات، ۱۳٦۱؛ نور اللغات: ۲/ ۱٦٦۲؛ فرہنگ آصفیہ: ٤/ ٤۲۹۔

[2] لغات الحدیث: ٤/ ٤٥۔

[3] صحیح مسلم مع شرح النووی: ۲/ ۳۷۱۔

يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ آخِرِ الْخَلْقِ فِيْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ)) [1]

"اللہ عزوجل نے مٹی (زمین) کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا اور درخت پیر کے دن پیدا کیے اور مکروہات کو منگل کے دن پیدا کیا اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن میں چوپائے پھیلائے اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن تمام مخلوق کے آخر میں عصر کے بعد جمعہ کی آخری گھڑیوں میں سے کسی گھڑی میں عصر سے لے کر رات تک پیدا کیا۔"

☐ منگل کے احکام و مسائل

۱۔ نبیذ پینا

گزشتہ صفحات میں جناب یحییٰ بہرانی کے حوالے سے یہ روایت گزر چکی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس نبیذ کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پیر کی رات نبیذ بنایا جاتا پھر آپ اسے پیر کے دن اور منگل کے دن عصر تک پیتے رہتے پھر اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا تو خادم کو پلا دیتے یا اسے بہا دیتے۔ [2]

اس حدیث سے پتا چلا کہ منگل کے دن نبیذ پینا سنت ہے اور یہ بھی کہ اگر نبیذ پیر کی رات تیار کیا گیا ہو تو منگل کے دن اسے عصر تک اگر وہ خراب نہ ہو تو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ عصر کے بعد کسی بھی طریقے سے اسے ختم کر دینا چاہیے۔

۲۔ روزے کی نذر ماننا

زیاد بن جبیر کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا ان سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ جب تک زندہ ہوں ہر منگل یا بدھ کے دن روزہ رکھوں گا۔ اب اتفاق ایسا ہوا ہے کہ اس دن عیدالاضحیٰ آ گئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس شخص نے

---

[1] مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب ابتداء الخلق وخلق آدم، رقم: ۲۷۸۹۔

[2] مسلم، کتاب الاشربة، باب اباحة النبیذ الذی لم یشتد......، رقم: ۲۰۰۴۔

دوبارہ اپنا سوال دہرایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پھر اسے یہی جواب دیا اور اس پر کوئی اضافہ نہ فرمایا۔ [1]

اس حدیث سے پتا چلا کہ منگل کے دن روزہ رکھنے کی نذر ماننا جائز ہے، اگر کوئی اس دن روزہ رکھنے کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ اپنی نذر کو پورا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ﴾ [2] ''اور اپنی نذروں کو پورا کرو۔'' ہاں عیدین کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ لہٰذا اگر منگل کے دن عید آجائے تو ایسی صورت میں روزہ نہ رکھے۔

۳۔ مخصوص نمازوں کی حقیقت

منگل کے دن یا رات کی کوئی مخصوص نماز ثابت نہیں ہے اس سلسلے میں بیان کی جانے والی تمام روایات ضعیف بلکہ سخت ضعیف ہیں:

- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی منگل کے روز دوپہر ہونے کے قریب اور بعض روایتوں میں ہے کہ آفتاب اونچا ہونے کے وقت دس رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد للہ اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور اخلاص تین بار پڑھے تو اس کے ذمہ ستر دن تک گناہ نہ لکھا جائے گا۔ پس اگر ستر دن کے درمیان مرے گا تو شہید مرے گا اور اس کے ستر برس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' [3]

حافظ ابو الفضل زین الدین العراقی فرماتے ہیں: اسے ابو موسیٰ المدینی نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے اور اس نے ''دوپہر ہونے کے قریب'' اور ''آفتاب اونچا ہونے کے وقت'' والے الفاظ نہیں کہے۔ [4]

۴۔ سینگی لگوانا

سینگی لگوانے کی وضاحت گزشتہ صفحات میں ہو چکی ہے۔ (دیکھیے: ہفتہ کا دن) یہاں یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ منگل کے دن سینگی لگوانے کی ممانعت یا حکم کے سلسلے میں مروی تمام روایات ضعیف ہیں چند معروف روایتیں ملاحظہ فرمائیں:

---

[1] بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب من نذر ان یصوم ایاما......، رقم: ٦٧٠٦۔
[2] الحج: ٢٩۔ [3] احیاء العلوم: ١/ ٣١٦۔
[4] تخریج احادیث الاحیاء: ١/ ٢٣٤۔

❁ کیسہ بنت ابی بکرہ سے مروی ہے کہ ان کے والد سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ منگل کے روز سینگی لگوانے سے منع کیا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''منگل کا دن خون کا دن ہے، اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس میں خون نہیں رُکتا۔'' [1]

ہمارے شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند ضعیف ہے، راویہ کیسہ بکار کی پھوپھی کے احوال نامعلوم ہیں۔ [2]

❁ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قمری مہینے کی سترہ تاریخ کو منگل کے دن سینگی لگوانا سال بھر کی بیماریوں کے لیے دوائی ہے۔'' [3]

ہمارے شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند ضعیف ہے۔

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ منگل کا دن تھا اور آپ سینگی لگوا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ اس دن سینگی لگوا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، اور تم میں سے جسے مہینے کی سترہ تاریخ کے منگل کا دن موافق آ جائے تو وہ اس دن کے موقع کو بغیر سینگی لگائے نہ نکلنے دے۔'' [4]

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں نافع ابوھرمز متروک راوی ہے۔

❁ جناب نافع فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک قاصد بھیجا، اسے کہا: میرے لیے سینگی لگانے والا بلا کر لاؤ، لیکن وہ بہت بوڑھا یا بالکل نوعمر نہ ہو، اور فرمایا: تم اللہ کا نام لے کر صبح نہار منہ سینگی لگواؤ کیونکہ یہ حافظے میں اضافے کا باعث ہے اور ہفتہ کے دن سینگی مت لگواؤ کیونکہ یہ ایسا دن ہے جس میں بیماری آتی ہے اور شفا نکل جاتی ہے اور اتوار کے دن سینگی لگواؤ کیونکہ اس میں بیماری نکل جاتی ہے اور شفا آ جاتی ہے اور پیر کے دن سینگی مت لگواؤ کیونکہ یہ وہ دن ہے جس میں تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی جدائی) کا صدمہ اٹھایا ہے اور منگل کے دن سینگی لگواؤ کیونکہ یہ خون والا دن ہے اور اسی میں ابن آدم نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا اور بدھ کے دن سینگی مت لگواؤ کیونکہ یہ منحوس دن ہے اور اسی میں صبر کے چشمے جاری ہوئے اور اسی میں

---

[1] ابو داؤد، رقم: ٣٨٦٢۔ [2] انوار الصحیفة: ١٣٨۔
[3] مشکوة المصابیح، رقم: ٤٥٧٤۔ [4] المعجم الکبیر، رقم: ١١٣٦٦۔

سورۃ الحدید نازل ہوئی اور جمعرات کے دن سینگی لگواؤ کیونکہ یہ اُنس والا دن ہے اور اسی میں ادریس علیہ السلام اٹھائے گئے اور اسی میں ابلیس پر لعنت کی گئی اور اسی میں اللہ نے یعقوب علیہ السلام کو ان کی بصارت لوٹائی اور انہیں یوسف علیہ السلام ملائے اور جمعہ کے دن سینگی نہ لگواؤ کیونکہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر وہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو موافق آ گئی تو سب مر جائیں گے۔ [1]

شیخ البانی فرماتے ہیں: یہ روایت باطل ہے۔ [2]

منگل تاریخ کے آئینے میں

وفات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی لخت جگر، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ اور امت کی عورتوں کی اور جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ ماہ رمضان ۲ھ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنی زوجیت میں لیا۔ رخصتی کے وقت آپ کی عمر پندرہ، سولہ سال تھی۔ آپ شکل و شباہت میں بالکل اپنے بابا جان صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی تھیں اور اخلاق و مزاج میں بھی۔ آپ نے نہایت پاکیزہ زندگی گزاری۔ ۳ رمضان ۱۱ھ کو منگل کی رات وفات پائی۔ آپ کے فضائل ومحاسن اس قدر ہیں کہ اگر تفصیل لکھی جائے تو بہت ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی وفات سے قبل غسلِ وفات کیا تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دھکا دیا تھا جو آپ کی وفات کا باعث بنا۔ لیکن یہ سب اور اس طرح کی دوسری تمام باتیں بالکل بے اصل اور من گھڑت ہیں۔ رضی اللہ عنہا [3]

وفات سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عبداللہ بن عثمان، کنیت ابو بکر اور لقب الصدیق ہے۔ آپ پہلے خلیفہ راشد اور سابقین اولین میں سے ہیں۔ اہل سنت کا اجماع ہے کہ آپ امت میں نبی کے بعد افضل البشر ہیں۔ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق غار ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ ام المؤمنین

---

[1] الطب النبوی لابی نعیم، رقم: ۲۹۸۔ [2] السلسلة الضعيفة، رقم: ٦٧٨٠۔

[3] طبقات ابن سعد: ۱۰/ ۲۹؛ سیر: ۳/ ۳۰٤؛ البداية: ۷/ ٤٦؛ الاصابة: ٤/ ۲۵۹۹؛ رحمة للعالمین: ۲/ ۳٦٤۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم ہیں۔ آپ کے فضائل اس قدر ہیں کہ ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ منگل کی شب فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ [1]

شہادت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

آپ کا نام عبداللہ بن زبیر بن عوام اور کنیت ابوبکر ہے۔ قریش کے قبیلہ اسد میں سے ہونے کی بنا پر قریشی اسدی کہلائے۔ آپ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے، سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں۔ ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے نومولود بھی آپ ہی ہیں۔ بڑے فصیح اللسان اور حق گو تھے۔ قائم اللیل اور صائم النھار تھے۔ ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد آپ کی بیعت ہوئی۔ حجاز، عراق، مصر، یمن اور شام کے اکثر علاقوں پر آپ کا قبضہ رہا۔ حجاج بن یوسف ثقفی نے مکہ میں آپ کا محاصرہ کیا اور آپ کو پھانسی پر لٹکا کر شہید کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ واقعہ ۱۷ جمادی الاخری ۷۳ھ بروز منگل کا ہے۔ رضی اللہ عنہ [2]

وفات امام حماد بن سلمۃ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام حماد بن سلمہ بن دینار اور کنیت ابوسلمہ ہے۔ ربیعہ بن مالک کے ساتھ نسبتِ ولا کی وجہ سے "ربعی" کہلائے۔ آپ کا شمار تبع تابعین کی جماعت میں ہوتا ہے۔ بصرہ کے ممتاز اہل علم اور آئمہ میں سے ہیں۔ کثیر الحدیث اور کثیر الروایت ہونے کے ساتھ ساتھ علم نحو میں بھی ماہر تھے۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بصرہ میں سعید بن ابی عروبہ کے ساتھ علم حدیث میں متعدد کتابیں لکھیں۔ بعض لوگوں نے آپ پر تدلیس کا الزام لگایا ہے لیکن آپ اس سے بری ہیں۔ آپ کے فضائل ومناقب کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ ماہ ذی الحجہ ۱۶۷ھ کو عید الاضحیٰ کے بعد منگل کے دن تقریباً اسی سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [3]

---

[1] بخاری، رقم: ۱۳۸۷؛ تاریخ خلیفۃ: ٦٤؛ صحیح تاریخ طبری، ۱۱٤/۳؛ حاکم ۳/۷۸۔

[2] تاریخ خلیفۃ: ۱٦۸؛ ابن سعد: ٦/ ۵۰۰؛ الثقات: ۳/ ۲۱۲؛ تاریخ القضاعی: ۱۰٤؛ تهذیب الاسماء: ۱/ ۲۹۲؛ الاستیعاب: ۱/ ٤۰۔

[3] سیر: ٦/ ۲۷۳؛ الکامل لابن عدی: ۳/ ٤۱۔

وفات امام ابن عُلیہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام اسماعیل بن ابراھیم بن مقسم اور کنیت ابو بشر ہے۔ معروف ''ابن علیہ'' سے ہیں۔ علیہ آپ کی والدہ کا نام ہے۔ بنو اسد سے نسبتِ ولار کھتے ہیں۔ بصرہ کے نامور حافظ حدیث اور چوٹی کے علماء میں سے ہیں۔ آپ کو ''سید المحدثین'' بھی کہا جاتا ہے۔ ایوب سختیانی، محمد بن منکدر، عبداللہ بن ابی نجیح اور بہت سے دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، شعبہ بن حجاج، علی بن مدینی، عبدالرحمن بن مھدی جیسے کبار حفاظ حدیث کا شمار آپ کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ ثقہ امام ہیں۔ ۱۳ ذی القعدہ ۱۹۳ھ کو منگل کے دن فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام فضل بن دکین بن حماد بن زہیر اور کنیت ابو نعیم ہے۔ مشہور صحابی سیدنا طلحہ بن عبیداللہ تیمی سے نسبتِ ولار کھتے ہیں۔ آپ ثقہ ثبت امام اور کثیر الحدیث ہیں۔ آپ پر تدلیس کا الزام ہے لیکن آپ اس سے بری ہیں۔ ۱۳۰ھ میں پیدا ہوئے، امام اعمش، زکریا بن زائدہ، عمر بن ذر، شعبہ اور خلق کثیر سے حدیث کا سماع کیا اور آپ سے امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، اسحاق، دارمی اور امام بخاری جیسے کبار محدثین فیض یاب ہوئے۔ آخر شعبان ۲۱۹ھ کو منگل کی شب کوفہ میں شہادت کی موت پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

وفات امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ، کنیت ابو عبداللہ، لقب حاکم اور عرف ''ابن بیع'' ہے۔ ۳ ربیع الاول ۳۲۱ھ کو پیر کے دن نیسا پور میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے بغداد، کوفہ، مکہ، مرو، بخارا، ہمدان اور اصبہان وغیرہ کا سفر کیا۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد دو ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ جن میں ابو العباس اصم، محمد بن عبداللہ صفار، ابو علی الحافظ اور

---

[1] ابن سعد: ۹/ ۳۲۷؛ تاریخ مدینۃ السلام: ۷/ ۲۱۱؛ سیر: ۷/ ۶۹، تھذیب الکمال: ۱/ ۴۴۲۔

[2] ابن سعد: ۸/ ۵۲۳۔

عبدالباقی بن قانع شامل ہیں۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں امام بیہقی، ابو یعلی خلیلی، ابو القاسم قشیری اور امام دارقطنی کا نام آتا ہے۔ امام دارقطنی آپ کے استاد بھی ہیں۔ امام حاکم کا شمار نیشاپور کے کبار حفاظ حدیث میں ہوتا ہے۔ آپ مصنف کتب کثیرہ بھی ہیں۔ جمہور اہل علم نے آپ کو ثقہ وصدوق قرار دیا ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ حدیث پر حکم لگانے کے سلسلے میں متساہل ہیں۔ آپ پر تشیع کا بھی الزام ہے لیکن یہ محض الزام ہی ہے کیونکہ آپ تو سنی مسلمان تھے، جیسا کہ آپ کی کتابوں سے عیاں ہے۔ آپ نے سیدنا عمر، مغیرہ بن شعبہ اور سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب لکھے ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی شیعہ ان اصحاب کی فضیلت کا قائل ہو بلکہ شیعہ تو ان اصحاب کو برا کہتے ہیں۔ لہٰذا امام حاکم اس الزام سے بری ہیں۔ آپ نے المستدرک، المدخل، معرفۃ علوم الحدیث، تاریخ نیساپور جیسی بڑی مفیدہ کتابیں لکھیں۔ ۸۴ برس عمر پا کر اپنے وطن نیساپور میں ۳ صفر ۴۰۵ھ کو منگل کے دن فوت ہوئے۔ اگلے روز بعد نماز عصر تدفین ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نذیر حسین بن سید جواد علی ہے۔ میاں صاحب، شیخ الکل، شمس العلماء اور محدث دہلوی کے القاب سے ملقب ہیں۔ ۱۲۲۰ھ کو ہندوستان کے صوبہ بہار کے ضلع مونگیر کے نواح میں واقع گاؤں ''بلتھوا'' میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے ہندوستان کے مختلف شہروں کا سفر کیا۔ آپ کے اساتذہ میں شاہ محمد اسحاق دہلوی کا نام نمایاں ہے۔ ۶۲ سال تک دہلی میں تفسیر وحدیث کا درس دیا۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے بلکہ میرے خیال میں کثرت تلامذہ کے لحاظ سے برصغیر میں شاید ہی کوئی ایسی شخصیت ہو جو آپ کا مقابلہ کر سکے۔ آپ کے علم وفضل کا اعتراف نامور علماء کرام نے کیا ہے۔ ۱۱ رجب ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ منگل کی شب بعد از مغرب دہلی میں وفات پائی اور منگل کے دن صبح نو بجے نماز جنازہ ادا کی گئی جس کی امامت آپ کے پوتے سید عبدالسلام نے کی، بعد ازاں شیدی پورہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

---

[1] ابن خلکان: ٤/ ٦٣٥؛ سیر: ١١/ ٨٨۔ [2] دبستان حدیث: ٩٥۔

وفات مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد شمس الحق بن امیر علی بن مقصود علی، کنیت ابو الطیب اور لقب "محدث عظیم آبادی" ہے۔ بہت بڑے عالم اور وقت کے محدث تھے۔ ۲۷ ذی القعدہ ۱۲۷۳ھ کو عظیم آباد (پٹنہ) کے محلہ رمنہ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کے تھے جب اپنی والدہ کے ہمراہ "ڈیانواں" چلے آئے۔ حصول علم کے لیے ہندوستان کے مختلف شہروں کا رُخ کیا۔ آپ کے اساتذہ میں سید نذیر حسین دہلوی، شیخ حسین بن محسن انصاری اور علامہ بشیر الدین قنوجی جیسے علماء شامل ہیں۔ تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ جن میں مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی، ابو القاسم سیف بناری اور مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی کے اسماء نمایاں ہیں۔ آپ اپنی ذات میں انجمن تھے۔ حدیث اور کتب حدیث کی ترویج و اشاعت آپ کا مشغلہ تھا۔ آپ کا زر اسی کارِ خیر کے لیے وقف تھا۔ اس سلسلے میں خود بھی ۳۰ کے قریب بڑی گرانقدر کتابیں لکھیں جن میں عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد اور التعلیق المغنی علی سنن دارقطنی جیسی شاندار کتب شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن قیم، ذہبی اور منذری کی متعدد کتب اپنے خرچ سے طبع کرائیں۔ اسی طرح اور بھی بہت ساری علمی کتب آپ کی تحریک اور تعاون پر لکھی گئیں جن میں تحفۃ الاحوذی، سیرۃ البخاری اور حسن البیان وغیرہ شامل ہیں۔ آپ علم و فضل کے اعتبار سے جامع العلوم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حافظہ عطا فرما رکھا تھا۔ بڑے راست باز، ثقہ، امین، عادل اور سخی انسان تھے۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ بمطابق ۲۱ مارچ ۱۹۱۱ء بروز منگل صبح چھ بجے ۵۶ سال عمر پا کر طاعون کے مرض میں فوت ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات حافظ عبد المنان وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبد المنان بن ملک شرف الدین بن نور خان اور لقب "استاد پنجاب" ہے۔ پنجاب کو آپ نے شاگردوں سے بھر دیا تھا۔ ۱۲۶۷ھ کو قصبہ کرولی تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں آپ کو دو بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا، ایک آنکھوں کی

[1] محمد شمس الحق عظیم آبادی، حیات و خدمات، ص: ۷۰۔

بینائی کا ختم ہونا اور دوسرا والدِ محترم کا سایہ اٹھ جانا، لیکن اس کے باوجود آپ نے علم ہی کو اپنا شغل بنایا۔ حفظ قرآن کے بعد حصول تعلیم کے لیے متحدہ ہندوستان کے مختلف شہروں کا سفر کیا۔ آپ کے اساتذہ میں سید نذیر حسین دہلوی، عبد الحق بنارسی اور محمد مظہر نانوتوی شامل ہیں۔ حصول علم کے بعد وزیر آباد کو اپنا مسکن بنایا اور ساری زندگی یہیں درس و تدریس میں بسر کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں ۵۰ سے زائد مرتبہ کتب ستہ کا درس دیا۔ آپ کے تلامذۃ کی فہرست طویل ہے۔ شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ امرتسری، محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، ابو القاسم سیف بنارسی، حافظ محمد گوندلوی اور مولانا اسماعیل سلفی جیسی نامور شخصیات آپ کے فیض یافتگان میں سے ہیں۔ آپ کو لغت اور نحو پر کامل دسترس تھی۔ قرآن و حدیث کے متن از بر تھے۔ ۱۶ رمضان ۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۱۹۱۶ء کو منگل کے دن بعد نماز عصر وزیر آباد میں وفات پائی اور قبرستان پرانی چونگی سیالکوٹ روڈ میں سپرد خاک ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد اسماعیل بن ابراھیم ہے۔ سلف صالحین کی نسبت سے ''سلفی'' کہلائے۔ آپ کا شمار جماعت اہل حدیث کے ممتاز علماء کرام میں ہوتا ہے۔ ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۵ء کو تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے قصبہ ''ڈھونیکی'' میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے سیالکوٹ، دہلی اور امرتسر کا سفر کیا۔ آپ کے معروف اساتذہ میں حافظ عبد المنان وزیر آبادی، مولانا ابراہیم سیالکوٹی کے نام آتے ہیں۔ تبلیغ دین کے لیے گوجرانوالہ کو مرکز تبلیغ بنایا۔ آپ کے شاگردوں میں مولانا محمد حنیف ندوی، ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی، مولانا خالد گرجاکھی، حافظ عبد المنان نور پوری، حکیم محمود سلفی اور مولانا محمد اسحاق بھٹی شامل ہیں۔ آپ نے درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کے ساتھ ساتھ ملکی و قومی تحریکات میں بھی حصہ لیا اور اس سلسلے میں کئی بار جیل کی یاترا بھی کرنا پڑی۔ جماعت اہل حدیث کے لیے آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ جماعت کو منظم و فعال بنانے میں آپ کی مساعی جمیلہ کا بڑا عمل دخل ہے۔ مولانا داؤد غزنوی کی امارت میں آپ ناظم اعلیٰ اور بعد میں امارت کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ نے چند علمی

[1] استادِ پنجاب: ۱۱۲۔

کتابیں بھی لکھیں۔ جن میں مشکوۃ المصابیح (ربع اول) کا ترجمہ، رسول اکرم کی نماز اور حجیت حدیث وغیرہ شامل ہیں۔ ۲۵ ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء منگل کے دن عصر کے بعد وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

سانحہ قلعہ لچھمن سنگھ

پاکستان میں اہل حدیث کی تاریخ کا یہ بہت بڑا سانحہ ہے جو ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء بمطابق ۲۲ رجب ۱۴۰۷ھ کو منگل کی شب ساڑھے گیارہ بجے کے قریب ایک بم دھماکے کی صورت میں پیش آیا۔ جس میں جماعت اہل حدیث کی اعلیٰ قیادت کو ٹارگٹ کیا گیا۔ ملکی تاریخ میں کسی بھی مذہبی یا سیاسی جماعت کے لیے یہ پہلا اور المناک سانحہ تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد اس طرح کے دھماکوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ یوم پاکستان کے حوالے سے مینار پاکستان کے قرب میں واقع محلہ "قلعہ لچھمن سنگھ" کے مین بازار فوارہ چوک میں جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام ایک جلسے کا انعقاد ہوا۔ قلعہ لچھمن سنگھ کا یہ فوارہ چوک، آزادی چوک لاہور سے شاہدرہ کی طرف جاتے ہوئے چند منٹ کے فاصلے پر بابا چھتری والے کے مزار کے بالمقابل اندر جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ رات کے گیارہ بجے کے قریب جب علامہ احسان الٰہی ظہیر کا خطاب شروع ہوا تو ابھی کوئی آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں سو سے زائد افراد جام شہادت نوش کر گئے جن میں مولانا حبیب الرحمن یزدانی، عبدالخالق قدوسی، محمد خاں نجیب شامل تھے۔ علامہ احسان الٰہی شدید زخمی ہوئے اور چند روز بعد وہ بھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**

---

[1] مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی: ۳۳۔

بدھ

بدھ ہفتے کا چھٹا دن ہے۔ یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے جو اسم مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے: عقل: تمیز، سمجھ، عارف، خدا شناس۔ علم نجوم کی اصطلاح میں عطارد سیارے کو سنسکرت میں بدھا کہتے ہیں۔ ہندوؤں میں بدھا تجارت کا دیوتا ہے اور اس کی پوجا کی جاتی ہے۔ ہندوؤں نے اپنے اسی دیوتا کے نام پر ہفتے کے اس دن کا نام بھی "بدھ وار" رکھ دیا۔

❑ بدھ کے دوسرے نام

بدھ کو عربی میں " یوم الاربعاء، فارسی میں "چہار شنبہ" اور انگریزی میں "ونز ڈے" (Wednesday) کہا جاتا ہے۔

❑ بدھ کے فضائل

① نور کی تخلیق کا دن

بدھ کا دن تخلیقِ نور یعنی روشنی کی پیدائش کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن روشنی کو پیدا کیا، سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ((خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ علیہ السلام بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ آخِرِ الْخَلْقِ فِيْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ))[1]

> "اللہ عز وجل نے مٹی (زمین) کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا اور درخت پیر کے دن پیدا کیے اور مکروہات کو منگل کے دن پیدا کیا اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن میں چوپائے پھیلائے اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن تمام مخلوق کے آخر میں عصر کے بعد جمعہ کی آخری گھڑیوں میں سے کسی گھڑی میں عصر سے لے کر رات تک پیدا کیا۔"

[1] مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب ابتداء الخلق وخلق آدم، رقم: ۲۷۸۹۔

② قبولیتِ دعا کا دن

بدھ کا دن قبولیت دعا کے لیے موزوں ہے، امید رکھنی چاہیے کہ اس روز دو نمازوں کے درمیان کی جانے والی دعا اللہ کے ہاں ضرور قبول ہوگی۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد یعنی مسجد الفتح میں پیر منگل اور بدھ کے دن دعا فرمائی تو آپ کی دعا بدھ کے دن دو نمازوں کے درمیان قبول فرمالی گئی۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے جب بھی کوئی سخت مہم پیش آئی تو میں نے اسی وقت کا انتخاب کیا اور اسی وقت میں بدھ کے دن دو نمازوں (ظہر اور عصر) کے درمیان اللہ سے دعا مانگی تو میں نے اپنی دعا کو قبول ہوتے پہچان لیا۔ [1]

☐ بدھ کے فضائل

① روزے کی نذر ماننا

زیاد بن جبیر کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا ان سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ جب تک زندہ ہوں ہر منگل یا بدھ کے دن روزہ رکھوں گا۔ اب اتفاق ایسا ہوا ہے کہ اس دن عید الاضحیٰ آ گئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس شخص نے اپنا سوال دہرایا تو آپ نے پھر اسے یہی جواب دیا اور اس پر کوئی اضافہ نہ فرمایا۔ [2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدھ کے دن روزہ رکھنے کی نذر ماننا جائز ہے اگر کوئی اس دن روزہ رکھنے کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ اپنی نذر کو پورا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نذروں کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ البتہ اگر بدھ کے دن عید آ جائے تو ایسی صورت میں احتیاط اسی میں ہے کہ روزہ نہ رکھے کیونکہ عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔

غیر ثابت روایات

✪ عبید اللہ بن مسلم قرشی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے ''صیامِ دہر'' (ہمیشہ روزے رکھنا) کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا کسی اور شخص نے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلا شبہ تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے، رمضان میں روزے رکھو

---

[1] احمد: ۲۲/ ۴۲۵؛ الادب المفرد، رقم: ۷۲۵ حسنہ الالبانی۔

[2] بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب من نذران یصوم ایاما......، رقم: ۶۷۰۶۔

اور اس کے ساتھ والے مہینے میں اور ہر بدھ اور جمعرات کو بھی روزہ رکھو، یوں تم زمانہ بھر روزے رکھنے والے بن جاؤ گے۔" ❶

ہمارے شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ عبید اللہ بن مسلم مجہول راوی ہے۔ ❷

✪ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جو بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھے پھر جمعہ کے دن اپنے مال میں سے تھوڑا بہت صدقہ بھی کرے اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ حتی کہ وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے، جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو۔" ❸

اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ اس میں ایوب بن نهیک ضعیف عند الجمہور، یحییٰ بن عبد اللہ البابلتی مجروح اور محمد بن قیس المدنی مجہول راوی ہیں۔

✪ عریف جو کہ عرفاء قریش میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے رمضان، شوال اور بدھ، جمعرات کا روزہ رکھا وہ جنت میں جائے گا۔" ❹

اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔

✪ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں موتی، یاقوت اور زمرد کا محل تیار کرے گا اور اس کے لیے آگ سے چھٹکارا لکھ دے گا۔" ❺

اس روایت میں ابوبکر العنسی راوی ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں: ابوبکر العنسی مجہول ہے۔ یہ ایسی روایتیں لاتا ہے جن پر متابعت نہیں ملتی۔

✪ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھا اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا

---

❶ ابو داؤد، رقم: ۲۴۳۲۔ ❷ انوار الصحیفة، ص: ۹۰۔
❸ شعب الایمان، رقم: ۳۵۸۹۔ ❹ شعب الایمان، رقم: ۳۵۸۷۔
❺ شعب الایمان، رقم: ۳۵۹۰۔

جس کا اندرونی حصہ اس کے باہر سے اور باہر کا حصہ اس کے اندر سے دیکھا جا سکے گا۔ [1]

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس میں صالح بن جبلہ ہے جسے ازدی نے ضعیف کہا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھا اس کے لیے آگ سے برات لکھ دی جائے گی۔'' [2]

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں سوید بن سعید الحدثانی ضعیف، بقیہ بن ولید مدلس، ابو بکر بن ابی مریم ضعیف راوی ہیں۔

② کیا بدھ کا دن منحوس ہے

بعض توہم پرست لوگ بدھ کے دن کو منحوس کہتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر عذاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ﴾ [3] ''بے شک ہم نے ان پر تند آندھی بھیجی ایسے دن میں جو دائمی نحوست والا تھا۔'' کہتے ہیں کہ یہاں ''یوم نحس'' سے مراد بدھ کا دن ہے جس میں قوم عاد پر عذاب آیا تھا اللہ نے اسے منحوس کہا ہے لہٰذا یہ منحوس دن ہے۔

توہم پرستوں کی یہ بات بالکل غلط ہے۔ کسی بھی ثقہ، صحیح العقیدہ مفسر نے قرآن مجید کی مذکورہ آیت سے استدلال کر کے بدھ کے دن کو منحوس قرار نہیں دیا۔ یوم نحس سے مراد اگر بدھ کا دن ہے تو کیا ''ایام نحسات'' سے مراد پورے ہفتے کے دن ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ﴾ [4] ''پس ہم نے ان پر ایک سخت تند ہوا منحوس دنوں میں بھیجی''۔ یہاں یوم نحس کے بجائے ایام نحسات فرمایا ہے۔ اور سورہ الحاقہ میں اس کی مزید وضاحت ہے: ﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا﴾ [5] ''اس نے اسے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلائے رکھا۔'' قوم عاد پر یہ عذاب پورا ایک ہفتہ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کو ایام نحسات کہا ہے۔ توہم پرست اگر یوم نحس سے بدھ کا دن مراد لے کر اسے منحوس کہتے ہیں تو کیا ایام نحسات سے ہفتے کے سارے دنوں کو منحوس

---

[1] المعجم الكبير، رقم: ٧٩٨١۔ [2] مسند ابی یعلیٰ، رقم: ٥٦٣٦۔

[3] القمر: ١٩۔ [4] حمٓ السجدة: ١٦۔ [5] الحاقة: ٧۔

کہیں گے؟ کیونکہ اگر یوم نحس سے مراد بدھ لیا جا سکتا ہے تو ''ایام نحسات'' سے ہفتہ بھر کے ایام مراد لینے میں کیا رکاوٹ ہے؟ غور کریں کہ اس طرح تو سارے دن ہی منحوس قرار پائیں گے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو آدمی یہ کہتا ہے کہ (یوم نحس) وہ جاری دن بدھ کا دن تھا اور پھر وہ اس سے بدھ کے دن کو مستقل طور پر منحوس خیال کرتا ہے تو وہ غلطی پر ہے اور اس نے قرآن مجید کی مخالفت کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت میں یوں فرمایا ہے: پس ہم نے ان پر سخت تیز ہوا منحوس دنوں میں بھیجی۔ [1] اور یہ واضح ہو چکا ہے کہ وہ آٹھ دن تھے اگر وہ دن بذات خود منحوس ہوتے تو ہفتے کے ساتوں دن ہی منحوس اور بے برکت قرار پاتے اور اس لغویات کا کوئی قائل نہیں۔ مقصود تو یہ ہے کہ وہ دن ان کے لیے منحوس ہوئے۔ [2]

اصل بات یہ ہے کہ یہ ایام صرف قوم عاد کے لیے منحوس تھے نہ کہ دنیا جہاں کے تمام لوگوں کے لیے۔ قوم عاد چونکہ پورا ہفتہ عذاب الٰہی میں گرفتار رہی لہٰذا یہ پورا ہفتہ ہی ان کے لیے منحوس یعنی برکت سے خالی تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان ایام کو 'ایام نحسات'' کہا ہے اور یوم نحس سے مراد وہ دن ہے جس میں قوم عاد پر عذاب الٰہی کا آغاز ہوا تھا۔ یہ کون سا دن تھا؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بدھ کے دن کو 'یوم نحس' کہنا کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اس نے مجھے حکم دیا کہ میں قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ کروں اور فرمایا کہ بے شک بدھ کا دن ہمیشہ نحوست والا ہے۔'' [3]

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں ابراھیم بن ابی حیہ ہے۔ ہمارے شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے، اسے جمہور نے ضعیف کہا ہے اور اس نے جعفر اور ھشام سے منکر روایتیں بیان کی ہیں۔ [4] ابراھیم بن ابی حیہ کی مذکورہ روایت جعفر ہی سے ہے۔

ایک دوسری روایت میں سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ ہفتہ کا دن دجل

---

[1] حمٓ السجدة: ١٦۔ [2] قصص الانبیاء: ١٣٣۔

[3] سنن الکبری للبیهقی: ١٠/ ٣١٨۔ [4] تحفة الاقویاء: ١١۔

وفریب کا دن ہے۔لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ فرمایا: ”بے شک قریش نے اس دن میرے خلاف چال چلی تھی تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَ اِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ﴾ اور اتوار کا دن شجر کاری اور عمارتیں بنانے کا دن ہے۔“ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ فرمایا: ”اس لیے کہ جنت اسی دن بنائی گئی اور اس دن اس میں شجر کاری ہوئی اور پیر کا دن مضر اور تجارت کا دن ہے۔ اور منگل کا دن خون کا دن ہے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ فرمایا: ”کیونکہ آدم کے بیٹے نے اپنے بھائی کو اسی دن قتل کیا تھا۔ اور یہ بدھ کا دن منحوس دن ہے، قوم عاد پر آندھی اسی دن بھیجی گئی تھی، اسی دن فرعون پیدا ہوا اور اسی دن اس نے ربوبیت کا دعویٰ کیا اور اسی دن اللہ نے اسے ہلاک کیا۔ اور جمعرات کا دن حاجتیں پوری ہونے اور بادشاہ کے پاس جانے کا دن ہے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ فرمایا: ”کیونکہ ابراہیم خلیل اللہ اسی دن مصر کے بادشاہ کے پاس گئے تھے اور اس نے آپ کی زوجہ آپ کو واپس کی اور آپ کے کام پورے ہوئے تھے اور جمعہ کا دن منگنی اور نکاح کا دن ہے۔“ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ فرمایا: ”کیونکہ انبیاء کرام جمعہ کی برکت کے پیش نظر اسی دن منگنی اور نکاح کیا کرتے تھے۔“ [1]

اس روایت کے متعلق علامہ سیوطی فرماتے ہیں: یہ حدیث موضوع ہے اس میں ضعیف اور مجہول راوی ہیں اور (اس کا راوی) عبدالرحمن السمر قندی کا بھی یہی حال ہے۔

③ ماہ صفر کا آخری بدھ

ماہ صفر کے آخری بدھ کو ”آخری چہار شنبہ“ کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ اسے ”سیر بدھ“ کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ اس کے متعلق لوگوں میں عجیب وغریب قسم کے توہمات اور خرافات پائے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

- اس میں بعض جہلاء اپنی مرضی کرتے ہوئے تہوار مناتے ہیں، تفریحی مقامات کا رُخ کرتے ہیں، گھروں میں شرینی تقسیم کر کے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے، خصوصاً روٹی کوٹ کر گھی اور

---

[1] اللآلی المصنوعة: ۱/ ۴۳۹، ۴۴۰۔

شکر میں ملا کر ''چوری'' صدقے کے طور پر تقسیم کی جاتی ہے۔ ان تمام رسومات کے جواز کے لیے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ماہِ صفر کے آخری بدھ کو رسول اللہ ﷺ اپنی بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے تو آپ غسلِ صحت فرما کر سیر کے لیے باہر تشریف لے گئے تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوشی میں چوری بنا کر صدقہ کی تھی۔

حالانکہ یہ ساری کہانی من گھڑت اور پیٹ پرستی کا بہانہ ہے۔ نہ تو کسی حدیث میں اس کا ذکر آیا ہے، نہ ہی تاریخ کی کسی معتبر کتاب میں اور نہ ہی اسے کسی ثقہ سیرت نگار نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا یہ تمام رسومات لغو اور ایجاد فی الدین ہیں۔ شرعاً ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

✺ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پورے سال میں تین لاکھ بیس ہزار بلائیں و آفات زمین کا رُخ کرتی ہیں اور یہ ساری کی ساری ماہِ صفر کے آخری بدھ میں اترتی ہیں۔ لہٰذا یہ سال کا سخت ترین دن ہوتا ہے۔ تو جو کوئی اس میں چار رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ، سترہ بار سورہ کوثر، پندرہ بار سورۂ اخلاص جب کہ معوذتین ایک بار پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر یہ دعا پڑھے تو اس کی اللہ تعالیٰ ان تمام آفات سے حفاظت فرمائے گا جو اس دن نازل ہوتی ہیں اور سارا سال کوئی آفت اس کے قریب بھی نہ پھٹکے گی۔ وہ دعا یہ ہے:

((بسم اللّٰه، اللّٰهم! يا شديد القوة، و يا شديد المحال، يا عزيز، يا من ذلت لعزتك جميع خلقك، اكفني من شر خلقك، يا محسن! يا مجمل! يا متفضل! يا منعم! يا متكرم! يا من لا اله الا انت! ارحمني برحمتك يا ارحم الراحمين، اللهم بسر الحسن و اخيه و جده و ابيه و امه و بنيه، اكفني شر هذا اليوم وما ينزل فيه، ياكافي المهمات ويا دافع البليات! فسيكفيكهم اللّٰه وهو السميع العليم، وصلى اللّٰه على سيدنا محمد و علىٰ اٰله و صحبه اجمعين)) [1]

✺ اسی طرح یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جو کوئی بہت زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہے اور اللہ سے اپنے گناہ معاف کروانا چاہے اور اس بات کو پسند کرے کہ اسے نیکی کی توفیق مل جائے تو

---

[1] البدع الحولية، ١٢٦، ١٢٧۔

وہ آخری چہار شنبہ کے دن چاشت کی نماز کے بعد چار رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ پھر جب سلام پھیرے تو ستر مرتبہ سورۂ الم نشرح، ستر مرتبہ سورہ التین، ستر مرتبہ سورۂ نصر اور ستر مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ [1]

✿ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ میں نفل نمازیں پڑھنے سے اللہ تعالیٰ بندے پر خصوصی فضل و کرم فرماتا ہے۔ آخری چہار شنبہ کے دن نماز اشراق کے بعد غسل کر کے پاکیزہ لباس پہنے اور بغیر کسی سے کوئی کلام کیے چار رکعت نفل نماز اس طرح سے ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ستر مرتبہ سورۂ کوثر، پانچ مرتبہ سورۂ اخلاص اور ایک ایک مرتبہ معوذتین پڑھے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد اپنا سر سجدے میں رکھے اور ایک مرتبہ یَا وَھَّاب اور الحی الحق۔ اس کے بعد اٹھ کر بیٹھ جائے اور اکسٹھ مرتبہ سورہ الم نشرح، اکسٹھ مرتبہ سورہ التین، اکسٹھ مرتبہ اذا جآءَ، اکسٹھ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے پھر ایک ہزار چودہ مرتبہ یا وھاب کا ورد کرے۔ اس کے بعد سو مرتبہ الحی الحق پڑھے۔ پھر سجدے سے سر اٹھائے اور تین مرتبہ یہ درود پاک پڑھے: ((اللھم صل علی محمد عبدك و نبيك و رسولك النبی الامی و علیٰ اٰله و بارك و سلم)) [2]

✿ آخری چہار شنبہ کے حوالے سے یہ چیز بھی بیان کی جاتی ہے کہ جو کوئی اس روز طلوع آفتاب کے وقت باوضو حالات میں یہ تعویذ لکھے: بسم اللّٰه الرحمن الرحیم الٓمّٓ، الٓمّٓصٓ، کٓھٰیٰعٓصٓ، طٰهٰ، طٰسٓمّٓ، یٰسٓ، صٓ، حٰمٓ، عٓسٓقٓ، قٓ، نٓ تعویذ لکھنے کے بعد پانی میں خوب اچھی طرح گھول دے اور اس میں سات مرتبہ چاندی کا چھلا بجھائے۔ اس کے بعد اگر حاملہ عورت اس کو دردِ زہ کے وقت اپنی کمر سے باندھے تو اسے درد کی شدت میں کمی ہوگی اور وہ بہت جلد فراغت حاصل کرے گی۔ اگر یہ چھلا بواسیر کا مریض اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں پہنے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا مرض رفع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے شفائے کاملہ سے نوازے گا۔

✿ ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو کوئی اس دن پانچوں فرض

---

[1] بارہ مہینوں کی نفلی عبادات، ۳۱۔ [2] بارہ مہینوں کی نفلی عبادات: ۲۹۔

نمازوں کے بعد نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ قبلہ رخ بیٹھ کر ایک مرتبہ ذیل میں دی ہوئی آیاتِ مبارکہ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور یہ پانی خود بھی پیئے اور اپنے گھر والوں کو بھی پلائے تو بفضل باری تعالیٰ وہ ہر طرح کی مصیبت و پریشانی سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ دم کیا ہوا پانی پینے والے کی جان و مال کی حفاظت فرمائے گا، اس کی عمر میں برکت عطا فرمائے گا۔ آیات مبارکہ یہ ہیں: سلام قولا من رب الرحیم o سلام علی نوح فی العالمین o سلام علیٰ ابراهیم o سلام علی موسی وهارون o سلام علیٰ الیاسین o سلام علیکم طبتم فادخلوها خلدین o سلام هی حتی مطلع الفجر o

جائزہ

قارئین کرام! ماہِ صفر کے آخری بدھ کے حوالے سے مذکورہ بالا یہ جتنے بھی نوافل و وظائف یا جو بھی ان کی فضیلتیں بیان کی گئی ہے یہ سب من گھڑت، جعلی اور ایجاد فی الدین ہیں۔ دین اسلام اس قسم کی بدعات و خرافات سے پاک ہے۔ درود و سلام ہوں پیارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر جنھوں نے اللہ کا سچا دین پورے کا پورا امت تک پہنچا دیا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے ان نفوس قدسیہ پر جنھوں نے رسالت مآب ﷺ کی زبان اطہر سے سن کر اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین آگے لوگوں تک پہنچایا جو آج ہمارے پاس کتاب و سنت کی صورت میں موجود و محفوظ ہے۔

واللہ! ان لوگوں پر حیرت آتی ہے جنھوں نے دین اسلام میں ان چیزوں کو ایجاد کیا اور ان لوگوں پر تعجب ہے جو خالص کو چھوڑ کر اس قسم کی ملاوٹ شدہ جعلی اور دو نمبر چیزوں کو عبادت سمجھ کر قبول کرتے ہیں۔ بہر حال ان تمام چیزوں کا کوئی ثبوت نہیں۔

④ بدھ کی مخصوص نمازوں کی حقیقت

بدھ کے دن یا رات کی کوئی مخصوص نماز نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس سلسلے میں مروی روایات میں سے کوئی بھی پایا ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ ملاحظہ فرمائیں:

- ابو ادریس خولانی سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بدھ کے روز دن چڑھے بارہ رکعتیں پڑھے اور

ہر رکعت میں الحمد اللہ اور آیت الکرسی ایک ایک بار اور اخلاص تین بار اور معوذتین تین بار پڑھے تو اس کو عرش کے پاس سے فرشتہ پکارتا ہے کہ اے اللہ کے بندے! پھر سے عمل کر، تیرے پہلے گناہ بخش دیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ تجھ سے عذاب قبر اور اس کا اندھیرا اور تنگی دور کرے گا اور قیامت کی سختیاں اس سے اٹھالے گا اور اسی روز سے اس کے لیے ایک پیغمبر کا عمل اوپر چڑھا کرے گا۔'' [1]

حافظ ابوالفضل زین الدین عراقی کہتے ہیں: اس روایت کو موسیٰ المدینی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں اور یہ حدیث مرکب ہے۔ میں (عراقی) کہتا ہوں کہ اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا اور وہ محمد بن حمید الرازی ہے جو جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

- سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص بدھ کی رات میں چھ رکعتیں تین سلاموں سے ادا کرے اور ہر رکعت میں الحمد للہ کے بعد (قل اللهم مالك الملك) سے دو آیتوں تک پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو تو ستر بار کہے (جزى الله محمدا عنا ماهو اهله) ''اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے بدلہ دے جو ان کی شان کے لائق ہو۔'' تو اللہ تعالیٰ اس کے ستر برس کے گناہوں کو بخش دے گا اور اس کے لیے دوزخ سے بری ہونا لکھ دے گا۔'' [2]

حافظ عراقی کہتے ہیں کہ اسے ابوموسیٰ المدینی نے سخت ضعیف سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ [3]

بدھ تاریخ کے آئینے میں

غزوہ غابہ

غزوہ غابہ کا دوسرا نام غزوہ ذی قرد ہے۔ عیینہ بن حصن فزاری قبیلہ غطفان کے کچھ سوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی حاملہ اونٹنیاں بھگا کر لے گیا جو مدینہ سے باہر ''غابہ''

---

[1] احیاء العلوم: ١/ ٣١٦۔ [2] ایضاً: ١/ ٣١٧۔

[3] تخریج الاحادیث الاحیاء: ١/ ٢٢٣۔

(جنگل) میں چر رہی تھیں۔ آپ ﷺ پانچ سو ساتھیوں کو لے کر ان کے تعاقب کے لیے نکلے۔ نتیجتاً اونٹنیاں ان سے چھڑا لی گئیں۔ آپ نے ذی قرد تک ان کا پیچھا کیا اور پھر واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ اس غزوہ میں تین مسلمان شہید ہوئے جب کہ ایک کافر بھی مقتول ہوا۔ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اس غزوہ کے ہیرو تھے۔ ابن سعد کے بقول یہ غزوہ ماہ ربیع الاول ۶ھ کو بدھ کے دن ہوا۔ [1]

واقعہ حرہ

واقعہ حرہ یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں ۲۸ ذی الحجہ ۶۳ھ کو بدھ کے دن پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ والوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید کی بیعت توڑ دی تھی۔ یزید نے اہل مدینہ کو سبق سکھانے کے لیے شام سے ایک لشکر جرار بھیجا جس کی اہل مدینہ سے حرہ کے پتھریلے میدان میں جنگ ہوئی۔ مدینہ والوں کو شکست ہوئی۔ شامی لشکر نے خوب خون ریزی کی اور مدینۃ الرسول کی حرمت کو پامال کیا۔ لوٹ مار کی، صحابہ تک کی توہین کی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون [2]

وفات ھناد بن سری رحمۃ اللہ علیہ

ھناد بن سری بن مصعب، کنیت ابوالسری اور لقب راہب الکوفہ ہے۔ ۱۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ امام ابن مبارک، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن معین، وکیع بن جراح جیسے کبار اہل علم سے استفادہ کیا۔ آپ کے تلامذہ میں اصحاب ستہ کے علاوہ امام بقی بن مخلد، ابو حاتم الرازی اور ابوزرعہ الرازی جیسی عظیم ہستیاں شامل ہیں۔ آپ بلند پایہ حافظ حدیث، اہل علم کے مقتدا، بہت بڑے عابد و زاہد اور شیخ الکوفہ تھے۔ آپ نے زہد میں ایک کتاب بھی لکھی۔ اہل علم آپ کی توثیق کے معترف ہیں۔ ۹۱ برس عمر پا کر ربیع الاخر ۲۴۳ھ کے آخری دن بدھ کے روز داعی اجل کو لبیک کہا۔ رحمۃ اللہ علیہ [3]

---

[1] ابن سعد: ۲/ ۷۷؛ المغازی: ۳۸۳۔

[2] المعرفة والتاريخ: ۳/ ۳۲۶؛ الثقات لابن حبان: ۲۵۹/۲؛ تاریخ ابن ابی خیثمة: ۳/ ۱۹؛ دلائل النبوة: ٦/ ٤١٨۔

[3] الثقات: ۹/ ۲٤٦؛ سیر اعلام النبلاء: ۸/ ۲٦۸؛ مقدمه، کتاب الزهد: ۲۲۔

وفات امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام علی بن عمر بن احمد بن مھدی اور کنیت ابوالحسن ہے۔ بغداد کے محلے "دارقطن" کے رہنے والے تھے۔ اسی نسبت سے "دارقطنی" کہلائے۔ ماہ ذی القعدہ ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوالقاسم بغوی، ابن ابی داؤد، ابن صاعد، ابن درید وغیرہ کے علاوہ بغداد، بصرہ، کوفہ اور واسط کے دوسرے بہت سے محدثین سے استفادہ کیا۔ زمانہ کہولت میں مصر اور شام کا بھی سفر کیا۔ آپ کے تلامذہ میں امام حاکم، ابونعیم اصبہانی، ابوحامد اسفرائنی، حمزہ السھمی، قاضی ابوالطیب طبری اور ابوبکر برقان کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ شامل ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے منفرد و بے مثال اور اپنے وقت کے امام تھے۔ آپ کے زمانے میں جاہ وحشمت علم حدیث اور معرفت علل اسماء الرجال کی آپ پر انتہا تھی۔ بڑی عمدہ اور پُر مغز کتابیں بھی تصنیف کیں۔ جن میں: السنن، العلل، المؤتلف والمختلف، وغیرہ شامل ہیں۔ ۸ ذی القعدہ ۳۸۵ھ بروز بدھ انتقال فرمایا۔ نماز جنازہ کی امامت آپ کے تلمیذ اور مشہور فقیہ ابوحامد اسفرائنی نے کی اور باب الدیر کے قبرستان میں معروف کرخی کے نزدیک آپ کو دفن کیا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام یحییٰ بن شرف بن مری اور کنیت ابوزکریا ہے۔ محی الدین، مفتی الامہ اور شیخ الاسلام جیسے عظیم القابات سے ملقب ہیں۔ بہت بڑے عالم ذہین، فقیہ، مجتہد اور عابد و زاہد تھے۔ محرم ۶۳۱ھ کو دمشق کے نواحی گاؤں "نویٰ" میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ کو "نووی" یا "نواوی" کہا جاتا ہے۔ وقت کے معروف اہل علم سے استفادہ کیا۔ آپ کے شاگردوں میں حافظ ابوالحجاج مزی اور ابن ابی الفتح کے اسماء گرامی نمایاں ہیں، آپ اپنی وسعت علمی کے ساتھ ساتھ بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار کے حامل، صالح الاعمال شخصیت تھے۔ زہد و ورع میں ایک عالم باعمل، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور شجاعت و اخلاص میں ایک ناصح عالم کی مانند تھے۔ زندگی بھر علم و فن کی خدمت میں لگے رہے۔ کم عمری کے باوجود متعدد مفید، عمدہ اور بلند پایہ کتب تالیف فرمائیں جن میں: المجموع شرح المھذب، المنھاج فی شرح صحیح

---

[1] تاریخ مدینۃ السلام: ۱۲/۴۹۲، ابن خلکان: ۱/۴۰۱۔

مسلم، ریاض الصالحین، تہذیب الاسماء واللغات وغیرہ شامل ہیں۔ ۶۷۶ھ کو فلسطین تشریف لے گئے جہاں القدس اور الخلیل کی زیارت کی۔ وطن واپس لوٹے تو بیمار پڑ گئے اور بالآخر ۲۴ رجب ۶۷۶ھ کو بدھ کی شب ۴۵ برس عمر پا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات مولانا داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد داؤد راز بن عبد اللہ ہے۔ سلف صالحین کی طرف نسبت سے ''سلفی'' کہلائے۔ آپ کا شمار جماعت اہل حدیث کے ان علماء میں ہوتا ہے جنھوں نے تقسیم ملک کے بعد بھی ہندوستان میں اقامت اختیار کیے رکھی اور وہاں تدریسی اور تصنیفی فرائض سرانجام دینے میں مصروف رہے۔ تقبل اللہ جھودھم۔ آپ ۱۳۲۷ھ بمطابق ۱۹۰۹ء کو بستی ''راہپواہ'' میوات ضلع گوڑگاؤں میں پیدا ہوئے۔ یہ علاقہ ''میو چھتری راجپوت'' مسلمانوں کا ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن ہی میں حاصل کی بعد ازاں دہلی جا کر مدرسہ حمیدیہ میں داخلہ لیا پھر مولانا عبد الوھاب کے مدرسہ دار الکتاب والسنہ چلے گئے جہاں سے فراغت حاصل کی۔ کچھ عرصہ مدرسہ سعدیہ پل بنگش میں بھی گزارا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی، مولانا عبد الوھاب دہلوی، عبد الجبار شکراوی اور حافظ حمید اللہ شامل ہیں۔ حصول علم کے بعد وطن واپس لوٹے اور شکراوہ میوات میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ مختلف علاقوں کے تبلیغی اسفار بھی کیے۔ کئی سال بمبئی میں رہے اور وہاں مومن پورہ میں خطابت کی۔ مکتبہ دینیات کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ بھی قائم کیا۔ دہلی میں ناشر القرآن والسنہ سے بھی منسلک رہے۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آپ کی ایک بہت بڑی کاوش صحیح بخاری کا زبان اردو ترجمہ وتشریح ہے جو آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح آپ صحیح مسلم کے بھی مترجم و شارح ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے فتاویٰ جات کو بھی آپ ہی نے مرتب کیا ہے جو ''فتاویٰ ثنائیہ'' کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ بلاشبہ دین حقہ کی نشر واشاعت کے سلسلے میں آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ آپ نے ۷۵ سال عمر پا کر ۳ صفر ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲ دسمبر ۱۹۸۱ء کو بدھ کے روز وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

---

[1] تاریخ الاسلام: ۱۸۷/۵۰؛ شذرات الذھب: ۱۰/۶؛ تذکرۃ المحدثین: ۴۲۶/۲۔

[2] برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ۹۸، تذکرہ علمائے اہل حدیث: ص ۲۷۷۔

جمعرات

جمعرات ہفتے کا ساتواں دن ہے۔ یہ اردو زبان کا لفظ ہے جو اسم مذکر استعمال ہوتا ہے۔لفظ جمعرات دولفظوں (جمعہ۔رات) سے مرکب ہے جس کا معنی ہے: شب جمعہ، جمعہ کی رات۔اس دن کو جمعرات کے نام سے موسوم کرنا ایک تغلیبی امر ہے۔

❑ جمعرات کے دوسرے نام

جمعرات کو عربی میں ''یوم الخمیس'' فارسی میں ''پنج شنبہ'' انگریزی میں ''تھرس ڈے'' (Thursday) اور ہندی میں بِرہَسپُت یا بِرسپت کہتے ہیں۔

❑ جمعرات کے فضائل

① زمین میں جانور پھیلائے جانے کا دن

اللہ تعالیٰ کے واضح دلائل اور نشاناتِ قدرت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے ہیں۔ ذرا غور کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت کے لیے اتنے جانور پیدا فرمائے ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔ انسانی زندگی کا جانوروں کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ خصوصاً وہ مویشی جن کا گوشت، دودھ، کھال اور ہڈیاں لوگ استعمال کرتے ہیں ان جانوروں کا انسانی معیشت میں بھی بڑا عمل دخل ہے۔ اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکریاں نہ صرف دودھ مہیا کرتے ہیں بلکہ یہ انسانی خوراک کا بھی حصہ ہیں اور اسی طرح گھوڑے، اونٹ اور گدھے وغیرہ بار برداری اور سواری کے کام آتے ہیں۔ مرغ، بٹیر اور مچھلی خوراک کا حصہ ہیں۔ مرغی کے انڈے انسانی خوراک کا اہم جزو ہیں۔ شکاری جانور بھی انسان کے لیے خوراک مہیا کرتے ہیں۔ اب توصید الحیوانات ایک مستقل سلسلہ اور پیشہ بن گیا ہے۔ یہ تمام چیزیں اسباب معاش میں داخل ہیں۔ جانوروں کے زمین میں پھیلائے جانے کو قرآن مجید میں چار مقامات پر نشانات قدرت کے طور پر بیان فرمایا گیا ہے:

① ﴿وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ﴾ [1]

اور اس (زمین) میں اس نے ہر طرح کے جانور پھیلائے۔

---

[1] البقرۃ: ١٦٤۔

② ﴿وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ﴾[1]
"اور اس میں اس نے ہر طرح کے جانور پھیلا دیے۔"

③ ﴿وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾[2]
"اور جو اس نے ان میں ہر طرح کے جانور پھیلائے ہیں (وہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہیں)۔"

④ ﴿وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾[3]
"اور ان جانداروں میں جنہیں وہ پھیلاتا ہے ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو یقین رکھتے ہیں۔"

جمعرات وہ عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام جانداروں کو زمین میں پھیلایا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ((خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ آخِرِ الْخَلْقِ فِيْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ))[4]

"اللہ عزوجل نے مٹی (زمین) کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا اور درخت پیر کے دن پیدا کیے اور مکروہات کو منگل کے دن پیدا کیا اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن میں چوپائے پھیلائے اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن تمام مخلوق کے آخر میں عصر کے بعد جمعہ کی آخری گھڑیوں میں سے کسی گھڑی میں عصر سے لے کر رات تک پیدا کیا۔"

⑤ رب کے حضور اعمال کی پیشی کا دن

جمعرات کو ایک یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس روز بنی آدم کے اعمال کو اللہ تعالیٰ کی

---

[1] لقمان: ١٠۔ [2] الشورىٰ: ٢٩۔ [3] الجاثية: ٤۔

[4] مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب ابتداء الخلق و خلق آدم، رقم: ٢٧٨٩۔

بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: اتْرُكُوا، أَوِ ارْكُوا، هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيئَا)) [1]

''لوگوں کے اعمال ہر ہفتے میں دو مرتبہ پیش کیے جاتے ہیں: پیر کے دن اور جمعرات کے دن۔ پھر ہر مومن بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ سوائے اس بندے کے کہ اس کے اور اس کے (مسلمان) بھائی کے درمیان کوئی دشمنی ہو۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو یا انہیں مہلت دے دو یہاں تک کہ یہ (صلح کی طرف) لوٹ آئیں۔''

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا کہ: ((تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ يَوْمِ خَمِيسٍ وَاثْنَيْنِ، فَيَغْفِرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ امْرِئٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا امْرَأً كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: ارْكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، ارْكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا)) [2]

''ہر جمعرات اور پیر کے روز اعمال پیش کیے جاتے ہیں پس اس دن اللہ عزوجل ہر اس شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، سوائے اس شخص کے کہ اس کے درمیان اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی دشمنی ہو، ارشاد ہوتا ہے: انہیں مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں، انہیں مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں۔''

ان احادیث سے واضح طور پر پتا چل رہا ہے کہ جمعرات اور پیر دو ایسے دن ہیں جن میں لوگوں کے اعمال کی پیشی ہوتی ہے اور پھر مشرک اور اس شخص کے علاوہ جس نے اپنے کسی بھائی سے بغض رکھا ہو باقی سب کو معافی مل جاتی ہے۔ مشرک کو معافی اسی وقت ملے گی جب وہ شرک سے سچی توبہ کرے گا اور ناراضی رکھنے والے کو اس وقت معافی ملے گی جب وہ اپنا دل

[1] مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن الشحنا، رقم: ٢٥٦٥۔

[2] أيضًا۔

صاف کر کے صلح کر لے گا۔

③ جنت کے دروازوں کا کھلنا

جمعرات کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا)) [1]

'پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں پھر ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا ہو سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ پس ارشاد ہوتا ہے: انہیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں، انہیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں، انہیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔''

④ مغفرت اور بخشش کا دن

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ يَغْفِرُ اللّٰهُ فِيْهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا مُتَهَاجِرَيْنِ، يَقُوْلُ دَعْهُمَا حَتّٰى يَصْطَلِحَا)) [2]

''پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتا ہے سوائے ان دو آدمیوں کے جو آپس میں قطع تعلقی کر چکے ہوں، وہ فرماتا ہے: انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔''

---

[1] مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهى عن الشحناء، رقم: ٢٥٦٥۔

[2] ابن ماجه، كتاب الصيام، باب صيام يوم الاثنين والخميس، رقم: ١٧٤٠، وسنده صحيح۔

⑤ جمعرات کے روزے کی فضیلت

جمعرات کا روزہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا محبوب عمل تھا۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کبھی آپ اس قدر روزے رکھتے ہیں کہ لگتا ہے کہ اب آپ چھوڑیں گے نہیں اور کبھی اس قدر چھوڑتے ہیں کہ لگتا ہے کہ اب آپ رکھیں گے نہیں، مگر دو دنوں کا روزہ آپ ضرور رکھتے ہیں۔ وہ آپ کے (عمومی) روزوں میں آ جائیں تو بہتر ورنہ آپ ان کا خصوصاً روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ((أَيُّ يَوْمَيْنِ)) ''کون سے دو دن؟'' میں نے کہا: پیر اور جمعرات۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((ذَالِكَ يَوْمَانِ تُعْرَضُ فِيْهِمَا الْأَعْمَالُ عَلَى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ)) [1]

''یہ دو دن ایسے ہیں کہ ان میں رب العالمین کے ہاں اعمال پیش ہوتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش ہو تو میں روزے سے ہوں۔''

✪ آپ ﷺ کی کوشش ہوتی تھی کہ پیر اور جمعرات کا ضرور روزہ رکھوں، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کا روزہ کوشش سے رکھا کرتے تھے۔ [2]

✪ آپ ﷺ ہر مہینے میں جو تین روزے رکھتے ان کے لیے بھی جمعرات اور پیر کے دن کا انتخاب فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے۔ (پہلے) پیر اور جمعرات کو اور اگلے ہفتے میں (دوسرے) پیر کو (یوں کل تین روزے ہو جاتے)۔ [3]

✪ ہنیدہ خزاعی اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے روزوں کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول

---

[1] نسائی، کتاب الصیام، باب صوم النبی ﷺ بابی ھو وامی......، رقم: ٢٣٦٠، وقال شیخنا علی زئی، اسنادہ حسن۔

[2] ایضاً، رقم: ٢٣٦٢، ٢٣٦٥، صحیح۔

[3] ابو داؤد، کتاب الصیام، باب من قال: الاثنین والخمیس، رقم: ٢٤٥١ وسندہ حسن۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرمایا کرتے کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھا کروں۔ ان میں پہلا پیر کا ہو اور (دوسرا) جمعرات کا۔ [1]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے۔ دو ایک ہفتے میں پیر اور جمعرات کو اور ایک اگلے ہفتہ کے پیر کو۔ [2]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی حرمت والے مہینے میں تین دن جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کو روزہ رکھا اس کے لیے دو سال کی عبادت کا اجر لکھا جاتا ہے۔" [3]

لیکن یہ روایت نہایت ضعیف ہے، اس میں مجہول اور ضعیف راوی ہیں۔

جمعرات کی فضیلت میں غیر ثابت روایات

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میری امت کے لیے جمعرات کی صبح میں برکت فرما۔" [4]

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں محمد بن میمون مجہول راوی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ میری امت کے لیے اس کی صبح میں برکت فرما اور اسے جمعرات کے دن میں رکھ دے۔" [5]

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں خلف بن خلیفہ راوی ہے جو آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہفتہ فریب اور دھوکے کا دن ہے۔ اتوار بونے اور عمارتیں بنانے کا دن ہے، پیر سفر کرنے اور طلب رزق کا دن ہے۔ منگل لوہے اور لڑائی کا دن ہے۔ بدھ نہ لینے اور نہ دینے کا دن ہے۔ جمعرات طلب

---

[1] ایضاً، رقم: ٢٤٥٢، و سنده حسن۔

[2] نسائی، کتاب الصیام، باب صوم النبی ﷺ بابی ھو وامی......، رقم: ٢٣٦٧، وسنده صحیح۔

[3] معجم الاوسط، رقم: ١٧٨٩۔

[4] ابن ماجه، رقم: ٢٢٣٧۔

[5] معجم الاوسط، رقم: ٤٧٢٩۔

حوائج اور بادشاہ کے پاس جانے کا دن ہے اور جمعہ منگنی اور نکاح کا دن ہے۔'' [1]

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔اس میں عطیہ العوفی، سلام بن سلیمان ضعیف، یزید بن محمد بن عبدالصمد کا مجھے علم نہیں کہ کسی نے اسے ثقہ کہا ہو۔

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبح کے وقت طلب علم کے لیے نکلو بے شک میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ میری امت کے لیے صبح کے وقت میں برکت دے اور اسے جمعرات کے دن کر دے۔'' [2]

اس کی سند سخت ضعیف ہے۔اس میں محمد بن مغیرہ الشہر وزی ہے جو حدیثیں چرایا کرتا تھا اور گھڑا بھی کرتا تھا اور اسی طرح محمد بن ایوب بن سوید الرملی ہے جس پر حدیثیں گھڑنے کی تہمت ہے۔

☐ جمعرات کے احکام و مسائل

ا۔ سفر کرنا

- سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت ہی کم ایسے ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن سفر کے لیے نکلتے۔ [3]
- سیدنا کعب بن مالک ہی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے جمعرات کے دن نکلے تھے اور آپ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ جمعرات کے دن سفر کے لیے نکلیں۔ [4]
- سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر جہاد اور دوسرے کسی سفر کے لیے جمعرات ہی کے دن نکلا کرتے تھے۔ [5]

ان جملہ احادیث سے پتا چلا کہ سفر جہاد یا کوئی اور سفر مثلاً حج یا عمرہ یا کوئی بھی سفر ہو اس پر روانگی کے لیے جمعرات کے دن کا انتخاب کرنا مستحب عمل ہے۔امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے تبرک حاصل کرتے ہوئے سفر

---

[1] الفوائد لابی القاسم تمام بن محمد، رقم: ٦٤٧۔
[2] معجم الاوسط، رقم: ٥٢٤٤۔
[3] بخاری، کتاب الجهاد، باب من اراد غزوة فوری بغیرها......، رقم: ٢٩٤٩۔
[4] ایضاً، رقم: ٢٩٥٠۔ [5] ابن خزیمة، رقم: ٢٥١٧۔

حج جمعرات کو شروع کرنا مستحب ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات سفر جمعرات کے دن ہی شروع کیا کرتے تھے۔

۲۔ نبیذ پینا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جمعرات کی شب نبیذ تیار کیا جاتا۔ آپ اسے جمعرات اور جمعہ کے دن پیا کرتے۔ راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ ہفتہ کے دن بھی۔ پھر جب عصر کا وقت ہوتا تو اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا تو آپ وہ خادم کو پلا دیتے یا اسے بہا دینے کا حکم فرما دیتے۔ [1]

۳۔ درس دینا

جناب ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمن! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ فرمایا کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن مجھے جو چیز اس سے باز رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ میں تمھیں ملال اور اکتاہٹ میں مبتلا کرنے کو ناپسند کرتا ہوں اور میں وعظ کرنے میں تمہاری اسی طرح حفاظت اور رعایت کرتا ہوں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکتاہٹ اور ملال کے خدشہ سے ہماری حفاظت اور رعایت کیا کرتے تھے۔ [2]

پتا چلا کہ وعظ و نصیحت اور تعلیم و تعلم کے لیے اگر ہفتہ میں کوئی دن مخصوص کر لیا جائے تو جائز ہے بدعت نہیں۔ اور اگر یہ دن جمعرات کا ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے تاہم وعظ و نصیحت میں سامعین کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ وعظ اس قدر لمبا کر دینا کہ سامعین اکتا جائیں، درست نہیں۔

۴۔ حد جاری کرنا

✪ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی ایک عورت کو رجم کیا تو آپ نے اسے جمعرات کے دن (سو) کوڑے لگائے اور جمعہ کے دن اسے رجم کیا اور فرمایا:

---

[1] مسند احمد، ۳/ ۴۹۶، و سندہ صحیح۔

[2] بخاری، کتاب العلم، باب من جعل لاھل العلم ایاما معلومۃ، رقم: ۷۰۔

میں نے اسے کتاب اللہ کی رو سے کوڑے لگائے ہیں اور اللہ کے نبی کی سنت کی رو سے اسے رجم کیا ہے۔ ❶

✪ امام شعبی رحمہ اللہ ہی کا بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شادی شدہ زانی کو لایا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے اسے جمعرات کے دن سو کوڑے لگائے پھر جمعہ کے دن اسے رجم کر دیا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ نے اس پر (کوڑے لگانا اور رجم کرنا) دونوں سزائیں جمع کر دی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں نے اسے اللہ کی کتاب کی رو سے کوڑے لگائے اور اللہ کے نبی کی سنت کی رو سے اسے رجم کیا ہے۔ ❷

حدود اللہ کا نفاذ کسی بھی دن کیا جا سکتا ہے۔ جمعرات اور جمعہ کے دن بھی جائز ہے جیسا کہ ان دونوں روایتوں میں ہے۔ پہلی روایت میں عورت کا ذکر ہے اور دوسری میں مرد کا۔ اس سے پتا چلا کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔ مرد اور عورت دونوں شادی شدہ تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پہلے تو دونوں کو جمعرات کے دن سو سو کوڑے لگائے اور پھر جمعہ کے دن ان دونوں کو رجم کیا۔ شادی شدہ زانی مرد اور عورت کو کوڑے لگانے کا حکم قرآن مجید سورہ النور کی آیت نمبر ۲ میں ہے جب کہ انہیں رجم کرنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس جوڑے پر دونوں حدیں جاری کیں، اور ساتھ وضاحت بھی فرما دی کہ میں نے قرآن و حدیث پر عمل کیا ہے۔

۵۔ مخصوص نمازوں کی حقیقت

جمعرات کے دن یا رات کی کوئی مخصوص نماز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی صحابی سے ثابت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں جو بھی روایات بیان کی جاتی ہیں وہ سب ضعیف اور نا قابل عمل ہیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعرات کے روز ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعتیں پڑھے اوّل میں الحمد ایک بار اور آیۃ الکرسی سو بار اور دوسری میں الحمد ایک بار اور اخلاص سو بار اور سو بار درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس

---

❶ مسند احمد ۲/ ۱۲۲، وسندہ صحیح۔ ❷ ایضاً، ۲/ ۲۵۵ و سندہ صحیح۔

شخص کا ثواب عنایت فرمائے گا جس نے رجب اور شعبان اور رمضان کے روزے رکھے ہوں اور اس کو خانہ کعبہ کے حج کرنے کے بقدر ثواب ہوگا اور اس کے لیے ان لوگوں کے شمار کے موافق جو اس پر ایمان لائے ہیں اور توکل کرتے ہیں ثواب لکھے گا۔'' ❶

حافظ ابوالفضل زین الدین عراقی فرماتے ہیں: اسے ابوموسیٰ المدینی نے سخت ضعیف سند سے بیان کیا ہے۔ ❷

❂ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی جمعرات کی رات میں مغرب اور عشاء کے درمیان دو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں الحمد اور پانچ بار آیۃ الکرسی اور پانچ بار اخلاص اور پانچ بار معوذتین اور نماز سے فارغ ہوکر پندرہ بار استغفار پڑھ کر اس کا ثواب اپنے ماں باپ کو بخش دے تو جو حق ماں باپ کا اس کے ذمہ تھا، وہ اس نے ادا کر دیا اگرچہ ان کی نافرمانی کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عنایت کرے گا جو صدیقوں اور شہیدوں کو دے گا۔'' ❸

حافظ زین الدین عراقی فرماتے ہیں: اسے ابوموسیٰ المدینی نے اور ابومنصور الدیلمی نے مسند الفردوس میں سخت ضعیف سند سے بیان کیا ہے اور یہ روایت منکر بھی ہے۔ ❹

۶۔ مُردوں کی روحیں آنے کا عقیدہ

بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جمعرات کو فوت شدگان کی روحیں گھروں میں آتی ہیں اور اپنے ایصال ثواب کے لیے کھانے وغیرہ کا آکر انتظار کرتی ہیں۔ لہٰذا لوگ روحوں کے استقبال کے لیے گھروں کی صفائی کرتے ہیں۔ برتن صاف کیے جاتے ہیں اور ان کے ایصال ثواب کے لیے کھانا تیار کرکے بانٹا جاتا ہے۔

یہ عقیدہ بھی خود ساختہ ہے شریعت میں کہیں بھی یہ عقیدہ ثابت نہیں۔ ظاہر ہے کہ روحوں کا آنا یا تو دیکھنے اور مشاہدہ کرنے سے ثابت ہوگا اور یا وحی سے، مشاہدہ تو ظاہر ہے کہ نہیں ہے، کیونکہ آج تک کسی کو مردوں کی روحیں گھروں میں آئی ہوئی دکھائی نہیں دیں۔ اگر

---

❶ احیاء العلوم: ۱/ ۳۱٦۔ ❷ تخریج احادیث الاحیا: ۱/ ۲۳۵۔
❸ احیاء العلوم: ۱/ ۳۱۷، ۳۱۸۔ ❹ تخریج احادیث الاحیاء: ۱/ ۲۳٦۔

کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے روح دیکھی ہے تو اس کے پاس کیا دلیل ہے کہ جو اس نے دیکھا ہے واقعی وہ کسی مردے کی روح تھی یا یہ کہ کوئی شیطان اور جن کسی شکل میں اس کا ایمان خراب کرنے آیا تھا؟ رہ گیا وحی کا معاملہ تو اس سے بھی کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ جمعرات کو روحیں آتی ہیں بلکہ وحی سے تو یہی پتا چلتا ہے کہ روحیں دنیا میں نہیں آتیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىِٕلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝﴾[1]

''یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے! اے میرے رب! مجھے واپس لوٹا دے تاکہ میں اپنی چھوڑی ہوئی (دنیا) میں جا کر نیک عمل کروں۔ ایسا ہرگز نہیں۔ یہ تو صرف ایک قول ہے جسے یہ کہہ رہا ہے اور ان کے پیچھے ایک پردہ ہے ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک۔''

سوچنے کی بات ہے کہ کفار اور فساق و فجار کی روحیں تو دوزخ میں ہیں کہ جہاں سے فرشتے نکلنے ہی نہیں دیتے گویا وہ قید میں ہیں جہاں سے بھاگ کر دنیا میں آنا ممکن نہیں جبکہ نیک لوگوں کی روحیں جنت میں ہیں اور جنت ایسی جگہ ہے کہ جہاں سے نکلنے کے لیے دل ہی نہیں چاہتا، صرف شہداء احد کی روحوں نے اللہ تعالیٰ کے بار بار مطالبے پر اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ انھیں دنیا میں بھیج دیا جائے لیکن انھیں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہیں ملی۔ جب شہداء احد کی روحوں کو دنیا میں آنے کی اجازت نہیں ملی تو کسی اور کو کیسے مل سکتی ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ من گھڑت ہے کہ روحیں جمعرات یا کسی اور دن دنیا میں آتی ہیں۔

۷۔ کیا جمعرات پیروں، فقیروں کا دن ہے؟

لیل و نہار بھی اللہ تعالیٰ کے ہیں اور ان پر اختیار بھی اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے۔ فرض کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک ہمیشہ رات کر دے تو کس میں طاقت ہے کہ دن کی روشنی لا سکے؟ اور اگر وہ قیامت تک دن کر دے تو اللہ کے سوا کون ہے جو رات لا سکے؟ راتوں اور دنوں کا بدلنا کس کے اختیار میں ہے؟ کبھی رات آ رہی ہے دن جا رہا ہے اور کبھی دن آ رہا ہے

---

[1] المومنون: ۹۹، ۱۰۰۔

رات جارہی ہے۔ کبھی دن بڑے اور راتیں چھوٹی اور کبھی راتیں بڑی اور دن چھوٹے، یہ سب کس کے حکم سے ہو رہا ہے؟ بلا شبہ یقیناً اللہ ہی کے حکم سے یہ نظام چل رہا ہے، ماہ و سال اور لیل و نہار سب اللہ ہی کے ہیں اور ان پر حکم بھی اللہ ہی کا چلتا ہے۔

بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں عجیب و غریب قسم کے عقائد اور توہمات جنم لے چکے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دنوں میں سے جمعرات کا دن پیروں فقیروں کا ہے۔ اب اس جملہ کا کیا مطلب ہے اور اس کے پیچھے کیا عقیدہ ہے؟ اللہ ہی جانے لیکن بظاہر یہی سمجھ آرہی ہے کہ یہ دن پیروں فقیروں کا دن ہے جیسے مشرکین نے اپنے دیوتاؤں کی طرف دنوں کو منسوب کر رکھا ہے۔ ہمارے ہاں بھی اسی سے ملتا جلتا نظریہ پایا جاتا ہے اور پھر پیروں فقیروں کو خوش کرنے کے لیے صدقہ و خیرات اور نذر و نیازیں پیش کی جاتی ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ جونہی جمعرات کا دن آتا ہے تو مانگنے والے بھکاریوں اور گداگروں کا سیلاب امنڈ آتا ہے جو گلی محلوں، بازاروں، دکانوں کے چکر کاٹتے نظر آتے ہیں کہ صدقہ دو جمعرات کا دن ہے اور دوسری طرف متمول اور متوسط طبقہ کے لوگ قبرستانوں، درباروں اور مزاروں کا رخ کرتے ہیں۔ کئی تو ایسے ہوتے ہیں جو جمعرات کو مزارات پر حاضری دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ نماز چھوٹ جائے کوئی پرواہ نہیں، روزہ چھوٹ جائے کوئی پریشانی نہیں لیکن اگر بابا جی کے دربار پر حاضری دینے میں ناغہ ہو گیا تو پریشانی کی انتہا نہیں رہتی، خوف اور ڈر اس قدر کہ پتا نہیں اب کیا بنے گا؟ چنانچہ دور دراز سے لوگ اسی غرض سے آتے ہیں کہ قبر والے کا قرب اور اس کی خوشنودی حاصل ہو جائے اور پھر یہاں آکر لنگر کے نام سے دیگیں، طرح طرح کے کھانے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں کہ بزرگ کا قرب اور خوشنودی حاصل ہو جائے اور وہ ہماری مصیبتیں اور بیماریاں دور کر دے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جمعرات کو خاص کر کے صدقہ و خیرات کرنا بدعت ہے اور اگر ایسا پیروں فقیروں کی خوشنودی اور ان کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے تو یہ شرک کے زمرے میں آجاتا ہے۔ باقی جہاں تک مزارات پر حاضری کی بات ہے تو یہ نہایت قبیح اور خطرناک عمل ہے اگر عقیدہ صاحب قبر کا تقرب اور خوشنودی کا ہے تو یہ واضح شرک ہے اور اگر محض دعا کی نیت سے

حاضری دی جا رہی ہے جیسا کہ بعض سادہ لوح حضرات کہتے ہیں تو یہ بھی جائز نہیں۔ کیونکہ فوت شدگان کے لیے دعا تو کہیں بھی اور کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے اپنی طرف سے کسی دن کو خاص کر لینا جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ((لَا تَشُدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی)) [1]

"تین مسجدوں کے سوا کسی، کے لیے رخت سفر نہ باندھا جائے، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔"

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ مذکورہ تین مساجد کے علاوہ کسی بھی معزز جگہ اور مقدس مکان کے لیے سواری کا انتظام کر کے جانا جائز نہیں خواہ وہ معزز جگہیں اور مقامات قبورِ انبیاء و اولیاء ہی کیوں نہ ہوں۔ علاوہ ازیں ایسے مقامات جہاں شرک ہو رہا ہو، قبر کو سجدہ گاہ بنایا جا رہا ہو، قبر کے گرد طواف کیا جا رہا ہو، ان کی تعظیم کے لیے پھول اور چادر چڑھائی جا رہی ہو اور صاحب قبر سے دعائیں مانگی جا رہی ہوں تو ایسے مقامات کی طرف تو قطعاً سفر نہیں کرنا چاہیے۔

جمعرات تاریخ کے آئینے میں

خیبر پر حملہ

خیبر مدینہ سے آٹھ دن کی مسافت پر ملک شام کی جانب واقع ہے۔ یہ یہود کا گڑھ تھا بلکہ عرب میں یہودی قوت کا سب سے بڑا مرکز خیبر ہی تھا۔ یہیں سے مسلمانوں کے خلاف نت نئی سازشیں پھوٹتی رہتی تھیں۔ اس بار بھی مدینہ پر حملے کا پروگرام بنایا جا رہا تھا تو آپ ﷺ نے ماہ محرم ۷ھ کو جمعرات کے دن صبح کے وقت اپنے سولہ سو جانثاروں کے ساتھ اس پر حملہ کیا۔ یہودی خوف زدہ اور بدحواس ہو گئے۔ چند دن مقابلے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی۔ یوں خیبر مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا اور یہود کی قوت ختم ہو گئے۔ [2]

---

[1] بخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مكة......، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مكة......، رقم: ۱۱۸۹۔

[2] مسند الحمیدی، رقم: ۱۲۳۲، و سندہ صحیح۔

غزوہ تبوک کے لیے روانگی

تبوک مدینہ سے شام کی جانب ایک جگہ کا نام ہے۔ مدینہ سے اس کا فاصلہ چودہ مرحلوں کا ہے۔ اس غزوے کا سبب یہ تھا کہ آپ کو اطلاع ملی کہ مسلمانوں پر حملے کے لیے جنوبی شام میں رومی اکٹھے ہو رہے ہیں اور کچھ عرب قبائل بھی ان کا ساتھ دے رہے ہیں چنانچہ آپ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ یہ سفر بڑا ہی دشوار اور پُر کٹھن تھا۔ شدید گرمی اور ہر طرف خشک سالی اور قحط اور پھر اوپر سے توشہ سفر اور سواریوں کی قلت لہٰذا اس سفر پر نکلنے کے لیے دل گردے کی ضرورت تھی۔ لیکن اللہ نے مسلمانوں کے دل مضبوط کر دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک پہنچے مگر دشمن بڑی تعداد کے باوجود مقابلے پر نہ آ سکا اور بھاگ گیا۔ آپ پوری کامیابی و کامرانی سے واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ یہ غزوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات میں سے آخری غزوہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ رجب ۹ ھ کو جمعرات کے دن اس غزوے کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ [1]

مرض الموت میں شدت

جناب سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جمعرات کا دن اور کیسا تھا وہ جمعرات کا دن؟ پھر آپ اتنا روئے کہ کنکریاں تک آپ رضی اللہ عنہ کے آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری میں شدت اسی جمعرات کے دن ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس کاغذ لاؤ تاکہ میں تمہارے لیے ایسا مکتوب لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔'' صحابہ کرام نے اختلاف کیا حالانکہ نبی کے سامنے اختلاف نہیں ہونا چاہیے تھا۔ چنانچہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دنیا) چھوڑ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''مجھے چھوڑ دو میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔'' اور آپ نے اپنی وفات کے وقت تین چیزوں کی وصیت فرمائی: ① مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ ② وفود سے ایسا ہی سلوک کرتے رہنا جیسے میں کرتا رہا ہوں اور تیسری چیز میں (ابن عباس) بھول گیا ہوں۔ [2]

---

[1] بخاری، کتاب الجهاد، باب من اراد غزوة فوری بغیر ها......، رقم: ۲۹۵۰۔

[2] بخاری، کتاب الجهاد، باب هل یستشفع الی اهل الذمة......، رقم: ۳۰۵۳۔

جنگ جمل

جنگ جمل مسلمانوں کی باہمی جنگ تھی۔ فریقین میں ایک طرف سربراہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری طرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اس جنگ کی اضافت جمل (اونٹ) کی طرف اس لیے ہے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے اصحاب کا مطالبہ تھا کہ قاتلین عثمان ہمارے حوالے کیے جائیں تا کہ ان سے قصاص لیا جائے جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک تو فی الوقت حالات سازگار نہیں ہیں اور دوسرا جب تک اچھی طرح دریافت اور تحقیق نہ ہو کہ قاتل کون ہیں، میں کس طرح کسی کو تمہارے حوالے کر سکتا ہوں؟ بس یہی جھگڑا تھا جو افہام و تفہیم سے حل نہ ہو سکا۔ فریقین میں جوش تھا آخر نوبت جنگ تک آ پہنچی۔ سیدنا طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اسی جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ یہ جنگ جمہور کے بقول ۱۰ جمادی الاخری ۳۶ھ کو جمعرات کے دن بابِ بصرہ میں لڑی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ [1]

وفات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام معاویہ بن سفیان بن حرب، کنیت ابوعبدالرحمن اور لقب "خال المؤمنین" ہے۔ فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا۔ آپ کو کاتب وحی ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے دعائیں بھی فرمائی ہیں۔ آپ کے بھائی یزید بن ابی سفیان کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو شام کا والی مقرر فرمایا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک آپ اس ذمہ داری کو نبھاتے رہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا تو آپ کی بیعت کی گئی۔ یوں آپ پورے عالم اسلام کے بالاتفاق امیر مقرر ہو گئے۔ یہ ۴۰ھ کا واقعہ ہے۔ بیس سال امیر المؤمنین رہنے کے بعد ماہ رجب ۶۰ھ میں جمعرات کو دمشق میں وفات پائی۔ آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ رضی اللہ عنہ [2]

---

[1] ابن سعد: ۳/ ۲۰۵؛ الاستیعاب: ۲/ ۹۳؛ المنتظم: ۳/ ۳۳۳؛ تاریخ مولد العلماء: / ۱۲۵، المنعخب من ذیل الذیل: ۱/ ۱۳؛ البدایة: ۷/ ٤۳۳؛ الاصابة: ۲/ ۹۵۱؛ شذرات الذهب: ۱/ ۷۲۔

[2] خلیفة: ۱٤۰؛ ابن سعد: ٦/ ٤۳٤؛ الثقات لابن حبان: ۳/ ۳۷۳؛ تهذیب الاسماء: ۱/ ٤۲٤، البدایة: ۸/ ۲۰۷۔

وفات امام ابو عاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام ضحاک بن مخلد بن ضحاک، کنیت ابو عاصم اور لقب النبیل ہے۔ بصرہ کے رہنے والے نامور حافظ حدیث ہیں۔ ۱۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ امام شعبہ، اوزاعی، سعید بن ابی عروبۃ اور سفیان ثوری جیسے کبار محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔ آپ کے شاگردوں میں امام بخاری، احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، دارمی، ذہلی اور امام اسحاق الکوسج جیسی عظیم شخصیات شامل ہیں۔ آپ ثقہ ثبت امام فقیہ تھے۔ ایک ہزار کے قریب جید اسناد والی احادیث از بر تھیں۔ ۹۰ برس سے زائد عمر پا کر ۱۴ ذی الحجہ ۲۱۲ھ کو جمعرات کی شب بصرہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات محمد بن سلامہ القضاعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ قبیلہ قضاعہ کی طرف نسبت سے قضاعی کہلائے۔ آپ متعدد علوم میں باکمال شخصیت کے مالک تھے۔ مصر میں نائب قاضی کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ آپ کو رومیوں کی طرف ایلچی بنا کر بھی بھیجا گیا۔ ابومسلم محمد بن احمد، ابومحمد بن نحاس مالکی اور احمد بن ثرثال وغیرہ آپ کے اساتذہ ہیں۔ ابونصر بن ماکولا کا نام آپ کے شاگردوں میں نمایاں ہے۔ آپ بڑے بہادر اور جری انسان تھے۔ حدیث کے معاملے میں آپ ثقہ ثبت ہیں۔ کئی ایک کتابیں بھی لکھیں جن میں مسند الشھاب اور تاریخ القضاعی شامل ہے۔ ۱۶ ذی القعدہ ۴۵۴ھ جمعرات کی شب مصر میں وفات پائی اور جمعہ کو عصر کے بعد نجار کی عیدگاہ میں آپ کا جنازہ پڑھایا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

وفات حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن ابی بکر بن ایوب، کنیت ابوعبداللہ اور لقب شمس الدین ہے۔ آپ کے والد مدرسہ جوزیہ دمشق کے قیم تھے۔ اس لیے آپ کو ''ابن قیم'' کہا جاتا ہے۔ ۷ صفر ۶۹۱ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے، آپ کا شمار شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے مایہ ناز شاگردوں میں ہوتا ہے۔

---

[1] ابن سعد: ۹/ ۲۹۶۔

[2] ابن خلکان: ٤/ ٥٨٢؛ شذرات الذهب: ٣/ ٤٧٤؛ تذكرة المحدثين: ٢/٢٤٨.

سولہ سال ان کی صحبت میں رہے اور اپنے استاد محترم کے ساتھ جیل بھی کاٹی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے علاوہ ابوبکر بن عبد الدائم، ابن ابی الفتح، سلیمان بن حمزہ دمشقی اور ابراھیم بن محمد شیرازی بھی آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ حافظ ابن رجب حنبلی اور شمس الدین محمد نابلسی کا شمار آپ کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ گوناگوں خصائص کے مالک تھے، آپ کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ تقلید کے زبردست مخالف تھے۔ اعلام الموقعین اسی سلسلے میں تالیف فرمائی۔ شب بیدار عابد وزاہد انسان تھے۔ آپ کی کتابوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی پذیرائی بخشی۔ اعلام الموقعین کے علاوہ: اجتماع الجیوش الاسلامیہ، اغاثۃ اللفھان، بدائع الفوائد، جلاء الافھام، الجواب الکافی، حادی الارواح، زاد المعاد اور مدارج السالکین وغیرہ آپ کی کتب میں سے ہیں۔ ۱۳ رجب ۷۵۱ھ جمعرات کی شب عشاء کی اذان کے وقت اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ دوسرے دن نماز ظہر کے بعد جامع اموی دمشق میں آپ کا جنازہ پڑھایا گیا۔ بعد ازاں باب الصغیر کے قبرستان میں اپنی والدہ کے پاس دفن کر دیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام اسماعیل بن عمر بن کثیر، کنیت ابو الفداء اور لقب عماد الدین ہے۔ معروف ابن کثیر سے ہیں۔ آپ کا شمار آٹھویں صدی کے نامور علما کرام اور مصنفین میں ہوتا ہے۔ ۷۰۱ھ میں بصرہ کے نواح میں واقع بستی ''مجدل'' میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی والد محترم کے سایہ سے محروم ہونا پڑا۔ چھ سال کے تھے کہ اپنے برادر اکبر عبد الوھاب کے ہمراہ دمشق آ گئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ جمال الدین مزی، ابن زملکانی، ابو نصر شیرازی اور نجم الدین موسیٰ بن علی وغیرہ شیوخ سے علم حاصل کیا۔ آپ جامع الکمالات شخصیت کے مالک تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں فضل وکمال اور جامعیت کے جملہ اوصاف جمع کر دیے تھے۔ مختلف عناوین پر کئی کتابیں لکھیں۔ آپ کی معروف تصانیف میں ''البدایہ والنھایہ، تفسیر القرآن العظیم، جامع المسانید، التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاھیل، مسند الفاروق'' وغیرہ شامل ہیں، آپ نے ساری زندگی درس و تدریس

---

[1] البدایۃ: ۱۶/ ۳۵۳۔

اور تصنیف و تالیف میں گزاری، آخر عمر میں بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ ۱۶ شعبان ۷۷۴ھ جمعرات کے دن ۷۳ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے اور مقبرہ الصوفیہ میں اپنے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی قبر کے قریب دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبداللہ بن میاں روشن دین اور لقب ''محدث روپڑی'' ہے۔ آپ کو ''بڑے حافظ صاحب'' بھی کہا جاتا ہے۔ برصغیر کے چوٹی کے علما حدیث میں سے ہیں۔ ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۷ء کمیر پور ضلع امرتسر (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے لکھوکے، سہارن پور، رام پور، میرٹھ، دہلی اور امرتسر کا سفر کیا۔ آپ کے معروف اساتذہ میں مولانا عبدالقادر لکھوی، سید عبدالجبار غزنوی، سید عبدالاول غزنوی، حافظ عبداللہ محدث غازی پوری اور مولوی محمد اسحاق منطقی شامل ہیں۔ حصول علم کے بعد آپ نے بائیس سال کا طویل عرصہ روپڑ ضلع انبالہ میں گزارا۔ اسی مناسبت سے آپ کو ''روپڑی'' کہا جاتا ہے۔ آپ کی ساری زندگی درس و تدریس اور دین حقہ کی نشر و اشاعت میں گزاری۔ آپ کے معروف تلامذہ میں مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی، حافظ اسماعیل روپڑی، حافظ عبدالقادر روپڑی، حافظ عبدالرحمن مدنی، حافظ ثناء اللہ مدنی، مولانا عبدالسلام کیلانی اور مولانا محمد صدیق سرگودھوی شامل ہیں۔ آپ نہایت صالح، عابد و زاہد، صائم النہار، قائم اللیل اور ایک جید عالم دین تھے۔ قیام روپڑ کے دوران آپ نے ہفت روزہ ''تنظیم اہل حدیث'' جاری کیا۔ بہت ساری کتابیں بھی لکھیں۔ قیام پاکستان کے وقت آپ کے خاندان کے سترہ افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ آپ کی بہت بڑی لائبریری اور کئی ایک قیمتی مسودے بھی اسی حادثے کی نظر ہو گئے جن کا افسوس آپ کو عمر بھر رہا۔ حافظ صاحب کی بہت سی علمی تحریرات زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں جن میں فتاویٰ اہلحدیث، ارسال الیدین بعد الرکوع، تقلید اور علما دیو بند، حکومت اور علما ربانی، سماع موتیٰ، توحید الرحمن، مودودیت اور اسلام وغیرہ شامل ہیں۔ حافظ صاحب نے ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء کو جمعرات کے دن لاہور میں وفات پائی اور

---

[1] مقدمہ البدایۃ و النہایۃ: ۱/ ۶۴۔

اگلے روز نماز جمعہ کے بعد اسلامیہ کالج (ریلوے روڈ لاہور) کی گراؤنڈ میں حافظ محمد گوندلوی نے جنازہ پڑھایا۔ بعد ازاں گارڈن ٹاؤن کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

وفات شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن، کنیت ابوعبداللہ اور مشہور "ابن باز" سے ہیں۔ آپ اس صدی کی سب سے منفرد اور ہمہ گیر شخصیت اور آیۃ من آیات اللہ ہیں۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ میں سعودی عرب کے دارالحکومت الریاض میں پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ کو آنکھوں کا مرض لاحق ہوا جس سے نظر کمزور پڑنا شروع ہو گئی حتیٰ کہ بیس سال کی عمر میں مکمل طور پر نظر آنا بند ہو گیا۔ یوں گو آنکھوں کی بصارت سے آپ محروم ہو گئے مگر دل کی بصارت آباد رہی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ عطا فرما رکھا تھا۔ بلوغت سے پہلے ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ تقریباً ستائیس سال کی عمر میں علوم اسلامیہ پر دسترس حاصل کر لی۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ محمد بن ابراہیم آلِ شیخ، شیخ سعد وقاص، شیخ صالح بن عبدالعزیز، شیخ محمد بن عبد اللطیف اور شیخ حمد بن سعد بن عتیق جیسی شخصیات شامل ہیں۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزروں میں ہے۔ آپ نہایت ذہین وفطین اور نکتہ فہم تھے۔ سعودی عرب کے مفتی اعظم ہونے کے علاوہ بے شمار عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کو مدینہ منورہ یونیورسٹی کا وائس چانسلر رہنے اور ادارات البحوث العلمیہ والافتاء کا رئیس العام ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ بے حد متواضع اور خدا ترس انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دی اور آپ کو ہر دلعزیز بنا دیا۔ بہت ساری کتابیں بھی لکھیں جن میں مجموعہ فتاوی ومقالات بھی شامل ہے۔ ۲۶ محرم ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۹۹ء بروز جمعرات انتقال فرمایا اور اگلے روز بیت اللہ شریف میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ بعد ازاں جنت المعلی کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ [2]

---

[1] روپڑی علماء حدیث، ص ۱۶۰۔

[2] علامہ ابن باز، ص ۱۲۲۔

مصادر و مراجع

۱۔ القرآن الکریم

کتب تفسیر

۲۔ جامع البیان عن تاویل ای القرآن: لابی جعفر محمد بن جریر الطبری، تحقیق اسلام منصور عبدالحمید، دار الحدیث، القاهرہ، سنة الطبع ۱٤۳۱ھ۔۲۰۱۰م۔

۳۔ زاد المسیر فی علم التفسیر: لابی الفرج عبدالرحمن ابن الجوزی، بتحقیق عبدالرزاق المهدی، دار الکتاب العربی بیروت، الطبعة الاولیٰ۔

٤۔ معانی القرآن واعرابه: للزجاج ابی اسحاق ابراهیم بن السری، تحقیق عبدالجلیل عبده، دار الحدیث القاهره، سنة الطبع ١٤٢٤ھ ۔٢٠٠٤م۔

٥۔ تفسیر القرآن العظیم: لابی الفداء اسماعیل ابن کثیر القرشی، تحقیق عبدالرزاق المهدی، وحیدی کتب خانه، قصه خوانی بازار پشاور۔

٦۔ الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز: لابی الحسن علی بن احمد الواحدی، المکتبة الشاملة۔

۷۔ روح المعانی: لشهاب الدین محمود بن عبداللّٰہ الآلوسی، المکتبة الشاملة۔

۸۔ مختصر تفسیر البغوی: لابی محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی، تعلیق الدکتور عبداللّٰہ بن محمد بن علی الزید، دار السلام، الریاض۔

۹۔ تبیان القرآن: علامہ غلام رسول سعیدی، فرید بك سٹال، اُردو بازار لاهور، الطبع عشر، ربیع الاول ١٤٣١ھ ۔مارچ ۲۰۱۰ء۔

۱۰۔ تفسیر القرآن الکریم: حافظ عبدالسلام بن محمد، دار الاندلس، چوبرجی، لاهور۔

کتب حدیث وشروح حدیث

١١۔صحیح البخاری: لابی عبداللہ محمدبن اسماعیل البخاری،الطبعة الثانیة، المکتبة دارالسلام، الریاض،العربیةالسعودیة۔

١٢۔ صحیح مسلم: لابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، الطبعة الثانی، المکتبة دار السلام، الریاض، العربیة السعودیة۔

١٣۔ الصحیح لمسلم مع شرح النووی: مکتبة البشری، کراتشی، باکستان۔

١٤۔ سنن ابی داؤد: لابی داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، تحقیق الالبانی، الطبعة الاولیٰ، مکتبة المعارف، الریاض۔

١٥۔ سنن ابوداؤد، اردو: ترجمہ و فوائد فضیلة الشیخ ابوعمارعمر فاروق سعیدی، دارالسلام، لاہور۔

١٦۔ سنن الترمذی: لابی عیسیٰ محمدبن عیسیٰ الترمذی، تحقیق الالبانی، الطبعة الاولیٰ، مکتبة المعارف، الریاض۔

١٧۔ سنن النسائی: لابی عبدالرحمن احمدبن شعیب النسائی، تحقیق الالبانی، الطبعة الاولیٰ مکتبة المعارف الریاض۔

١٨۔ سنن نسائی اُردو: ترجمہ وفوائد فضیلة الشیخ حافظ محمد امین، دارالسلام، لاہور۔

١٩۔ سنن ابن ماجه: لابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، بتحقیق الالبانی، الطبعة الاولیٰ، مکتبة المعارف، الریاض۔

٢٠۔ سنن ابن ماجه، اردو: ترجمہ و فوائد مولانا عطاء اللہ ساجد، دار السلام، لاہور۔

٢١۔انجازالحاجة شرح سنن ابن ماجه: فضیلة الشیخ محمد علی جانباز المکتبة القدوسیة، اردو بازارلاہور، الطبعة الاولیٰ۔

۲۲۔ **المؤطا**: لامام مالك بن انس، الطبعة الثالثة، دار الفكر، بيروت۔

۲۳۔ **الاتحاف الباسم فی تحقيق، تخريج وشرح موطا امام مالك**: رواية ابن القاسم، ترجمه وتحقيق وحواشی، حافظ زبير على زئى، مكتبه اسلاميه، اردو بازار، لاهور۔

۲٤۔ **التمهيد**: لابی عمر يوسف بن عبد الله ابن عبد البر القرطبی، المكتبة القدوسية، اردو بازار، لاهور، الطبعة الاولیٰ۔

۲٥۔ **المسند**: لابی عبدالله احمد بن محمد بن حنبل الشيبانی، تحقيق شعيب الارناوط، الطبعة الثانية، مؤسسة الرسالة، بيروت۔

۲٦۔ **سنن الدارمی**: لابی محمد عبدالله بن عبد الرحمن الدارمی، تحقيق فواد احمد زمرلی، قديمی كتب خانه، كراچی۔

۲۷۔ **صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان**: لابی حاتم محمد بن حبان بيت الافكار الدولية۔

۲۸۔ **صحيح ابن خزيمة**: لابی بكر محمد بن اسحاق بن خزيمة النيسابوری، تحقيق ماهر ياسين الفحل، مكتبة شان اسلام، قصه خوانی، پشاور۔

۲۹۔ **سنن الدارقطنی**: لابی الحسن علی بن عمر الدارقطنی، تحقيق مجدی بن منصور، الطبعة الثانية، دار الكتب العلمية، بيروت۔

۳۰۔ **سنن الكبریٰ**: لابی عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائی، تحقيق جاد الله بن حسن، الطبعة الاولیٰ، مكتبة الرشد، الرياض۔

۳۱۔ **سنن الكبریٰ**: لابی بكر احمد بن الحسين البيهقی، تحقيق اسلام منصور عبد الحميد، طبع ۱٤۲۹ھ، دار الحديث القاهره، مصر۔

۳۲۔ **مسند ابی يعلیٰ**: لابی يعلی احمد بن علی الموصلی، تحقيق سعيد بن محمد الناری، سنة الطبع ۱٤۳٤ھ۔۲۰۱۳م، دار الحديث، القاهره، مصر۔

۳۳۔ **مصنف عبد الرزاق**: لامام عبد الرزاق بن همام الصنعانی، تحقيق حبيب

الرحمن الاعظمی، الطبعة الثانیة، المکتب الاسلامی، بیروت۔

۳۴۔ مصنف ابن ابی شیبة: لابی بکر عبد اللّٰه بن محمد بن ابی شیبة الکوفی، تحقیق محمد عوامه، الطبعة الاولیٰ، المجلس العلمی، بیروت۔

۳۵۔ المستدرك علی الصحیحین: لابی عبد اللّٰه محمد بن عبد اللّٰه الحاکم النیسابوری، دار المعرفة، بیروت لبنان، الطبعة الثانیة۔

۳۶۔ المعجم الکبیر: لابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، تحقیق حمدی عبد المجید السلفی، الطبعة الاولیٰ، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۳۷۔ المعجم الاوسط: لابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، تحقیق محمد حسن الشافعی، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

۳۸۔ شعب الایمان: لابی بکر احمد بن الحسین البیهقی، بتحقیق الدکتور عبد العلی عبد الحمید حامد، مکتبة الرشد ناشرون، الطبعة الاولیٰ۔

۳۹۔ فضائل الاوقات: لابی بکر احمد بن الحسین البیهقی، تحقیق عدنان عبد الرحمن مجید القیسی، الطبعة الاولیٰ، مکتبة المنارة، مکة المکرمة۔

۴۰۔ مسند الحمیدی: لابی بکر عبد اللّٰه بن الزبیر القرشی، تحقیق حسین سلیم اسد، دار المامون للتراث دمشق، الطبعة الثانیة۔

۴۱۔ البحر الزخار، المعروف مسند البزار: لابی بکر احمد بن عمرو البزار، تحقیق محفوظ الرحمن زین اللّٰه، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولیٰ۔

۴۲۔ مسند الشهاب: لابی عبد اللّٰه محمد بن سلامة القضاعی، تحقیق حمدی عبد المجید السلفی، دار الرسالة العالمیة، الطبعة الثالثة۔

۴۳۔ مسند الفردوس لابی شجاع شمرویه بن شهردار الدیلمی، تحقیق السعید بن بسیونی زغلول، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة۔

۴۴۔ کتاب الرؤیة: لابی الحسن علی بن عمر الدارقطنی، تحقیق ابراهیم محمد العلی، احمد فخری الرفاعی، مکتبة المنار، الاردن، الطبعة الاولیٰ۔

٤٥۔ **کتاب الزھد**: لامام عبد اللّٰہ بن المبارك المروزی، تحقیق حبیب الرحمن الاعظمی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثالثة۔

٤٦۔ **عمل الیوم واللیلة**: لابی بکر احمدبن محمد المعروف بابن السنی، تحقیق الشیخ محمد بن ریاض، دارالکتاب العربی، بیروت، الطبعة الاولیٰ۔

٤٧۔ **الادب المفرد**: لابی عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل البخاری، تحقیق الشیخ خالد عبدالرحمن العك، مکتبة رحمانیه، اردو بازار، لاھور۔

٤٨۔ **کتاب العظمة**: لابی محمدعبد اللّٰہ بن محمدالمعروف بابی الشیخ. الاصبھانی، المکتبة الشاملة۔

٤٩۔ **مشکاة المصابیح**: لولی الدین محمدبن عبد اللّٰہ الخطیب التبریزی، تحقیق حافظ زبیرعلی زئی، مکتبة اسلامیه، اردو بازار لاھور، اشاعت نومبر ٢٠١١ء۔

٥٠۔ **فتح الباری**: حافظ احمدبن علی بن حجر العسقلانی، الطبعة الاولیٰ، دار السلام، الریاض۔

٥١۔ **فتح الباری**: لزین الدین ابن رجب الحنبلی، المکتبة الشاملة۔

٥٢۔ **تحفة الاحوذی**: حافظ محمد عبدالرحمن المبارکفوری، الطبعة الثالثة، داراحیاء التراث العربی، بیروت۔

٥٣۔ **طرح التثریب فی شرح التقریب**: لابی الفضل زین الدین العراقی، المکتبة الشاملة۔

کتب تخریج

٥٤۔ **مجمع الزوائد**: نور الدین علی بن ابی بکرالھیثمی، تحقیق، محمد عبد القادر، الطبعة الاولیٰ، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

٥٥۔ **الموضوعات:** لابی الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی، الطبعة الثانية، دارالکتب العلمية، بيروت۔

٥٦۔ **سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة:** محمدناصرالدين الالبانی، الطبعة الثانی، مکتبة المعارف، الرياض۔

٥٧۔ **الترغيب و الترهيب:** حافظ زکی الدين عبد العظيم بن عبد القوی المنذری، تحقيق محی الدين ديب مستو، الطبعة الثالثة، دار ابن کثير، بيروت۔

٥٨۔ **الترغيب فی فضائل الاعمال:** لابی حفص عمر بن احمد المعروف بابن شاهين، المکتبة الشاملة۔

٥٩۔ **العلل المتناهية:** لابی الفرج عبد الرحمن بن علی ابن الجوزی، المکتبة الشاملة۔

٦٠۔ **تخريج احاديث الاحياء:** لابی الفضل زين الدين العراقی، المکتبة الشاملة۔

٦١۔ **الفوائد:** لابی القاسم تمام بن محمد، المکتبة الشاملة۔

٦٢۔ **اللآلی المصنوعة:** لجلال الدين السيوطی، المکتبة الشاملة۔

٦٣۔ **تذکرة الموضوعات:** محمدطاهر بن علی الهندی الفتنی، داراحياء التراث العربی بيروت، الطبعة الثالثة۔

٦٤۔ **المراسيل:** لابی محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی، المکتبة الاثرية، سانگله هل، شيخوپوره، پاکستان۔

٦٥۔ **کنزل العمال:** علامه علاء الدين علی متقی بن حسام الدين، دارالاشاعت کراچی، پاکستان۔

٦٦۔ **الجامع الصغير:** لابی الفضل جلال الدين عبدالرحمن بن ابی بکر السيوطی، تحقيق حمدی الدمرداش، مکتبة نزار الباز، مکة المکرمة،

الرياض۔
٦٧۔ ارواء الغليل: محمد ناصر الدين الالبانی، دار الكتب محله جنگی پشاور، پاكستان۔
٦٨۔ انوار الصحيفة: حافظ زبير علی زئی، المكتبة الاسلامية، اردو بازار لاهور، الطبع ١٤٣٣ھ۔

کتب سیرت و فضائل

٦٩۔ السيرة النبوية: لابی محمد عبد الملك بن هشام، المكتبة العصرية، بيروت۔
٧٠۔ السيرة النبوية: محمد بن اسحاق بن يسار المدنی، تحقيق احمد فريد المزيدی، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية۔
٧١۔ المختصر الكبير فی سيرة الرسول: عز الدين بن جماعة الكتانی، المكتبة الشاملة۔
٧٢۔ المغازی: محمد بن عمر الواقدی، تحقيق مارسدن جونس، الطبعة الاولیٰ، عالم الكتب بيروت۔
٧٣۔ جوامع السيرة: ابو محمد علی بن احمد ابن حزم، اداره احياء السنة گوجرانواله، پاكستان۔
٧٤۔ زاد المعاد: حافظ شمس الدين محمد بن ابی بكر ابن القيم الدمشقی، تحقيق عبد الرزاق المهدی، وحيدی كتب خانه پشاور۔
٧٥۔ رحمة للعالمين: قاضی محمد سليمان منصور پوری، تخريج مياں طاهر، مركز الحرمين الاسلامی، فيصل آباد۔
٧٦۔ الرحيق المختوم: صفی الرحمن مبارك پوری، المكتبة السلفية، لاهور، طبع ١٩٩٨ء۔

۷۷۔ دلائل النبوۃ: لابی بکر احمد بن الحسین البیهقی، تحقیق سید ابراهیم، دار الحدیث، القاهره، مصر، سنة الطبع ١٤٢٨ھ۔
۷۸۔ شمائل ترمذی: لابی عیسی محمد بن عیسی الترمذی، ترجمه و تحقیق وفوائد حافظ زبیر علی زئی، مکتبه اسلامیه، لاهور، اشاعت اکتوبر ۲۰۱۱ء۔
۷۹۔ الصادق الامین: ڈاکٹر محمد لقمان السلفی، الفرقان ٹرسٹ، مظفر گڑھ پاکستان۔
۸۰۔ قصص الانبیاء: لابی الفداء ابن کثیر، ترجمه حافظ محمد عبد اللہ رفیق، اسلامی اکادمی، لاهور۔
۸۱۔ شرف المصطفیٰ: عبد الملك بن محمد النیسا بوری الخرکوشی، المکتبة الشاملة۔
۸۲۔ عیون الاثر: لابن سید الناس، المکتبة الشاملة۔
۸۳۔ فضائل الصحابة: لابی عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، بتحقیق وصی اللہ بن محمد عباس، دار ابن الجوزی، الطبعة الرابعة۔

کتب تاریخ و تراجم

٨٤۔ تاریخ خلیفة بن خیاط: ابو عمرو خلیفة بن خیاط العصفری، الطبعة الاولیٰ، مکتبة دار الباز، مکة المکرّمة۔
۸۵۔ صحیح و ضعیف تاریخ طبری: ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تحقیق محمد بن طاهر البرزنجی، الطبعة الاولیٰ، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت۔
٨٦۔ تاریخ الکبیر: احمد بن زهیر ابن ابی خیثمة، تحقیق ابو عبد اللہ عمار بن ربیعی، الطبعة الاولیٰ، دار الکتب العلمیة، بیروت۔
۸۷۔ تاریخ مدینة السلام: حافظ ابو بکر احمد بن علی الخطیب

البغدادی، تحقیق دکتور بشار عواد، الطبعة الاولیٰ، دار الغرب الاسلامی، بیروت۔

۸۸۔ تاریخ القضاعی: ابو عبد اللّٰہ محمد بن سلامة القضاعی، تحقیق احمد فرید المزیدی، الطبعة الاولیٰ، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

۸۹۔ تاریخ اصبہان: حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللّٰہ الاصبہانی، تحقیق سید کسروی حسن، الطبعة الاولیٰ، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

۹۰۔ المنتظم ابوالفرج عبدالرحمن بن علی ابن الجوزی، دار الفکر، بیروت۔

۹۱۔ الکامل فی التاریخ: ابو الحسن علی بن محمد ابن الاثیر الجزری، تحقیق خیری سعید، المکتبة التوفیقیة القاہرہ، مصر۔

۹۲۔ تاریخ الاسلام: محمد بن احمد الذہبی، المکتبة التوفیقیة، القاہرہ، مصر۔

۹۳۔ البدایة و النہایة: حافظ ابو الفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی، تحقیق محی الدین دیب مستو، مکتبة رشیدیہ کوئٹہ، پاکستان۔

۹٤۔ تاریخ ابی زرعة الدمشقی: حافظ ابوزرعةعبد الرحمن بن عمرو الدمشقی، تحقیق خلیل المنصور، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولیٰ۔

۹۵۔ تاریخ ابن خلکان: قاضی شمس الدین احمد بن محمد بن ابراہیم بن خلکان، مترجم علامہ اختر فتح پوری، طبع ۲۰۰۰ء، نفیس اکیڈیمی، کراچی۔

۹٦۔ اٹلس فتوحات اسلامیة: احمد عادل کمال، ترجمہ و اضافہ محسن فارانی، دار السلام، لاہور۔

۹۷۔ تاریخ دمشق: حافظ ابو القاسم علی بن الحسن الدمشقی، المکتبة الشاملة۔

۹۸۔ النجوم الزاہرة: ابن تغری بردی، المکتبة الشاملة۔

۹۹۔ المفصل فی تاریخ العرب: الدکتور جواد علی، دار احیاء التراث العربی،

الطبعة الاولیٰ۔

۱۰۰۔ التاریخ الکبیر: لابی عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل البخاری، الناشر: الفاروق الحدیثیة للطباعة و النشر۔

۱۰۱۔ المعرفة والتاریخ: یعقوب بن سفیان الفسوی المکتبة الشاملة۔

۱۰۲۔ تاریخ ابن یونس المصری: عبد الرحمن بن احمد بن یونس المصری، المکتبة الشاملة۔

۱۰۳۔ تاریخ مولد العلماء: ابو سلیمان محمد بن عبد اللّٰہ الربعی، المکتبة الشاملة۔

۱۰۴۔ المنتخب من ذیل الذیل: محمد بن جریر، ابو جعفر الطبری، المکتبة الشاملة

۱۰۵۔ الطبقات الکبیر: محمد بن سعد، تحقیق الدکتور علی محمد عمر، مکتبة الخانجی، بالقاهره۔

۱۰۶۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب: ابو عمر یوسف بن عبد اللّٰہ ابن عبد البر القرطبی، تحقیق الشیخ علی محمد معوض، الطبعة الثانیة، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

۱۰۷۔ اسد الغابة فی معرفة الصحابة: ابو الحسن علی بن محمد ابن الاثیر الجزری، ترجمہ محمد عبد الشکور فاروقی لکھنوی، المیزان، لاهور۔

۱۰۸۔ الاصابة فی تمییز الصحابة: حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تحقیق خلیل مامون، الطبعة الاولیٰ، دار المعرفة، بیروت۔

۱۰۹۔ تهذیب الکمال: حافظ ابو الحجاج جمال الدین المزی، تحقیق عمرو سیّد شوکت، الطبعة الاولیٰ، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

۱۱۰۔ سیر اعلام النبلاء: حافظ شمس الدین محمد بن احمد الذهبی، تحقیق مصطفیٰ عبد القادر، الطبعة الاولیٰ، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

١١١۔ الكامل فی ضعفاء الرجال: حافظ ابو احمد عبد اللّٰه بن عدی الجر جانی، تحقیق الشیخ عادل احمد عبد الموجود، الطبعة الاولیٰ، دار الکتب العلمية، بيروت۔
١١٢۔ تهذيب الاسماء واللغات: حافظ ابو زكريا محى الدين يحيىٰ بن شرف النو وی، الطبعة الاولیٰ، دار الكتب العلمية، بيروت۔
١١٣۔ ميزان الاعتدال: ابو عبد اللّٰه محمد بن احمد الذهبی، تحقيق علی محمد البجاوی، دار الفكر۔
١١٤۔ تذكرة الحفاظ: ابو عبداللّٰه محمد بن احمد الذهبی، مكتبة رحمانية لاهور۔
١١٥۔ تهذيب التهذيب: حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تحقيق مصطفى عبد القادر، الطبعة الاولیٰ، دار الكتب العلمية، بيروت۔
١١٦۔ لسان الميزان: حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، الطبعة الثانية، دار احياء التراث العربی، بيروت۔
١١٧۔ كتاب الضعفاء: لابی جعفر محمد بن عمرو العقيلی، تحقيق حمدی عبد المجيد السلفی، دار الصميعی، الرياض، الطبعة الاولیٰ۔
١١٨۔ المغنی فی الضعفاء: للحافظ شمس الدين محمد بن احمد الذهبی، تحقيق ابو الزهراء حازم القاضی، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولیٰ۔
١١٩۔ حلية الاولياء: لابی نعيم الاصبهانی، تحقيق سامی انور جاهين، دار الحديث، القاهره، سنة الطبع: ١٣٤٠ھ۔ ٢٠٠٩م۔
١٢٠۔ كتاب المجروحين: لابن حبان تحقيق حمدی السلفی، دار الصميعی، الرياض، الطبعة الثانية۔
١٢١۔ كتاب الثقات: لابن حبان، الناشر، الفاروق الحديثية۔
١٢٢۔ تحفة الاقوياء فی تحقيق كتاب الضعفاء: لابی عبد اللّٰه محمد بن

اسماعیل البخاری، تحقیق حافظ زبیر علی زئی، المکتبة الاسلامیة، لاهور، الطبع ١٤٣٣ھ۔

١٢٣۔ شذرات الذهب: لا بن العماد الحنبلی، تحقیق مصطفی عبد القادر عطاء، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولیٰ۔

١٢٤۔ تاریخ اسماء الثقات: لابی حفص عمر بن احمد ابن شاهین، تحقیق ابو عمرّ محمد بن علی الازهری، الناشر الفاروق الحدیثیة، القاهره، الطبعة الاولیٰ۔

١٢٥۔ الصلة: لابن بشکوال، تحقیق ابراهیم الابیاری، دار الکتاب المصری، القاهره، الطبعة الاولیٰ۔

١٢٦۔ التقریب: لابن حجر العسقلانی، مؤسسة الرسالة ناشرون، الطبعة الاولیٰ۔

١٢٧۔ دبستانِ حدیث: محمد اسحاق بھٹی، طبع اول، مکتبہ قدوسیہ، لاهور۔

١٢٨۔ نزهة الخواطر: سید عبد الحی الحسنی، ترجمہ مولانا انوار الحق قاسمی، طبع ٢٠٠٨ء، دار الاشاعت، کراچی۔

١٢٩۔ بر صغیر کے اهل حدیث خدام قرآن: محمد اسحاق بھٹی، طبع ٢٠٠٥ء، مکتبة قدوسیه، لاهور۔

١٣٠۔ البدر الطالع: قاضی محمد بن علی الشوکانی، دار ابن کثیر، بیروت۔

١٣١۔ سیرة البخاری: مولانا عبدالسلام مبارکپوری، تعلیق و تخریج ڈاکٹر عبد العلیم بستوی، طبع ٢٠٠٩، نشریات، لاهور۔

١٣٢۔ طبقات المحدثین باصبهان: لابی الشیخ الاصبهانی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولیٰ۔

١٣٣۔ بزمِ ارجمنداں: محمد اسحاق بھٹی، طبع ٢٠٠٦ء، مکتبہ قدوسیہ، لاهور۔

١٣٤۔ سیرة ثنائی: مولانا عبد المجید سوهدروی، طبع اوّل، نعمانی کتب خانه، لاهور۔

۱۳۵۔ استادِ پنجاب: مولانا عبد المجید سوہدری، طبع ۲۰۰۲ء، مسلم پبلی کیشنز، لاہور۔

۱۳۶۔ چالیس علماء اہل حدیث: عبد الرشید عراقی، طبع ۲۰۰۳، نعمانی کتب خانہ، لاہور۔

۱۳۷۔ مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی: محترمہ سعدیہ ارشد، طبع اوّل، در الدعوۃ السلفیۃ، لاہور۔

۱۳۸۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: محمد اسحاق بھٹی، طبع اوّل، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور۔

۱۳۹۔ تذکرہ علماء اہلحدیث: کامران اعظم سوہدروی، مکتبۃ اسلامیہ، اشاعت مارچ ۲۰۱۱ء۔

۱٤۰۔غزنوی خاندان: عبد الرشید عراقی، امام شمس الحق ڈیانوی، پبلشرز، کراچی، طبع اوّل۔

۱٤۱۔ محمد شمس الحق عظیم آبادی: عزیز شمس، المرکز الاسلامی للبحوث العلمیۃ، کراچی، طبع دوم۔

۱٤۲۔ الفیوض المحمدیۃ: محمد ابراہیم خلیل، المکتبۃ العزیزیۃ، اوکاڑہ۔

۱٤۳۔ تذکرۃ المحدثین: مولوی ضیاء الدین اصلاحی، ملک اینڈ کمپنی، لاہور، طبع اوّل۔

۱٤٤۔مولانا محمد جونا گڑھی: ڈاکٹر محمد مجیب الرحمن، دار الدعوۃ السلفیۃ، لاہور، طبع ۱٤۲٤ھ۔

فتاویٰ و مقالات

۱٤٥۔ کتاب المسائل: روایۃ اسحاق بن منصور الکوسج تحقیق طلعت بن فواد الحلوانی، الناشر الفاروق الحدیثیۃ، الطبعۃ الاولیٰ۔

۱۴۶۔ مسائل الامام احمد: روایۃ ابی داؤد السجستانی، تحقیق ابی معاذ طارق بن عوض، مکتبۃ ابن تیمیہ، الطبعۃ الثانیۃ۔

۱۴۷۔ فتاویٰ ارکان اسلام: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین، ترجمہ مولانا محمد خالد سیف، دار السلام، لاہور۔

۱۴۸۔ تفہیم دین: مولانا مبشر احمد ربانی، دار العلوم۔

۱۴۹۔ فتاویٰ راشدیہ: سید محب اللہ شاہ الراشدی، نعمانی کتب خانہ، لاہور۔

۱۵۰۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل: مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مکتبہ لدھیانوی، اشاعت اول، ستمبر ۱۹۹۱ء۔

۱۵۱۔ مقالات نور پوری: حافظ عبد المنان نورپوری، ترتیب محمد طیب محمدی، ادارہ تحقیقات سلفیہ، گوجرانوالہ۔

کتب فقہ

۱۵۲۔ کتاب الام: لابی عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی، المکتبۃ الشاملۃ۔

۱۵۳۔ المحلی لابی محمد علی بن احمد المعروف بابن حزم الظاہری، المکتبۃ الشاملۃ۔

۱۵۴۔ الاوسط: لابی بکر محمد بن ابراهیم بن المنذر النیسابوری، تحقیق یاسر بن کمال، دار الفلاح، الطبعۃ الثانیۃ۔

۱۵۵۔ الاجماع: امام ابو بکر محمد بن ابراهیم بن المنذر، ترجمہ ابو القاسم عبد العظیم، مکتبۃ الامام البخاری، کراچی، سن اشاعت ۱۴۲۶ھ فروری، ۲۰۰۵ء۔

۱۵۶۔ الہدایۃ برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی، مکتبۃ البشری، کراتشی، الطبعۃ الثانیۃ۔

کتب لغت

١٥٧۔ لسان العرب: محمد بن مکرم بن منظور المصری، المکتبۃ الشاملۃ۔
١٥٨۔ فیروز اللغات: مولوی فیروز الدین، طبع ٢٠٠٥، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور۔
١٦٩۔ لغات الحدیث: علامہ وحید الزمان، طبع ٢٠٠٥ء، نعمانی کتب خانہ، لاہور۔
١٦٠۔ نور اللغات: مولوی نور الحسن نیر، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، طبع سوم، ٢٠٠٦ء۔
١٦١۔ فرہنگ آصفیہ: مولوی سید احمد دہلوی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ٢٠١١ء۔

متفرقات

١٦٢۔ لطائف المعارف: حافظ زین الدین عبد الرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی، تحقیق یاسین محمد السواس، الطبعۃ الثامنۃ، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت۔
١٦٣۔ بارہ مہینوں کی نفلی عبادات: محمد الیاس عادل، مشتاق بک کارنر، لاہور۔
١٦٤۔ البدع الحولیۃ: عبد اللہ بن عبد العزیز التویجری، دار الفضیلۃ، الریاض، الطبعۃ الاولیٰ۔
١٦٥۔ احیاء العلوم: امام غزالی، ترجمہ: محمد احسن نانوتوی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔
١٦٦۔ طب نبوی: ابو عبداللہ شمس الدین ابن قیم الجوزی، ترجمہ: حکیم عزیز الرحمن اعظمی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، اشاعت ٢٠١٣ء۔
١٦٧۔ الطب النبوی: لابی نعیم الاصبہانی، المکتبۃ الشاملۃ۔
١٦٨۔ الانساب: لابی سعید عبد الکریم بن محمد السمعانی، تحقیق اکرم

البوشی، مکتبة ابن تیمیه، القاهره، الطبعة الاولیٰ۔

١٧٩۔ حادی الارواح: لابی عبد اللّٰه ابن القیم الجوزی، المکتبة الشاملة۔

١٧٠۔ موضح اوهام الجمع والتفریق: لابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی، المکتبة الشاملة۔

١٧١۔ کتاب الزهد: للامام هناد بن السری الکوفی، تحقیق عبد الرحمن بن عبد الجبار الفریوائی، دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، الکویت، الطبعة الاولیٰ۔

١٧٢۔ القول البدیع: شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی، دارالکتاب العربی، بیروت، الطبعة الاولیٰ۔

١٧٣۔ کتاب مقدس: بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاهور۔

شرح اربعین نووی

للإمام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح
الشیخ عبدالہادی عبدالخالق مدنی

تخریج تنقیح و تصحیح
عبداللہ یوسف ذہبی

تحقیق
محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

دار العلم ممبئی

علماء خطبا اور واعظین کیلئے علمی و تحقیقی خطبات کا نادر مجموعہ
ترجمان الخطیب
ابوالحسن عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ
خادم السنّة النبوية الشريفة
دار العلم ممبئی

عورتوں کے دینی مسائل
اور
اُن کا حل

تالیف
ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان

ترجمہ
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوری

تحقیق وتعلیق
حافظ ندیم ظہیر

دار العلم ممبئی

جنت کے نظارے
جہنم کے انگارے
تالیف
سعید بن علی بن وہف القحطانی
ترجمہ
ابو عبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی
تصحیح ونظر ثانی
مولانا رحمت اللہ شاکر
دار العلم ممبئی

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel,: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

₹ 195/-